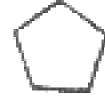
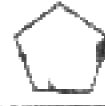
ذات حیدرؓ کو کوئی کیا جانے ۔ یا نبیؐ جانے یا خدا جانے

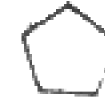


مُشکل کُشا



حضرت علیؓ مشکل کشا کے دور قدیم سے دور حاضر تک کے معجزات و مشکل کشائی کے ۲۵۰ سے زائد واقعات اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب اور ثابت کیا گیا ہے کہ ہر دور میں ہر لمحہ مشکل وقت میں مشکل کشا ہی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

پروفیسر شوکت علی عابد



شائع کردہ

مُصطفےٰ پبلیکیشنس

عقب حبیب بنک ۔ اسٹیشن روڈ حیدرآباد

اسٹاکسٹ ۔ افتخار بکڈپو ۔ اسلام پورہ لاہور ۔

ازل سے ہے جاری ولایت علی کی ۔ ابد تک قائم ہے حکومت علی کی
جہاں تک ہے ختم الرسل کی رسالتؐ ۔ وہاں تک ہے قائم امامت علی کی

نام کتاب ________ مشکل کشا

مؤلف ________ پروفیسر شوکت علی عابد

نظر ثانی ________ ڈاکٹر سید حمید مہتدی

کتابت ________ عبدالحفیظ خان

سال طباعت ________ اگست ۱۹۸۴ء

تعداد ________ دو ہزار

قیمت ________ ۲۲ روپے

ملنے کا پتہ

افتخار بکڈپو اسلام پورہ لاہور ★ ہاشمی بکڈپو چوک مشن روڈ کوئٹہ
رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کراچی ★ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی
احمد بک ڈپو رضویہ سوسائٹی کراچی ★ محمد حسین اینڈ سنز جھنگ
ہاشمی بک ڈپو مظفر آباد آزاد کشمیر ★ پیرزادہ اینڈ سنز گلگت
سید بک اسٹال پشاور ★ دراثتی بک اسٹال نیک روڈ راولپنڈی
ممتاز بکڈپو بنک روڈ راولپنڈی ★ جبران بک ڈپو تلک چاڑی حیدر آباد
ادبیات تلک چاڑی حیدر آباد ★ اسد بک اسٹال [illegible]

عرضِ مولف

مسلم اول شہ مرداں علی
عشق را سرمایہ ایمان علی
اقبال

خدائے بزرگ و برتر کا حمد سرا ہوں۔ آقائے دوجہاں۔ فخرِ انبیاؐ۔ رحمت اللعالمین تاجدارِ انسانیت ۔ نائب خدا۔ ختمی مرتبت، پیغمبرِ اعظمؐ، رسول خدا، وصی رسول، فخرِ امامت، سردار الاولیاء، علوم انبیاءؑ کے وارث، شہر کے علم کے در حیدر کرار۔ صاحب ذوالفقار، حجت خدا، مشکل کشا، شیر خدا، علی ابن ابی طالب کے طفیل میری فکر و سوچ کا محور بدلا، مجھ ناتواں کو توانا کیا، لاغر و کمزور کو اتنی ہمت و طاقت عطا فرمائی۔ مجھ طفل مکتب کے ذہن کو جولانی و قلم کو روانی عطا فرمائی کہ میں اس قابل ہوا کہ اس بحرِ ناپید کے خزانے سے۔ فضائل کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے اپنے خشک قلم کو تر کیا اور اس قلم نے اپنی تحریروں کا عنوان **شانِ علی، شیرِ خدا کے فیصلے، شیرِ خدا نے فرمایا ۷۵ فیصلے** ۔ بنا کر سعادت دعین عبادت حاصل کی۔

ذکرِ علی عبادت ہے یہ اس ہستی کا اس ذات گرامی کا ذکر ہے جو نور سے خلق ہوا، جو اللہ کا پیارا ہے۔ نبیؐ کا سہارا ہے۔ جس کے ذریعہ خدائے اسلام کو نصرت اور نبیؐ کی مدد فرمائی۔ جو زمین پر خدا کی حجت ہے۔ جو پیرانِ پیر ہے۔ پیروں کا دستگیر ہے۔ ہر پیر اس در کا فقیر ہے۔ یہ در ولایت کا سرچشمہ ہے۔ ہر سلسلہ اس در سے وابستہ ہے۔ یہ در حاجت کا وسیلہ ہے۔ خدا کی رسائی کا ذریعہ ہے اور یہی وہ در ہے جو مشکل کشائی کا حیلہ ہے۔ جس کے نام سے مصائب کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ ناکامیوں کے طوق کٹ جاتے ہیں۔ مشکلیں آسان ہوتی ہیں ناتواں توانا ہوتے ہیں۔ بیمار شفایاب ہوتے ہیں۔ اندھے، لنگڑے، لولے صحت یاب ہوتے ہیں۔ بے عقل عقل پاتے ہیں۔ بے علم عالم بن جاتے ہیں۔ کم ہمت

ہمت پاتے ہیں ۔ بھٹکے ہوئے راہ پاتے ہیں ۔ گمراہ منزل کا نشان پاتے ہیں ۔
اس در کی خاک کو ماتھے پر سجانے والے قطب کہلاتے ۔ ابدال کہلاتے ۔
درویش کہلاتے ۔ قلندر کہلاتے ۔ ولی کہلاتے ۔ غوث کہلاتے اور مجھ جیسے
گناہ گار ذکر علی سے نجات پاتے ہیں ۔

اس سے بڑھ کر نا فہمی اور ناسمجھی کیا ہو سکتی ہے کہ ذکر علی کرنے والوں کو ایک مخصوص فرقہ سے منسوب کر دیا جاتا ہے جو سراسر ہر مسلمان کے ساتھ زیادتی ہے ۔ مشکل کشا تو کسی فرد کے کسی جماعت کے کسی فرقہ کے کسی قوم کے لیے مخصوص نہیں ۔ آپ تو تمام مسلمانوں کے امام عادل ہیں ذکر علی تو ہر مسلمان کا ایمان ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ علی کی محبت کے بغیر کوئی فرد مسلمان کہلا سکے ۔ جس دل میں علی کی محبت نہیں ۔ علی سے عقیدت نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ ذکر علی مسلمانوں کا سرمایہ حیات ہے ۔ مسلمان جانتے ہیں کہ مشکل کے وقت مشکل کشا ہی کام آئیں گے ۔ مسلمان جانتے ہیں کہ دشمن سے مقابلہ ہو تو نعرہ حیدری سے قوت و نصرت عطا ہوتی ہے مسلمان جانتے ہیں کہ علی کی جائے ولادت خانہ خدا ہے ۔ مسلمان جانتے ہیں علی نے دیکھا تو رسالت مآبؐ کو علی نے پیا تو لعاب رسالتؐ علی نے کھایا تو لعاب رسالتؐ ۔ سایہ کی طرح ساتھ رہے ۔ تو علی دشمنوں کے نرغے میں پھنسے تو بچالیا علی نے مسلمان جانتے ہیں کہ احد ۔ بدر ۔ خندق ۔ خیبر ۔ حنین علی کے بغیر فتح نہ ہوتے ۔ مسلمان جانتے ہیں کہ شہر علم کے در علی ہیں مسلمان جانتے ہیں کہ علی قرآن ناطق ہیں ۔ مسلمان جانتے ہیں اپنا بھائی بنایا تو علی کو مسلمان جانتے ہیں کہ سیدہؑ کے سر تاج علی ہوتے ۔ مسلمان جانتے ہیں کہ کربلا میں اسلام کو بچانے کا وقت آیا تو علی کے فرزند کام آئے ۔ ہر وقت ہر لمحہ علی ہیں ۔ جدھر رسولؐ ادھر علی ہیں ۔ تاریخ گواہ ہے پیغمبر اعظمؐ کی حیات طیبہ کا کوئی گوشہ کوئی وقت کوئی لمحہ ایسا نظر نہیں آتا جہاں علی نہ ہوں ۔ جدھر آپؐ ہیں وہاں علی ہیں ۔

بڑا افسوس ہے اس غلط فہمی پر جس کا شکار بعض اوقات ہوشمند مسلمان بھی ہو جاتے ہیں کہ جب فضائل علی بیان کیے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی جا رہی ہے میرے مسلمان بھائیو یہ تمام تر گمراہ کن پروپیگنڈہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی سازش کے تحت کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمانوں کی دو عظیم قوتیں سنی شیعہ جو کہ عام زندگی میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں انھیں آپس میں سینہ سپر کر کے وہ اپنے ناپاک عزائم مسلمانوں کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں ۔ مسلمان ان مٹھی بھر شر پسند دل سے ہوشیار رہیں ۔ فضائل علی بیان کرنا کسی کے خلاف کوئی گستاخی نہیں کسی پر کوئی طنز نہیں بلکہ فضائل علی سنا کر تو ہر مسلمان کا دل منور ہوتا ہے ۔ اس کی ایمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اس کا دل و دماغ ترو تازہ ہو جاتا اور سنی شیعہ دونوں بھائی مل کر نعرہ حیدری یا علی یا علی لگا کر اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جب یہی منافق سنی شیعہ بھائیوں کی زبان سے علی علی کی صدا سنتے ہیں تو وہ نعرہ حیدری سے خوفزدہ ہو کر گھبرا کر علی کی ہستی کو ایک مسئلہ بنا کر سنی شیعہ دونوں کو لڑانے کی کوشش کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے آقا فضائل علی کو مٹانے کی کوشش میں خود ذلیل و خوار ہوتے اس طرح یہ بھی ذلیل ہوتے ہیں گے ۔ بڑا ہی دکھ ہوتا ہے کہ آخر انھیں فضائل علی سن کر پریشانی کیوں ہوتی ہے ۔ بتاؤ علی کے فضائل نا بیان کیے جائیں تو کیا نمرود ۔ شداد ۔ فرعون ابو جہل ۔ یزید پلید کے لیے لکھا جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ فضائل علی تو ایمان ہے پیغمبر اعظم کا فرمان ہے جس کا ہر مسلمان تابعدار ہے ۔ اگر دنیا بھر کے درختوں کے قلم اور سمندر کے پانی کی سیاہی بنا دی جائے اور جن و بشر گننے والے ہوں جب بھی یہ سب حضرت علی کی فضیلتوں کو پوری طرح جمع نہ کر سکیں گے (بحوالہ ینابیع المودۃ ودیگر کتب)

حضرت علی کی اطاعت و ذکر نہ صرف عبادت ہے بلکہ نجات کا ذریعہ بھی موجود دور کے مشہور و معروف جید عالم تاریخ داں جناب محمد عبد السلام قادری سنی عقیدہ حب دار اہلبیت اپنی مشہور کتاب شہادت نواسہ سید الابرار کے صفحہ ۲۳۲ ۔ ۲۳۳ پر مستند

حوالوں کے ساتھ پیغمبر اعظمؐ کی حدیثِ مبارک درج فرمائی۔

حضرت بی بی عائشہؓ اور حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں "علی کا چہرہ دیکھنا اور علی کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں "علی کی محبت گناہ کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ کو لکڑی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں" علی ہر مومن کے مولا ہیں جس کے یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں

صفحہ ۳۲۸

موجودہ دور کے مشہور و معروف عالم، تاریخ داں جناب الحاج صالح کشفی السنی الحنفی اپنی کتاب مشکل کشا جلد اوّل میں جس قدر فضائل مشکل کشا کے بیان کئے ہیں وہ علی سے بغض رکھنے والوں کے لئے تازیانہ اور حُب داروں کے لئے مسرت اور ایمان کی قوت کی علامت ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکر راحت القلوب میں فرماتے ہیں جو مرید ایک لفظ اپنے پیر کا فرمایا ہوا لکھے اس کا ثواب ایک ہزار سال کی عبادت اور طاعت سے زیادہ ہے۔ پس یہاں سے قیاس کر لینا چاہئے کہ جو شخص کائنات کے پیر پیراں کے مناقب گرامی لکھنے کی توفیق پائے اس کا درجہ آخرت میں کیا ہوگا۔ چنانچہ خطیب خطباء خوارزم نے کتاب مناقب میں امیر المومنین سے روایت کی ہے۔

پیغمبر اعظمؐ نے فرمایا "خدائے عزّوجلّ نے میرے بھائی علی کے لئے وہ فضائل قرار دئے ہیں جو کثرت کی وجہ سے شمار نہیں کئے جاسکتے۔ پس جب کوئی اس کی کسی ایک فضیلت کو صدق دل سے ذکر کرے۔ اللہ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کوئی اس کی ایک فضیلت کو صدق دل سے ذکر کرے اللہ اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کوئی اس کی ایک فضیلت کو لکھے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک اس کی تحریر کا ایک لفظ باقی رہے اور

جو کوئی اس کی ایک فضیلت کو سنے اللہ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جو کوئی اس کے فضائل کو کتاب میں نظر کرے خدا اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (بحوالہ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳، کوکب دری مؤلف محمد صالح کشفی الحنفی السنی)

پیغمبر اعظمؐ کے فرمان کے مطابق فضائل علی اور ذکر علی ہی روز محشر نجات کا ذریعہ ہے تو اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے اور کیا سعادت و عبادت ہوسکتی ہے کہ وہ ذکر علی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اب تو کوئی نافہم ناسمجھ منکر نبوت، منکر امامت، منکر مشکل کشا اگر یہ کہے کہ فضائل علی بیان کرنا رفض ہے تو میں اس رفض کو عبادت سمجھ کر زندگی کے آخری سانس تک یہ رفض کرتا رہوں گا۔ اور اس رفض کو سعادت ابدی دولت سرمدی اور روز آخرت اپنی نجات کا پروانہ سمجھتے ہوئے سینے سے لگائے رکھوں گا۔ بقول حضرت امام شافعیؒ مناقب مرتضوی بیان کرنا اگر رفض ہے تو انسان اور جن دونوں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

میری کتاب کا موضوع مشکل کشا ہے۔ کتاب میں علی مرتضیٰ کے معجزات اور مشکل کشائی کے ۲۵۰ سے زائد واقعات قلمبند کئے ہیں اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ دور جدید کے جس قدر بھی مشکل کشائی کے واقعات مجھے مل سکیں وہ میں نے درج کئے۔ تمام پڑھنے والوں سے التماس کروں گا آپ کے پاس بھی اگر مشکل کشائی کے ایسے واقعات ہوں یا پیش آتے ہوں وہ آپ مکمل حوالے کے ساتھ روانہ فرمائیں تاکہ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں درج کئے جائیں۔

کتاب مکمل کر چکا ہوں۔ مکمل کرنے کے بعد ایسا محسوس کرتا ہوں کہ جیسے ایک بحر تلاطم میں سے ایک قطرے کو اپنی کتاب میں پیش کیا ہے۔ کسی کا کوئی کمال نہیں یہ تو صرف علی کا جمال ہے کہ قدم قدم پر لمحہ لمحہ ہمیں اس قدر

پیش لفظ

تلاشِ حق میں نہ در در کی ٹھوکریں کھاؤ
ہماری مانو تو سوئے نجف چلے آؤ

کسی معاملے میں حد سے تجاوز کرنا مناسب نہیں۔ کسی شئے کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتے تو وہ مبالغہ بن جاتا ہے۔ اگر کوئی علی کو خدا کا درجہ دے تو وہ دین اسلام سے خارج ہوا۔ اگر کوئی علی اور مشکل کشا کی مشکل کشائی سے انکار کرے تو وہ دین اسلام سے دور ہو گیا۔ اس لیئے ہر مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ علی کو اس مقام پہ رکھے جس مقام پہ خالق نے علی کو فائز کیا۔ جو مرتبہ پیغمبر اعظمؐ نے علی کو عطا کیا دین اسلام کسی مسلمان کو یہ گستاخانہ جرأت کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ خالق کائنات ختمی مرتبت پیغمبر اعظمؐ کے کسی فیصلے کسی حکم سے انحراف کرے یا اس میں کسی قسم کا کوئی شک کرے۔ اگر کوئی مسلمان ذرا برابر بھی خدا اور اس کے رسول کے حکم پہ شک کرتا ہے تو وہ فرد دین اسلام سے خارج ہے کہنا صرف اتنا چاہتا ہوں کہ خدائے بزرگ و برتر کی علی مرتضیٰ پر خاص عنایت ہے آپ کو مشکل کشا بنایا خدا نے روز اول سے لیکر روز قیامت تک اپنی رسائی کے لیئے علی کو وسیلہ بنایا۔ حاجت طلب کرنے کا ایک ذریعہ بنا دیا کہ جب مشکلات کے بھنور میں گھر جاؤ۔ جب مصائب کی زنجیریں طوق بن جائیں۔ جب پریشانیوں میں جکڑے جاؤ تو ادھر اُدھر بھٹکنے کے بجائے مشکل کشا کو پکارو۔ عقیدت سے در نجف پر جھک جاؤ۔ یہ وہ در ہے جہاں سے مایوسی نہ ہوگی۔ نامراد آؤ گے بامراد جاؤ گے۔ یہ وہ در ہے جہاں سے روحانیت کی شعاعیں پھوٹتی ہیں یہ وہ در ہے جس کی خاک نے کسی کو قطب کسی کو قلندر، کسی کو ولی۔ کسی کو ابدال۔ کسی کو درویش، کسی کو صوفی۔ کسی کو غوث بنا دیا۔ اس در سے کسی نے فکر پایا۔ کسی نے حکمت و علم حاصل کی۔ جس نے جو کچھ مانگا اُسے وہ سب کچھ مل گیا۔ روحانیت کی معراج حاصل کرنے کے لیئے، روحانیت

کی منزل کو عبور کرنے کے لیئے لازمی ہے کہ وہ در نجف کی خاک کو خاک شفا سمجھے اس خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالے۔ اس خاک کو اپنی پیشانی کا تاج بنالے کیونکہ یہ کسی فرد کا فیصلہ نہیں ہے یہ حکم ہے خالق کائنات کا۔ حکم ہے پیغمبر اعظمؐ کا میرے بعد تمام ہدایت پانیوالے علی مرتضیٰ سے ہدایت پائیں گے۔ ولایت کے تمام سلسلے مشکل کشا سے جاری ہوں گے۔ چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے مگر ولایت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور یہ تمام سلسلے صرف اور صرف مشکل کشا کے در سے فیض یاب ہوں گے ہر سلسلہ کے سرتاج علی بن ابی طالب ہیں خدا نے یوم الحساب تک کے لیئے علی کو مشکل کشا بنا دیا۔

مستند کتاب جوامع الکلم ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی، و دیگر کتب میں مشائخ کے خرقہ کی ابتدا کے عنوان سے یہ روایت درج ہے، سلوک کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ نے بہشت میں ایک حجرہ دیکھا جس کا دروازہ اور تالا سب سونے کا تھا۔ رسولؐ خدا نے اندر جانا چاہا۔ حکم باری ہوا کہ اے جبرئیلؑ میرے محبوب کے لیئے دروازہ کھول دیا جائے۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر گئے تو ایک بہت بڑا صندوق سونے کا دیکھا اس پر بھی تالا سونے کا لگا ہوا تھا۔ جبرئیلؑ نے حکم خدا سے یہ دروازہ کھول اس میں بھی ایک صندوق تھا اس طرح مختلف صندوق حکم خدا سے کھولے گئے آخری صندوق میں خرقہ مشائخ رکھا ہوا تھا۔ رسول اللہؐ کی خواہش اسے لینے کی ہوئی۔ آپؐ نے اللہ سے درخواست کی جواب ملا اے میرے محبوب ہزاروں پیغمبر آج تک ہوئے میں نے کسی کو نہ دیا چونکہ میں نے یہ تمہارے لیئے رکھا تھا لو آج میں تمہیں عطا کرتا ہوں۔ پہنو۔ رسولؐ خدا نے پھر سوال کیا۔ کیا یہ میرے لیئے مخصوص ہے یا میں کسی کو دے سکتا ہوں۔ جواب ملا ایک سوال ہے اس کا جواب میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو بھی صحیح جواب دے اُسے دے دینا۔ حضورؐ جب واپس دنیا میں آئے تو ایک روز آپ نے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ شب معراج میں

خرقہ مجھ کو عطا ہوا ہے تم میں سے جو بھی میری بات کا صحیح جواب دے گا میرے بعد خرقہ اسی کا ہوگا۔ آپؐ نے سوال کیا حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر مجھے یہ خرقہ ملے گا تو میں صدق دل سے سچائی اختیار کروں گا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھ جاؤ پھر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اگر مجھے یہ خرقہ ملے تو میں عدل و انصاف اختیار کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی جگہ بیٹھ جاؤ پھر حضرت عثمانؓ سے دریافت کیا حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔ عبادت۔ حیا۔ شرم اختیار کروں گا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ پھر حضرت علی سے سوال کیا تو حضرت علی نے جواب دیا کہ میں بندگانِ خدا کی عیوب کی پردہ پوشی کروں گا رسولؐ خدا نے فرمایا یہ تمہارے لئے ہے اور تم اس کے لئے ہو تم اس کو پہنو یہی خرقہ مشائخ پیغمبر صلعم سے علی مرتضیٰ کو اور ان سے ان کے سلسلے کے مشائخ کو پہنچا اس لئے اولیاء کے سردار علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

در نجف سے جب یہ قطب، قلندر، درویش، غوث، اولیاء اپنے ماتھے پر در نجف کی خاک سجا کر مشکل کشا سے فیضیاب ہوتے تو انہوں نے اپنی روحانی قوت سے اس خطہ ارض کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا اور اپنی روحانی قوت کے ذریعے سے تمام مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر مسلمان کسی نہ کسی ولی کا یا غوث کا یا قطب کا یا درویش کا یا صوفی کا یا قلندر کا مرید نظر آتا ہے اور وہ اپنے پیر کی قبر مبارک پر عقیدت سے سر خم کرتے ہوئے اپنے لئے سعادت تصور کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان لوگوں پر جو اولیاء اللہ کی روشن کرامات پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ اولیاء کرام کی کرامتیں اس قدر عیاں ہیں کہ ذرا بھر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ میں اپنے نفس مضمون کی مناسبت سے یہاں پر چند معروف بزرگوں کی کرامات تحریر کر رہا ہوں تاکہ میں اپنے مقصد اور اپنے سلسلہ تحریر کو مزید واضح کر سکوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

آپ کے عقیدت مند لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں موجود ہیں خصوصی طور پر پاک و ہند میں آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ کی بے شمار کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک شخص جو کہ اندھا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیرا تو فوراً اس شخص کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

آپ کی ایک اور مشہور کرامت۔ اجمیر کے رانا ساگر تالاب کے قریب ایک عورت کی گائے گر کر مر گئی۔ اسی گائے پر اس عورت کی گذر بسر تھی۔ یہ عورت بڑی پریشان ہوئی۔ اتفاقاً خواجہ غریب نواز کا گذر ہوا۔ عورت نے التجا کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور گائے فوراً زندہ ہو گئی۔

(بحوالہ اولیائے کرام و دیگر تذکرے)

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

آپ کے آستانہ مبارک پر لنگر کا اہتمام تھا۔ صرف [illegible] اسی [illegible] کے لئے کھانا تیار کیا گیا تھا مگر جب کھانے کا وقت آیا تو [illegible] ہزاروں [illegible] تعداد میں جمع ہو گئے۔ مگر تیاری ہوا۔ یہی کھانا [illegible] کھایا [illegible] کھانا اسی قدر بچ گیا جس قدر تیار کیا گیا تھا۔ (اولیائے کرام)

ابراہیم بن ادھمؒ

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہیں اپنی سلطنت چھوڑ دینے سے کیا فائدہ ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے کم سے کم جو فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ میں اگر پہاڑ کو چلنے کو کہوں گا تو پہاڑ چلنے لگے

جائے گا آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری تھے کہ پہاڑ نے اپنی جگہ سے سرکنا شروع کر دیا۔ حضرت نے پہاڑ پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں نے تجھے چلنے کے لئے نہیں کہا تھا میں نے تو مثال کے طور پر یہ بات کہی تھی۔ رک جا۔ وہ پہاڑ پھر سے اپنی جگہ پر تھم گیا۔

لعل شہباز قلندرؒ

ایک مرتبہ آپ نے زمین کے ایک ٹکڑے کو آباد کرنے کی غرض سے احاطہ کھینچوانے کے لئے مزدور سے کام کرانا شروع کیا اور خود ایک ڈنڈا لیکر زمین پر بیٹھ گئے تھے اتنے میں زمین کا مالک آیا اور کہا کہ اس زمین پر کسی قسم کا کوئی کام نہ کیا جائے آپ نے اس شخص کو ڈنڈے سے اس قدر مارا کہ وہ وہیں مر گیا آپ نے وہیں اسے گاڑھ دیا جب اس شخص کے وارث آئے تو آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا میں نے تو ایک کتے کو مارا ہے اور یہاں دفن ہے وہ جگہ کھودی گئی یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ وہاں ایک مرا ہوا کتا تھا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ آپ کے پیروکار ہو گئے۔

(بحوالہ تذکرہ صوفیائے سندھ ڈاکٹر حمید مہدی)

حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ

ایک مرتبہ بابا فرید گنج شکرؒ۔ اثنائے سیاحت حضرت ذکریاؒ سے ملاقات ہوئی آپ نے حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ سے نہایت محبت اور اخلاص کی رو سے دریافت کیا اے بھائی تمہاری حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے اس وقت حضرت ذکریاؒ ایک سنگین کرسی پر بیٹھے تھے آپ نے فرمایا جس کرسی پر بیٹھا ہوں اگر میں کہوں تو یہ کرسی ہوا میں اڑنے لگے آپ نے اتنا کہا تو وہ کرسی ہوا میں اڑنے لگی آپ نے پھر کرسی پر ہاتھ مارا وہ کرسی فوراً ساکن ہو گئی۔

شیخ ابوالحسن غزنویؒ

نے فرمایا اولیاء اللہ جہاں کے مالک ہیں آسمان سے بارش اور رحمت ان کے قدموں کی برکت سے نازل ہوتی ہے ان ہی کے صفائی قلب اور اخلاص عمل کی بدولت زمین سے نباتات اگتی ہیں۔

(بحوالہ سفینۃ الاولیاء)

ان کرامات کے حوالے سے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ قطب۔ یہ ولی۔ یہ غوث۔ یہ درویش۔ یہ قلندر یہ ابدال یہ صوفی ایک اشارے میں گائے کو زندہ کر سکتے ہیں۔ اپنی دعا سے بارش برسا سکتے ہیں ایک اندھے کو آنکھیں دے سکتے ہیں بیمار کو شفا دے سکتے۔ ایک اشارے سے پہاڑ کو ہلا سکتے ہیں۔ فضا میں چکر لگا سکتے ہیں اک پل میں کہاں سے کہاں جا سکتے ہیں۔ آدمی کو مار سکتے ہیں۔ دریا میں جہاز ڈوبنے سے بچا سکتے ہیں۔ بغیر کھائے پیئے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مردے کو زندہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر یا تو ان اولیاء اکرام کی روشن کرامات کو رد کر دیں۔ اگر ان کی روحانی قوت واختیارات پر ایمان و یقین رکھتے ہو تو پھر اس ہستی کی قوت واختیار بلندی و بزرگی و شرف و توقیر۔ مرتبہ و عظمت اور روحانیت کی منزل کا کیا عالم ہوگا جو سردار الاولیاء ہیں۔ جس کے در کی خاک کو یہ اولیاء اپنے سر کا تاج سمجھتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس در کی خاک کو اپنے لئے خاک شفا سمجھتے ہیں۔ اس در کی خاک کو لینے لئے نجات کا پروانہ سمجھتے ہیں اس در سے فیض حاصل کئے بغیر کوئی ولی کوئی ولی قطب کوئی درویش کوئی قلندر کوئی صوفی کوئی غوث روحانیت کی منزل پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک اس در پر اپنی پیشانی کو نہ جھکائے اگر کوئی نا فہم نا سمجھ ان اولیاء کرام کی روشن کرامات سے انکار کرتا ہے تو ان کے لئے میں یہ دلیل پیش کروں گا کہ روزمرہ کی زندگی میں

اخبارات ۔ رسائل ۔ ڈائجسٹ و دیگر کتب میں متعدد ایسے واقعات شائع ہوتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں ناممکن کام کر دکھایا ۔ فلاں بچہ دو سال کی عمر میں مختلف زبانوں پر عبور حاصل کر گیا ۔ فلاں شخص نے فلاں ایسا کام دکھایا کہ عقل انسانی حیران ہے ۔ اس طرح ٹی وی پر متعدد پروگرام ایسے دکھائے جا چکے ہیں دکھائے جا رہے ہیں کہ ایک عام آدمی ایسی قوت کا مظاہرہ کر کے دکھاتا ہے جس سے آدمی کی عقل حیران ہو جاتی ہے ۔ کبھی کسی شیر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے کبھی سانپوں کے ساتھ کبھی آگ سے گزرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے ۔ آدمی اپنے عقل و فہم کے مطابق یہی سوچتا ہے کہ یہ سب کچھ ناممکن اور بعید از عقل ہے کیونکہ ایسا ہونا ہی ناممکن امر ہے لیکن وہ ان تمام چیزوں کا مشاہدہ ... اپنی آنکھوں سے کرتا ہے اس لیے ان کو رد کرنے کی مجال نہیں ہوتی ۔ ... یہ کہنا ہے کہ ایک عام آدمی اس قدر قوت کا مالک ہو سکتا ہے ... قدر واضح واقعات کو پیش کر سکتا ہے تو بتاؤ کیا وہ ہستی جس کی تربیت ... ذات خلق کی آغوش میں ہوئی جسے خدا نے پیغمبر اعظم کی مدد اور دین اسلام کی نصرت کے لیے اس ارض پر بھیجا تھا اس کی قوت اس کے اختیارات کس قدر ہوں گے کیا تمہاری ناقص عقل اس ذات گرامی کی روحانی قوت کا اندازہ کر سکتی ہے اس ... یہ تسلیم کرنا ہوگا علی بن ابی طالب کے معجزات پر یقین نہ کرنا ایمان میں خلل کی نشانی ہے اور علی مرتضیٰ سے ہی مشکل کشائی ہر دور میں تا ابد جاری و ساری رہے گی ۔

ولی ہو یا کوئی اور ہو خواہ کتنا ہی کیوں نہ بڑا ہو اس کی ہر کرامت صرف اسی کے دور تک محدود ہے مگر مولا علی مشکل کشا کی مشکل کشائی آپ کی ولادت سے قبل بھی جاری رہی اس دور میں بھی جاری ہے روز قیامت تک جاری رہے گی محقق لاثانی حکیم سید محمود گیلانی (سابق اہلحدیث متعدد اخبارات رسائل کے ایڈیٹر ۔ بے شمار کتب کے مصنف مولف جو ۲۳ سال تک اہل حدیث مسلک کے کارفرما ... اپنے کتابچہ میں انتہائی تحقیق کے بعد رقمطراز ہیں

حضرت نوحؑ نے اپنی مشہور عالم کشتی کو طوفان و مصیبت سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کی تختی لگائی جو اب تک موجود ہے ۔ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ اپنی دعاؤں کے لیے حضرت علی مشکل کشا کو وسیلہ بناتے اور تو اور گوتم بدھ جو کہ اپنے وقت میں ایشیا کے نجات دہندہ تصور کیے جاتے ہیں انہوں نے بھی اپنی مشکلات کے لیے امیر المومنین کو مدد کے لیے پکارا ۔ پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں سری کرشن جی مہاراج نے مصیبت و مشکل اور دشمن کے ٹڈی دل لشکر کو دیکھتے ہوئے مشکل کشا علی مرتضیٰ کو مدد کے لیے پکارا ۔ (بحوالہ رسالہ کرشن جنتی مولفہ پنڈت رام دعن صفحہ ۲۷ ۔ شائع کردہ ساگرمی تپ کالیہ دہلی ۱۹۲۳ء

۱۹۱۲ء کی پہلی جنگ عظیم کے دوران دو عیسائی فوجی افسروں کو جو تختی ملی ان میں جو نام ۸ سال کی تحقیق کے بعد ملے وہ پنجتن پاک تھے جس سے دو عیسائی فوجی انسٹر ماسں اور ولیم مسلمان ہوتے محب دار اہلبیت ہوئے ۔

۱۹۵۱ء جولائی میں روسی ماہرین کو جو لکڑی کے چند ٹکڑے ملے سال بھر کی تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوا یہ لکڑی کے ٹکڑے ہیں حضرت نوحؑ کے کشتی کے ٹکڑے ہیں روسی ماہرین نے تحقیق کرنے کے بعد جو رپورٹ پیش کی اس کے مطابق عبرانی زبان میں ۔ اس پر پنجتن پاک یا رسولؐ ۔ مولا علیؑ ۔ یا فاطمہؑ ۔ یا حسنؑ ۔ یا حسینؑ کے نام درج تھے ۔ ان کی تمام تفصیلات مشکل کشائی کے واقعات میں مع حوالے کے ساتھ درج کی جا رہی ہیں ۔

معروف جید عالم ۔ تاریخ داں ۔ جناب محمد عبد السلام قادری الحنفی السنی محب دار اہلبیت اپنی مشہور کتاب شہادت نواسہ سید الابرار ... ۲۶۶ پر آیت ... ترجمہ (بے شک اے محبوب آپ ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے لیے ہادی ہیں)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے اپنے سینے پر دست مبارک رکھا اور فرمایا میں منذر ہوں اور پھر حضرت علی کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علی تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔

ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے اُمت کے اولیا۔ غوث واقطاب تجھ سے فیض حاصل کریں گے۔ (صفحہ ۱۶۶)

حضرت گیسو دراز فرماتے ہیں" اگر میں جناب علی مرتضیٰ کے مناقب کا ایک کرشمہ ظاہر کردوں تو آفتاب کا سب جمال محو ہو جائے اور جو کچھ میں نے آنجناب سے مشاہدہ کیا ہے اگر اس کو بیان کروں تو آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کی نبوت کا خاندان اس جناب سے خیال کرے۔

(بحوالہ کوکب دری م)

جناب صائم چشتی الحنفی السنی اپنی معرکۃ الآرا تصنیف مشکل کشا صفحہ ۲۱۱ پر درج کرتے ہیں" چہار ترکی کلاہ جو رسول اکرمؐ نے ولایت مآب امیر المومنین علی کے سر اقدس پر رکھی وہ صوفی سادات اور مشائخ پہنتے ہیں اس سے مراد دولت وسعادت ہے اور جو کچھ اٹھارہ ہزار عالم میں ہے اس میں رکھا گیا ہے۔

صائم چشتی لکھتے ہیں حضرت علی ہی مملکت طریقت کے تاجدار اور سلطنت روحانیہ کے شہر یار قرار پائے ہیں۔ آپ روحانی طور پر رسول اللہؐ کے خلیفہ برحق بلا فصل اور جانشین اوّل ہیں۔ آگے چل کر لکھتے ہیں حضرت علی کا فیضان ولایت کے حصول کے لئے رسول اللہ سے بغیر کسی دوسرے واسطہ ووسیلہ کے براہ راست تعلق ہے آپ کی روحانی خلافت کا سلسلہ محض تیس سال کی قلیل ترین مدت تک جاری نہیں بلکہ تاقیامت جاری وساری رہے گا۔

(بحوالہ مشکل کشا صفحہ ۲۶۶ م)

شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں" یہی وجہ تھی کہ رسولؐ خدا نے اُمت کو گمراہی سے نجات دلانے کے طریقے حضرت علی کو القا فرمائے اور پھر ان کو امام بنایا اور اپنے کمال عملی کی صورت حیدر کرار میں متصور کرنا ضروری ہو گیا اس طرح ولایت کا یہ مقدس سلسلہ حضرت علی کے وسیلے اور توسط سے قیامت تک کے لئے جاری وساری ہو گیا۔

محدث شاہ عبدالحق حیدر کرار کی امامت کبریٰ کے لئے فرماتے ہیں" نہ صرف یہ کہ آپ کی امامت اور خلافت روحانیہ کا اثبات ہوتا ہے بلکہ آپ کا آئمہ طاہرین کا باپ اور اللہ کی تلوار ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے۔
(مشکل کشا صفحہ ۲۹۶)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات شریف جلد اوّل میں لکھتے ہیں" ہم نے کشف باطنیہ کے ذریعہ اُمت محمدیہ میں علوم واسرار باطنیہ وروحانیت پر فائز لوگوں کا مشاہدہ کیا تو تمام امت مرحومہ میں جناب علی مرتضیٰ کو سب لوگوں سے ہی بلند پایا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ ولی اللہ حضرت جناب خواجہ محمد زاہد پارسا بخاریؒ جو شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی بخاری کے جانشین اول ہیں وہ اپنی تالیف فصل الخطاب میں لکھتے ہیں" حضرت علی تمام عارفوں کے سرتاج ہیں اس پر تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے جو کلام آپ نے فرمایا وہ نہ تو آپ سے پہلے کسی نے کہا اور نہ ہی کسی بعد نے کہا اور وہ یہ کہ آپ نے بر سر منبر کھڑے ہو کر اعلانیہ فرمایا جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

حضرت مخدوم فرماتے ہیں جس قدر فضائل اور کرامات حضرت علی سے منسوب ہیں اتنے دوسرے صحابہ سے نہیں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ فردوسی طوسی نے ایک شعر میں دعویٰ کیا ہے کہ تمام انبیاء جو معجزہ رکھتے تھے

علم، کرامات کی تشکیل میں ان کو رکھتے تھے (ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صفحہ ۳۰، ۳۸ - ۷۹)

جنید بغدادیؒ کہتے ہیں شریعت - طریقت اور معرفت میں اولیاء کے امام اور پیشوا مرتضیٰ علی ہیں (بحوالہ کوکب دری صفحہ ۱۱۰)

خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ گنج الاسرار میں طالبان حق کی تلقین اور ارشاد کے طریق پر فرماتے ہیں کہ قرب الٰہی کا طالب جب خفیہ یا جہراً ذکر خدا شروع کرے تو اس پر لازم ہے کہ دس مرتبہ کلمہ تشہد اور دس مرتبہ درود محمدؐ اور دس مرتبہ سردار اصفیاء علی مرتضیٰؑ کا نام نامی لے کر ذکر مطلوب کی طرف متوجہ ہو کیونکہ خاتم الانبیاء کے بعد سر حلقہ اولیاء یہی بزرگ وار ہیں اور اگر اس طریقت سے مرتضیٰ علی کی متابعت اور پیروی میں دل وجان سے رابطہ حقیقی اور واقعی تعلق نہ رکھتا ہو خواہ وہ ہزار سال ریاضت اور پیروی میں صرف کرے مگر وہ شواہد غیبی کے مشاہدے سے محروم رہے گا۔ (بحوالہ کوکب دری)

حضرت شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی کی ملفوظات جو کہ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور نے مرآت العاشقین مترجم صاحبزادہ غلام نظام الدین ہیں - صفحہ ۲۳۳ پر درج کرتے ہیں۔

"آنحضرت نے خرقہ خلافت حضرت علی کو عطا کیا اور ساتھ ہی وہ پوشیدہ اسرار جو صاحب خرقہ کو بتانے کے لئے آپ مامور من اللہ تھے، حضرت علی کو بتا کر تلقین کی مستحق کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو نہ بتانا - حضرت علی اور ان کے فقر کے سلسلے ابھی تک جاری ہیں۔"

محمد صالح کشفی الحنفی السنی اپنی کتاب کوکب دری صفحہ ۳۸ پر حضور پاک کی حدیث درج کرتے ہیں کہ پیغمبر اعظمؐ کا فرمان ہے علیؑ تمام اہل زمین واہل آسمان کی حفاظت وحراست پر موکل بنایا گیا ہے ہر شے اس ولی اللہ کے زیر حمایت ہے۔

تاجدار ہند شہزادہ دارا شکوہ قادری - سفینۃ الاولیاء ناشر نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۳ پر درج کرتے ہیں "حضرت علی بارہ اماموں کے امام ہیں تمام اولیاء کا سلسلہ آپ پر منتہی ہوتا ہے۔"

تمام مکتبہ فکر کے بزرگ متفق ہیں کہ ہدایت وولایت کا سرچشمہ علی ابن ابی طالب ہیں اس در سے وابستہ ہوئے بغیر کوئی بزرگ کوئی بلندی کوئی شرف کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا اور جس نے اس در کی غلامی حاصل کر لی وہ بزرگی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو گیا اور یہ وہ در ہے جہاں سے ہر دور میں فیض جاری وساری رہے گا

صحابہ کرام - بزرگوں - مورخین - محققین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد سب سے زیادہ معجزات علی مرتضیٰ سے وابستہ ہیں - خداوند کریم نے ہر دور کے لئے علی مرتضیٰ کو مشکل کشا فرمایا - رسول خداؐ نے علی مرتضیٰ کی مدح میں غیب سے نادعلی کی بشارت پائی جو صدیوں سے اہل اسلام کی زبان پر ہر دور مصیبت وپریشانی ومشکل حالت میں بے ساختہ جاری ہو جاتی ہے۔

آپ کے معجزات ومشکل کشائی کے واقعات کا احاطہ کرنا بشری قوت سے بالاتر ہے اس بحر ناپیدا کنار کے خزانے سے چند انمول موتی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور اسے عبادت سمجھتے ہوئے اپنی نجات کا وسیلہ سمجھتا رہا ہوں بقول حضرت امام شافعیؒ اگر مرتضیٰ اپنا مرتبہ ظاہر فرماتے تو تمام مخلوق ان کو سجدہ کرنے لگتی۔

ازل سے ہے ولایت علی کی
ابد تک ہے قائم حکومت علی کی
جہاں تک ہے ختم الرسل کی رسالت
وہیں تک ہے صائم امامت! علی کی

صائم چشتی -

احقر - پروفیسر شوکت علی عابد

مشکل کشا

بیٹھا ہے مشکلات کے رستے میں ہار کے
اور بد نصیب! دیکھ علی کو پکار کے

علی مرتضیٰ مشکل کشا کے معجزات و مشکل کشائی کے واقعات پر غالباً اردو زبان کی پہلی کتاب ہوگی جس میں ۲۵۰ سے زائد معجزات اور مشکل کشائی کے واقعات کو مستند ترین حوالوں کے ساتھ قلمبند کیا ہے ساتھ ساتھ یہ بات بھی طے کر دی گئی کہ تمام تر روحانی قوت کا سرچشمہ ذات علی ہیں دنیا بھر کے ولی اللہ، قطب، غوث، قلندر، ابدال، صوفی، درویش، پیر فقیر، اس وقت تک روحانی درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔ جب تک عقیدت سے در نجف کی خاک کو اپنے پیشانی کا تاج بنائیں۔ تمام سلسلوں کے امام اول علی مرتضیٰ ہیں۔ جب بھی کوئی مشکلات کے بھنور میں پھنسا بے اختیار علی مرتضیٰ کو پکارا۔ جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مولا علی کی مشکل کشائی کسی محدود دور کے لئے نہیں۔ بلکہ آپ ہر دور میں پکارنے والوں کی مدد فرماتے رہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ابھی عمل میں بھی نہ آئی تھی اُس وقت بھی جب بھی کوئی مشکلات کے بھنور میں گھرا۔ اس وقت آپ ہی کے نام کے واسطے سے مشکلات سے نجات ملی۔ تاریخ گواہ ہے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے آپ ہی کا واسطہ دیکر خدا سے مدد طلب فرمائی پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں سری کرشن جی مہاراج نے میدان جنگ میں آپ ہی کا واسطہ دیکر خدا سے مدد چاہی۔

مہاتما بدھ جی نے پریشانی و مصائب اور مشکلات کے وقت آپ ہی کا نام کو یاد کیا اور فریاد کی یا علی میری دستگیری فرمائیے۔ غرض کے زمانہ ماضی

ہو یا حال، یا مستقبل ہر لمحہ آپ ہی کو یاد کیا جاتا رہا۔

جس نے بھی دل سے پکارا علی مرتضیٰ نے اس کی حاجت روائی فرمائی اِدھر اُدھر بھٹکنے کے بجائے اب بھی اگر ہم درِ نجف کو اپنی مشکلات کا حل بنائیں تو ہم مصائب و پریشانیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ یہ وہ در ہے جہاں پر جھکنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اس کتاب میں مولا علیؑ مشکل کشا شیرِ خدا کے معجزات و مشکل کشائی کی ایک ادنیٰ سی جھلک پیش کی ہے جو منکروں کے لئے تازیانہ اور عقیدت مندوں کے لئے ایمانی قوت کا باعث ہوگی۔ پہلے باب میں مولا علی کی ولادت سے شہادت تک دور میں ہونے والے بے شمار معجزات و مشکل کشائی کے واقعات میں سے چند واقعات پیش کر رہا ہوں۔ اور ہر واقعہ کو مستند ترین روایت کے ساتھ درج کیا ہے۔

مشکل کشا

ولادت سے شہادت تک

شکمِ مادر میں

حضرت علیؑ شیرِ خدا کی ولادت باسعادت عمل میں آئی بھی نہ تھی کہ آپ کی کرامات و معجزات کا سلسلہ ایسا جاری ہوا جو آپ کی شہادت اور بعد از شہادت سے لے کر آج تک اور رہتی دنیا تک آپ کے نام کے طفیل ایسے معجزات ظہور میں آتے رہیں گے جو آپ کی شان و عظمت کا نشان ہیں۔ آپ ابھی اپنی مادر حضرت فاطمہ بنت اسد کے شکم میں تھے علیؑ اپنی ماں سے گفتگو فرماتے یہ گفتگو خانہ کعبہ میں ہوتی جب آپ کی مادر خانہ کعبہ میں داخل ہوتیں تو تمام بت منہ کے بل گر پڑتے اس وقت آپ کی مادر فرماتیں ابھی تو تم اپنی ماں کے شکم میں ہو اور ابھی سے بت تمہیں سجدہ کرتے ہیں جب تم شکم مادر سے دنیا میں تشریف لاؤ گے اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی۔

خانہ کعبہ میں

مشہور و معروف حقیقت جس کے سامنے ہر ایک نے سر خم کیا ہے یہ سعادت سوائے علیؑ کے کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی اور یہ بھی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ خانہ کعبہ علیؑ کی ولادت گاہ بنے جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب حضرت علیؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی دعا ہونے والے فرزند کے طفیل منظور ہوئی دیوار کعبہ شق ہوئی۔ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں کیا دیکھتی ہیں کہ ہونے والے فرزند کے لئے جناب مریمؑ جناب آسیہؑ حضرت موسیٰؑ کی والدہ موجود ہیں ان سب نے زچگی کے فرائض انجام دیے

تین دن تک آپ وہاں رہیں لاکھ چاہا کہ در کعبہ کھولیں مگر باہر والا کوئی نہ کھول سکا۔

جھولے میں سانپ

ہر عام و خاص کتب میں کثرت سے روایت ملتی ہیں کہ آپ ابھی کمسن ہی تھے کہ آپ کی طاقت اس عمر کے لحاظ سے ایک بہت بڑا معجزہ ہے یعنی منزلت ہے کہ آپ کی مادر گرامی آپ کو جھولے میں لٹا کر اپنے کاموں میں مشغول ہو گئیں۔ آپ نے اپنی طرف ایک بہت بڑے سانپ کو بڑھتے ہوئے دیکھا۔ سانپ جھولے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ آپ نے اپنا ایک ہاتھ باہر نکال کر اس سانپ کی گردن پکڑ لی ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی انگلیاں سانپ کے منہ میں داخل کر دیں اور اس وقت تک اس سانپ کو پکڑے رکھا جب تک وہ سانپ مر نہ گیا۔ اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہ تشریف لے آئیں آپ نے علیؑ کے ہاتھوں میں مرے ہوئے سانپ کو دیکھا تو لوگوں کو پکارا۔ آواز سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ آپ فرمانے لگیں میرا بیٹا تو حیدر ہے جس نے سانپ کو دو ٹکڑے کر دیا۔ خیبر کے مقام پر جب نامی گرامی پہلوان آپ کے مقابلے پر آیا تو آپ نے اپنا تعارف حیدر کے نام سے کرایا تھا۔

پانی کی تلاش

حضرت علیؑ نے صفین کی جنگ کے موقعہ پر ایک ایسی بستی میں قیام فرمایا جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ مالک اشتر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے ایسی جگہ قیام فرمایا ہے جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہیں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اے مالک

تم عنقریب اس جگہ سے پانی سے سیراب ہوں گے۔ آپ نے زمین کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا تم اور تمہارے ساتھی اس مقام پر ایک گڑھا کھودیں۔ سب نے مل کر ایک گڑھا کھودا۔ وہاں سے ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا پتھر نمودار ہوا۔ سو آدمیوں نے مل کر اس پتھر کو ہٹانا چاہا مگر پتھر ذرا بھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آخر جناب امیر نے اپنے ایک ہاتھ سے پتھر کو چالیس ہاتھ دور پھینک دیا جہاں سے شفاف۔ صاف میٹھا ٹھنڈا پانی ظاہر ہو گیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ آپ نے اس پتھر کو اسی مقام پر رکھدیا۔ آپ کے اصحاب نے اس پر مٹی ڈال کر اس جگہ کو چھپا دیا لشکر اسلامی اس مقام سے روانہ ہوا ابھی کچھ ہی فاصلے پر پہنچے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس مقام کو دوبارہ تلاش کرے گا۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کی کہ ہم سب پہچان لیں گے سب واپس چلے گئے مگر وہاں کوئی بھی اس مقام کو نہ پہچان سکا۔ اس اثنا میں قریبی گرجے سے ایک راہب آتے دکھائی دیا آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا تمہارا نام شمعون ہے عرض کی ہاں میرا یہی نام ہے۔ مگر یہ نام ہیں یا میری صرف جانتی ہیں پھر آپ نے فرمایا اے شمعون تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کی اس چشمے کے لئے معلومات چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس چشمہ کا نام راجوہ ہے یہ جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو نبیوں اور تیرہ اوصیا نے پانی پیا ہے۔ میں آخری وصی ہوں جو اس چشمہ سے پانی پی رہا ہوں۔ راہب نے عرض کی میں نے کتاب انجیل میں اسی طرح پایا ہے یہ راہب مسلمان ہو گیا اور آپ کے ساتھ جنگ صفین میں حصہ لیا ہے ایک روایت ہے کہ آپ کی طرف سے پہلا شہید تھا۔ جب یہ درجہ شہادت پر فیضیاب ہوا تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا یہ شخص قیامت کے روز ہمارا ساتھی ہوگا۔

درِ خیبر ۵ھ

ہر خاص و عام کتب میں کثرت کے ساتھ درِ خیبر کا واقعہ درج ہے جو آپ کی روحانی قوت کا آئینہ دار ہے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو بروز خیبر علم عطا فرمایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی آپ یہودیوں کے مضبوط ترین قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور نامی گرامی پہلوان کو شکست دی۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ اب ان کی خیر نہیں تو وہ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور دروازے کو اندر سے مضبوطی سے بند کر دیا۔ یہ لوگ اندر سے تیروں سے حملہ آور ہوئے حضرت علیؑ قلعہ کے مضبوط ترین دروازے ایک جھٹکے سے ساتھ اس طرح اکھاڑا جیسے تیز ہوا روئی کو اڑا کر ادھر ادھر لے جاتی ہے۔ آپ نے اس دروازے کو چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ صفیہ کا بیان ہے کہ میں ایک طاق میں بیٹھی تھی کہ اچانک دروازے کے اکھڑنے کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑی کہ شاید زلزلہ آگیا ہے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے۔ آپ کا ارادہ صرف اتنا تھا کہ در کو اکھاڑ دیں۔ بعض روایتیں ہیں کہ آپ نے اس در کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ جابر سے روایت ہے کہ جب علیؑ نے اس در کو اٹھا کر پھینک دیا [illegible] چالیس یا ستر آدمیوں نے مل کر اس در کو اٹھانا چاہا مگر دروازہ اس قدر وزنی تھا کہ اس کو ہلا نہ سکے۔ [illegible] کے لئے مشہور ہے کہ چالیس نامور پہلوان اس کو کھولا اور بند کیا کرتے تھے۔ آپ سے جب کسی نے اس کے متعلق دریافت کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا [illegible] جسمانی قوت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ روحانی قوت [illegible] ہے۔

یونانی حکیم

حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک یونانی حکیم حاضر ہوا۔ آپ کے چہرے اور پنڈلیوں کو دیکھنے کے بعد کہنے لگا آپ کے چہرے کی زردی کا علاج تو میں کر سکتا ہوں مگر آپکی پنڈلیوں

کے پیلے پن کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے چہرے کی زردی کتنی مقدار میں چلی جائے گی۔ حکیم نے عرض کی اگر آپ اس دوا میں سے دو بالوں کے سروں کے برابر تناول فرمائیں تو آپ ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر ایک دانے کے برابر آدمی کھا لے تو آدمی کو مار دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس اس وقت یہ دوائی کتنی مقدار میں موجود ہے حکیم نے عرض کی دو مثقال۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے تمام دوائی لے کر اور کھا لی یونانی حکیم یہ دیکھ کر کانپنے لگا کہ یہ فوری مر جائیں گے اور میں کسی بڑی مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یونانی حکیم کی یہ حالت دیکھ کر آپ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے اے حکیم اس زہر کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوگا آپ نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کر دو اس نے بند کر لیں پھر فرمایا اب آنکھیں کھول دو۔ حکیم نے جب آپ کے چہرے پر نظر ڈالی تو حیران ہو گیا کہ آپ کا چہرہ سرخ اور سفید ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا یہ تیرے زہر کی وجہ سے ہوا ہے آپ نے پھر ایک چبوترے پر جس پر یہ یونانی حکیم بیٹھا ہوا تھا اس کے اوپر دو کمرے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے دیوار سمیت اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر یونانی حکیم غش کھا کر گر پڑا۔ پھر آپ نے مکان کو اسی حالت میں رکھ دیا۔ حکیم ہوش میں آیا تو آپ نے اس سے فرمایا دیکھا دو پتلی کمزور پنڈلیوں کی قوت کا نتیجہ۔

ایک پرندے کی اطاعت

عمار ابن یاسرؓ اور جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ ہم۔ حضرت علیؑ امیر المومنین کے ساتھ ایک صحرا سے گذر رہے تھے ہم ابھی پیچھے ہی تھے کہ حضرت علیؑ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر مسکرائے کہ ہنس پڑے اور آسمان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے پرندے تجھے کیا کہنا ہے ہم دونوں نے عرض کی یا امیر المومنین پرندہ کہاں ہے دور دور تک آسمان پر پتہ نہیں ہے۔ کوئی شے نہیں آپ نے

نے فرمایا تمہیں نظر نہیں آتا۔ آپ نے ہم دونوں سے فرمایا کیا تم اس پرندے کو بولتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو۔ ہم نے عرض کی ہاں آپ نے آسمان کی طرف کوئی دعا مانگی جو آہستہ آہستہ تھی۔ پرندہ فوراً زمین پر آ گیا اور آپ کے ہاتھ پر گرا۔ اور آہستہ آہستہ اپنی پشت سے آپ کے ہاتھ کو مس کرنے لگا۔ آپ نے پرندہ سے فرمایا اللہ کے حکم سے بولو پرندہ صاف عربی زبان میں گویا ہمکلام ہوا۔ اور عرض کی السلام علیکم یا امیر المومنین۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے پرندہ سے دریافت کیا کہ اس صحرا میں جہاں نہ پانی نہ پودے کچھ ہے تم اپنی خوراک کہاں سے حاصل کرتے ہو۔ عرض کی اے آقا جب بھوکا ہوتا ہوں آپ حضرات کی ولایت کا ذکر کرتا ہوں اور سیر ہو جاتا ہوں پھر کھانے کی تمنا نہیں رہتی اور جب پیاسا ہوتا ہوں آپ حضرات کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں تو پیاس بجھا لیتا ہوں یہ کلام سن کر آپ نے پرندے سے فرمایا اللہ تجھے برکت دے اللہ تجھے برکت دے۔

(۸) ہاتھیوں کی اطاعت

جناب عمارؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو عمان کے شہر میں جلندی بن کرکرہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ وہاں پہنچے اور سخت جنگ کا آغاز ہوا۔ جلندی نے اپنے غلام کندی کو طلب کیا اور کہا کہ تم سیاہ عمامے والے شخص کے پاس چلے جاؤ اور اسے گرفتار کر کے ذلت کے ساتھ زمین پر گرا دو۔ تو میں انعام میں اپنی چہیتی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا جس کی شادی بادشاہوں کے لڑکے کے ساتھ نہیں کی۔ کندی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوا اپنے ساتھ ۲۹ ہاتھیوں کو لیا اور حضرت امیر المومنین کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ امیر المومنین نے جلندی کو دیکھا آپ خچر سے اتر پڑے سر اقدس سے کپڑا اٹھایا۔ تمام جنگل چمک اٹھا پھر دوبارہ آپ خچر پر سوار ہو گئے۔ ہاتھیوں کے قریب آئے اور ایسا کلام فرمایا جس کو انسان نہ سمجھ سکے۔ اچانک ان تیس ہاتھیوں میں سے ۲۹ ہاتھیوں نے سر

ہلایا اور پلٹ کر مشرکین پر حملہ کر دیا۔ دائیں بائیں جانب پلٹتے رہے لشکر کو عمان کے دروازے تک پہنچا دیا۔ تمام ہاتھی واپس حاضر ہوئے اور ایسی گفتگو کی کہ تمام نے سنی اور ان ہاتھیوں نے عرض کی ہم سب حضرت محمدؐ کو جانتے ہیں وہ اللہ کے نائب ہیں مگر یہ سفید ہاتھی محمدؐ و آل محمدؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ حضرت سخت کڑکے جیسا کہ جنگوں میں مخالفین کے خلاف کڑکا کرتے تھے۔ سفید ہاتھی کانپنے لگا آپ نے ایک ضرب لگا کر اس ہاتھی کا سر جدا کر دیا۔ اس پر سوار کندی غلام کو سر سے پکڑ لیا۔ جبرئیلؑ نے نبیؐ کو آگاہ فرمایا کہ آپ فصیل پر تشریف لے جائیں اور علیؑ سے بلند آواز میں فرمائیں کہ اسے بخش دیجئے۔ یہ آپ کے قیدی ہیں۔ علیؑ نے کندی کو چھوڑ دیا۔ کندی نے آپ سے عرض کی مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ذرا نظر اٹھا کر دیکھو سامنے کون ہے کندی نے دیکھا کہ رسولؐ خدا اور آپ کے اصحاب مدینہ کی دیوار پر کھڑے ہیں آپ نے کندی سے فرمایا کون ہے کندی نے عرض کی رسولؐ اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ کتنے فاصلے پر ہیں کندی نے عرض کی چالیس دن چلنے کی راہ پر ہیں۔ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد کندی نے عرض کی ابوالحسنؑ۔ آپ کا رب عظیم ہے۔ آپ کا نبیؐ نبی کریم ہے آپ اپنا دست مبارک آگے بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے جلندی کو قتل کیا بے شمار مخلوق سمندر میں ڈوب کر غرق ہو گئی بے شمار قتل ہوئے۔ باقی مسلمان ہو گئے حضرت نے قلعہ کندی کے سپرد کیا اور جلندی کی بیٹی کی شادی کندی سے کی اور کچھ مسلمانوں کو وہاں چھوڑ دیا تاکہ انہیں تعلیم دیں۔

سورج سے کلام

[۹] محمد بن مسلم اور جابر سے روایت ہے کہ سورج نے حضرت علیؑ سے سات مرتبہ کلام کیا۔ پہلی مرتبہ سورج نے حضرت علیؑ سے اس طرح کلام کیا مسلمانوں کے امام العبد۔ کہ ان میری سفارش فرمائیے کہ وہ عذاب نہ دے۔ دوسری مرتبہ کہا کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں آپ کے دشمن کو جلا دوں میں ان کو

ان کی پیشانیوں سے جانتا ہوں تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی۔ جب آپ سے نماز عصر فوت ہو گئی تھی۔ امیرالمومنین نے سورج سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنی جگہ سے پلٹ کر آ جا۔ سورج نے لبیک کہا اور پلٹ کر آ گیا۔ چوتھی مرتبہ حضرت علی امیرالمومنین نے فرمایا۔ اے سورج تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے۔ خدا کے حکم سے سورج گویا ہوا۔ اور عرض کی۔ میرے رب کی عزت کی قسم اگر خدا آپ کی مانند تمام مخلوق کو پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ پانچویں مرتبہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب نماز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو لوگوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کی اس وقت سورج نے کھلم کھلا کلام کیا۔ اور سورج نے کہا تھا۔ حق علیؑ کے لئے ہے۔ حق علیؑ کے ہاتھ میں ہے اور حق آپ کے ساتھ ہے قریش و دیگر افراد نے ان باتوں کو سنا۔ چھٹی مرتبہ۔ حضرت علیؑ نے سورج کو طلب کیا تھا اور وہ آپ کے لئے آب حیات کا پانی لے کر ایک برتن میں حاضر ہوا تھا اور آپ نے اس سے وضو کیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ سورج نے عرض کی۔ میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت سورج حاضر ہوا آپ نے سورج سے کلام کیا۔

سزا کے بعد

[۱۰] ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ امیرالمومنین کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے چوری کی ہے جس کی سزا دے کر مجھے آپ پاک کر دیں۔ اس شخص نے حضرت امیرالمومنین کے سامنے اپنی چوری کا تین مرتبہ اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کٹنے کے بعد وہ شخص اپنا کٹا ہوا ہاتھ لیکر مجلس سے باہر آیا۔ راستے میں ابن عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس شخص سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے۔ جواب میں اس شخص نے کہا میرا ہاتھ امیرالمومنین وصی سید المرسلین۔ مولائے جملہ انس و جان غالب کل غالب جو اس مخلوق میں آنحضرتؐ کو سب سے پیارا ہے علی ابن ابی طالب نے۔ ابن عباسؓ نے کہا جس نے تیرا

ہاتھ کاٹا ہے تو اسی کی اس قدر تعریف کرتا ہے۔ عرض کی وہ ذات میری تعریف سے بہت بلند ہے ان کی محبت میرے نس نس میں بسی ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ اس شخص کو لیکر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کچھ اس شخص سے سنا تھا وہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا بعض دوست ہمارے ایسے ہیں کہ اگر ہماری محبت میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دئے جائیں۔ تب بھی ان کے دل میں ہماری محبت کے سوائے کچھ خیال نہ گذرے گا اور بعض دشمن ایسے ہیں۔ اگر ہم ان کو گھی اور شہد کیوں نہ چٹائیں مگر ان کا بغض ہمارے لئے اور زیادہ ہوگا۔ آپ نے اس شخص کا کٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر کٹی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا۔ اپنی چادر سے ڈھانپ کر چند پوشیدہ کلمات پڑھے چادر اٹھائی تو اس شخص کا ہاتھ اپنی حالت میں ٹھیک ہو گیا۔ یہ شخص ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا آخر یہ جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس شخص کا نام افلح تھا۔

علیؑ کا حکم

داام سہیل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقعہ پر امیر معاویہ نے دریا کے گھاٹ پر قبضہ جما لیا اور اپنے لشکر کو سختی سے حکم دیا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی فوج علیؑ حاصل نہ کر سکے۔ حضرت علیؑ امیر المومنین نے اپنے ہمایہ ناز سپہ سالار مالک اشتر کو حکم دیا کہ جو لوگ دریا کے گھاٹ پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں انھیں کہو کہ علیؑ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ پانی گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مالک اشتر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ گئے اور وہاں پہنچ کر علیؑ کا حکم سنایا چنانچہ وہ ہٹ گئے امیر المومنین کے آدمی گھاٹ کے اندر گئے اور پانی لیکر اپنے مورچوں پر پہنچ گئے۔ اس بات کا علم امیر معاویہ کو ہوا۔ اس نے گھاٹ کے نگرانوں کو طلب کیا اور ان سے گھاٹ چھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس عمرو بن عاص کے جو کہ امیر معاویہ کے خاص آدمی تھے آئے تھے انہوں نے کہا کہ تمہیں امیر معاویہ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ چھوڑ دو اس بات پر امیر معاویہ عمرو بن عاص سے ناراض ہوئے کہ کام

تم خود کرتے ہو اور نام میرا لیتے ہو۔ دوسرے دن امیر معاویہ نے جمل ابن عتاب کی نگرانی میں پانچ ہزار سپاہی دیکر گھاٹ کا نگران مقرر کیا۔ حضرت علیؑ امیر المومنین نے مالک اشتر سے فرمایا جمل سے کہو حضرت علیؑ تمہیں حکم دیتے ہیں گھاٹ چھوڑ دو مالک اشتر نے ایسا ہی کیا۔ جمل نے گھاٹ چھوڑ دیا امیر المومنین کے سپاہ اپنی ضرورت کے مطابق پانی لیکر واپس پہنچے۔ امیر معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو جمل کو طلب کیا کہ تم نے گھاٹ کیوں چھوڑا جمل نے جواب دیا آپ کے فرزند یزید آئے تھے اور مجھے آپ کا نام لیکر کہا کہ آپ کی طرف سے حکم ہے کہ گھاٹ چھوڑ دیا جائے۔ امیر معاویہ نے یزید کو طلب کیا دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یزید تو وہاں گیا ہی نہیں۔ امیر معاویہ سخت پریشان ہوئے آخر انہوں نے حکم دیا کہ کل کوئی شخص بھی آئے کسی طرح بھی اس کی بات نہ ماننا۔ اگرچہ میں خود بھی کیوں نہ آجاؤں جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو۔ جمل امیر معاویہ کی طرف سے سخت حکم سننے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ سواروں کو ساتھ لیکر گھاٹ کی نگرانی کرنے لگا اور دل میں سوچ لیا کہ جب تک امیر معاویہ کی انگوٹھی نہ لے لوں گا اس وقت تک گھاٹ نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت علیؑ امیر المومنین نے مالک اشتر کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جمل سے جا کر کہو کہ علیؑ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ مالک اشتر نے جمل کو حکم دیا وہ گھاٹ سے علیحدہ ہو گیا مالک اشتر کے ساتھیوں نے پانی بھرا اور سب واپس چلے۔ امیر معاویہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ امیر معاویہ نے جمل کو طلب کیا۔ جواب طلبی پر جمل نے امیر معاویہ کی انگوٹھی معاویہ کو دکھائی تو [illegible] انگوٹھی والے ہاتھ مارا اور کہا یہ میری ہی انگوٹھی ہے اور کہا یہ بھی علیؑ کی [illegible] میں سے ایک معجزہ ہے۔

آلِ نوحؑ کا ایک سوال

[illegible] علوی بصری بیان کرتے ہیں کہ مصر کی ایک جماعت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم گذشتہ امتوں کے بقایا لوگ ہیں جو آل نوحؑ سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کا ایک [illegible] تھا جس کا نام شام تھا اس نے اپنی کتاب

ہیں آگاہ کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا قائم مقام ہوتا ہے آپ کے وصی کون ہیں۔ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اس جماعت نے عرض کی یا محمدؐ اگر ہم علیؑ سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سامؑ بن نوحؑ دکھلا دیں تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علیؑ ان لوگوں کے ساتھ مسجد میں گئے۔ محراب رسول اللہ کے اندر تشریف لے گئے جو مسجد کے اندر تھا۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی۔ زمین کے اندر سے قبر اور تابوت ظاہر ہوا۔ تابوت کے اندر سے ایک بزرگ کھڑا ہوا۔ جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جو سر اور داڑھی سے بکھری مٹی جھاڑ رہا تھا۔ یہ بزرگ خدا کے حکم سے گویا ہوا حضرت علی کو سلام کیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ میں سام بن نوح گواہی دیتا ہوں خدا کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول اور رسولوں کے سردار ہیں۔ آپ علی [illegible] محمدؐ [illegible] ہیں۔ جو اوصیا کے سردار ہیں۔ میں نوحؑ کا فرزند سام ہوں۔ اس جماعت نے اپنے صحائف کھولے۔ اس بزرگ کو ویسا پایا جیسے ان کے صحائف میں اس کے اوصاف بیان کئے تھے۔ اس جماعت کے لوگوں نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کی اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ (سام) اپنے صحائف میں سے کوئی سورہ تلاوت کرے۔ حضرت سام نے پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ ایک سورہ ختم ہو گیا۔ پھر سامؑ نے علیؑ پر سلام کیا اور حضرت سام پہلے کی طرح سو گئے دیکھتے ہی دیکھتے زمین آپس میں مل گئی۔ تمام حقیقت کو جماعت کے تمام افراد نے جب اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا تو ان سب نے یک وقت کہا۔ اللہ کا دین اسلام ہے یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔

(بحوالہ عمدۃ المطالب جلد اوّل)

۲۱۔ نماز عصر اور سورج

اصول کافی نے بیان کیا ہے جس کی روایت حضرت حسینؑ بن علیؑ تک دیتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی امیرالمومنین نہروان کی جنگ سے واپس ہوئے اس وقت بغداد شہر کی بنیاد نہیں پڑی تھی وہاں آپ نے ایک مقام پر نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ اس مقام سے روانہ ہوئے۔ بابل کی سرزمین میں داخل ہوئے اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لشکر کے بعض افراد نے کہا کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے یہاں نماز ادا کرنا مناسب ہے۔ جس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ زمین تین مرتبہ پہلے بھی تباہ ہو چکی ہے چوتھی مرتبہ پھر تباہ ہو گی میرے لئے جائز نہیں کہ میں اس سرزمین پر نماز ادا کروں۔ تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے لشکر میں سے چند منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ علیؑ خود نماز تو پڑھتے نہیں ہیں آپ خاموشی سے سنتے رہے۔

جویریہ بن مسہر عبدی کا بیان ہے کہ میں حضرت علی امیرالمومنین کے ساتھ رہا اور میں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ جب تک امیرالمومنین نماز نہیں پڑھیں گے اس وقت تک میں بھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ آپ نے بابل کی سرزمین کو عبور کیا اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ افق پر سرخی ظاہر ہو چکی تھی اس وقت حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا اے جویریہ پانی لاؤ۔ میں نے پانی کا برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے وضو فرمایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اذان کہو۔ میں نے عرض کی اب تو عشا کی نماز کا وقت ہو چکا ہے آپ نے فرمایا نہیں عصر کی اذان کہو۔ پھر فرمایا اقامت کہو میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں لب متحرک ہوئے آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا جس کو میں قطعی طور پر نہ سمجھ سکا۔ اسی اثنا میں سورج پورے کا پورا دوبارہ لوٹ آیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت نماز کے لئے کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور نماز

پڑھی۔ میں اور میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی حضرت علیؑ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو سورج غائب ہوگیا۔ رات کا سماں چاروں طرف پھیل گیا آسمان پر ستارے نکل آئے اس وقت حضرت علی نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا اب تم عشاء کی اذان کہو۔

آزمائش ۱۴

روایت ہے جس کی سند رسول اللہ تک بیان کی گئی ہے ایک دن رسول خدا اپنے اصحاب کے پاس تشریف فرما تھے بعض نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ۔ خدا نے ابراہیمؑ کو خلیلؑ بنایا اور موسےؑ سے باتیں کیں۔ عیسیٰ بن مریم کو معجزہ عطا کیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ خدا نے آپؐ کو کیا چیز عطا کی ہے آپ ان صحابہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اگر خدا نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پردہ میں رہ کر بات کی ہے تو میرے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی اور میں واحد ہوں جس نے اپنے رب کے جلال کو دیکھا اور اگر حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ عطا کیا کہ وہ مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں تو میں بھی تمہارے مُردوں کو زندہ کر سکتا ہوں جب تم چاہو اور جس مردے کو چاہو میں زندہ کر سکتا ہوں ان صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مردے زندہ کر دئے جائیں۔ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ آج تم میری جگہ ان کے مردوں کو زندہ کرو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی چادر آپ کے کندھوں پر ڈالی اور فرمایا ان کے ساتھ قبرستان چلے جاؤ اور صحابہ کو حکم دیا کہ تم سب علیؑ کی اطاعت کرتے رہنا تمام صحابہ حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے قبرستان کی طرف چل دیے مقام خاص پر پہنچے آپ نے اہل قبور کو سلام کیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا کہ تمام صحابہ سمجھنے سے قاصر رہے۔ زمین میں اضطراب پیدا ہوا زمین نے پھیلنا اور ابھرنا شروع کیا۔ تمام صحابہ دیکھ کر اس قدر گھبرا گئے کہ ان سب نے حضرت علی سے التجا کی رک جایئے۔ ہمیں معاف فرمائیں۔ آپؑ دعا

مکمل ہونے سے پہلے ہی رک گئے۔ یہ صحابہ رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمیں بخش دیجئے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تم نے اللہ پر جرأت کی ہے خدا تمہیں قیامت کے دن نہیں بخشے گا۔

اژدہا سے کلام ۱۵

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حسب معمول حضرت علی امیرالمومنین مسجد کوفہ میں وعظ فرما رہے تھے اچانک امیرالمومنین نے شور و غل کی آواز سنی۔ لوگ افراتفری کے عالم میں ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر امیرالمومنین نے فرمایا۔ اے لوگو تمہیں کیا ہو رہا ہے۔ حاضرین نے عرض کی یا امیرالمومنین ایک بہت بڑا اژدہا اس طرف آرہا ہے جس کی وجہ سے ہم ڈر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں اسے ختم کر ڈالیں آپ نے فرمایا اس کے قریب مت جاؤ یہ اپنی ضرورت لیکر میرے پاس بطور ایلچی آرہا ہے۔ لوگوں نے اژدہا کو آنے کی جگہ دی اژدہا صفوں کو چیرتا ہوا سیدھا منبر کے قریب آیا اور آتے ہی اپنا منہ امیرالمومنین کے کان میں ڈال دیا اژدہے نے اپنی زبان میں کچھ کہنا شروع کیا اور کافی دیر تک کہتا رہا آپ سر ہلاتے رہے پھر آپ نے اس کے جواب میں اسی کی زبان میں گفتگو فرمائی جو ہم میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ یہ اژدہا گفتگو سننے کے بعد منبر سے اتر کر صفوں کو چیرتا ہوا درمیان سے ایسا غائب ہوا کہ لوگوں نے دیکھنے اور تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کوئی بھی اسے نہ پا سکا۔ اژدہے کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے امیرالمومنین سے دریافت کیا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا یہ درجان بن مالک میرا ماتحت ہے جس کو ہم نے مسلمان جنوں پر مقرر کیا ہے۔ ان جنات کو بعض مسائل میں اختلاف ہوگیا۔ اختلاف بہت زیادہ شدت پکڑ چکا تھا اس لئے انھوں نے اپنا سفیر میرے پاس مسائل کے حل کے لئے اس کو بھیجا میں نے ان کے مسائل کا حل بتا دیا ہے اب وہ واپس چلا گیا ہے۔

بعد کا حال مجھے اس بچہ کے لئے معلوم نہیں۔ عورت نے ان تمام باتوں کا اعتراف کیا اور عرض کی یا امیرالمؤمنین ان تمام باتوں کا علم مجھے اور میری ماں کے سوا کسی کو نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آگے کا حال مجھ سے سن فلاں قبیلہ کا قافلہ اس مقام سے گذرا انہوں نے اس بچہ کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے یہ بچہ جوان ہو گیا اور کوفہ میں آکر اس جوان کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا۔ جوان سے آپ نے فرمایا اے نوجوان اپنا سر ننگا کر اس نوجوان نے جب اپنا سر ننگا کیا تو اس کے سر پر شکستگی کا نشان صاف ظاہر تھا۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا اے عورت یہ وہی تیرا بیٹا ہے اٹھ اور اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جا خدا نے تجھے حرام کام سے محفوظ رکھا۔

جنگ نہروان کے لئے پیش گوئی (۷)

ہر خاص و عام کتب میں مرقوم ہے حضرت علیؑ امیرالمؤمنین کی پیش گوئی کافی شہرت پا چکی ہے جس کی روایت جندب بن عبداللہ کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی امیرالمؤمنین کے ساتھ حاضر تھا مجھے کبھی بھی اس باب میں شک نہ گذرا کہ حق ہمارے ساتھ ہے لیکن میں آپ کے ساتھ جنگ نہروان میں شامل ہوا تو دل میں خیال آیا کہ مخالفین سب ہمارے اقربا اور نیک اشخاص ہیں ان کو قتل کرنا سخت مشکل اور دشوار ہوگا۔ صبح کے وقت لوٹا لئے لشکر گاہ سے باہر نکلا زمین پر نیزہ گاڑ کر ڈھال اس پر رکھی اس کے سایہ میں بیٹھا سوچ رہا تھا اتنے میں حضرت امیرالمؤمنین تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا چہرہ آفتاب تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ مجھ سے پوچھا تیرے پاس پانی ہے میں نے لوٹا آگے بڑھا دیا آپ ایک سمت کی طرف روانہ ہوئے اتنی دور گئے کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ دیر واپس آئے وضو کیا اور اس ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار دیکھا۔ حضرت نے اس کا حال

دریافت کیا میں نے عرض کی یہ سوار آپ کو تلاش کرتا ہے۔ فرمایا اس سوار کو بلا لاؤ۔ سوار قریب آیا۔ اور سوار نے عرض کی یا امیرالمؤمنین مخالفین نہروان سے گذر کر دریا پار کر چکے ہیں آپ نے فرمایا غلط ہے ابھی وہ ہرگز نہیں گذرے۔ سوار نے عرض کی خدا کی قسم وہ گذر گئے ہیں آپ نے فرمایا نہیں غلط ہے۔ سوار نے پھر عرض کی خدا کی قسم جب تک وہ دریا کے پار نہیں گذرے اس وقت تک میں نہیں آیا آپ نے فرمایا قطعی جھوٹ ہے۔ کیونکہ ان کے قتل ہونے کی جگہ یہاں ہے ان میں سے صرف ۱۰ سے کم بچ سکیں گے اور میرے لشکر میں سے دس شہید ہوں گے آپ یہ کہہ کر اٹھے میں نے دل میں سوچا خدا کا شکر ہے کہ امیرالمؤمنین کا حال معلوم کرنے کے لئے میزان ہاتھ لگ گئی۔ اور دل میں عہد کیا کہ اگر مخالفین نہروان سے گذر چکے ہوں گے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو امیرالمؤمنین کے ساتھ مقابلہ کروں گا ورنہ لشکر کے ساتھ اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتا ہوا شہید ہو جاؤں گا۔ جب میں نے صفوں سے گذر کر دیکھا تو مخالفین کے نشانات جہاں تھے وہیں کے وہیں رکے ہوئے ہیں ذرا بھر بھی وہ نہیں ہٹے اس وقت حضرت امیرالمؤمنین نے میری پیٹھ کو ہلاتے ہوئے فرمایا اب تو تجھ پر حقیقت عیاں ہو گئی میں نے عرض کی بیشک امیرالمؤمنین آپ نے فرمایا اب تو اپنے کام میں مشغول ہو جا اور تو اس جنگ میں ایک کو قتل کرے گا اور دوسرے سے مقابلہ کرتا ہی رہ جائے گا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ویسا ہی ہوا میں نے ایک شخص کو قتل کیا اور دوسرے سے مقابلہ کیا ایک ضرب اس نے مجھے لگائی اور ایک میں نے لگائی دونوں بیہوش ہو کر زمین پر گرے۔ حضرت جنگ سے فارغ ہو چکے تھے ہوش آیا تو آپ کے حکم کے مطابق ہمارے لشکر میں سے نو آدمی شہید ہوئے اور مخالفین کے لشکر میں صرف نو آدمی زندہ بچ سکے باقی سب مارے گئے۔

امیر معاویہ اور موت (۹)

متعدد کتب میں مرقوم ہے جس کو یہاں پر کوکب دری ۔ صفحہ ۳۰۴ کے حوالے سے

تحریر کیا جاتا ہے۔ ایک دن امیر معاویہ اپنے دربار میں بیٹھے تھے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا یہ کس طرح معلوم کیا جائے اس دنیا سے میں پہلے یا امیرالمومنین حضرت علیؑ رحلت فرمائیں گے حاضرین نے اس کے جواب میں بے بسی ظاہر کی کہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ یہ بات علیؑ سے ہی معلوم کی جا سکتی ہے کیوں کہ آپ کی زبان سے ہمیشہ حق جاری رہتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اپنے تین معتبر شخصوں کو بلا کر کہا کہ تم تینوں کوفہ کا سفر کرو جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم تینوں ایک ایک کر کے ایک ایک دن بعد کوفہ کے اندر داخل ہونا اور وہاں جا کر میرے مرنے کی خبر بیان کرنا مگر تم تینوں میرے مرنے، بیماری کی قسم، [illegible] مرنے کے دن، مرنے کا وقت، غسل، میت، جنازے کی نماز [illegible] تمام امور پر متفق رہنا اور ہر ایک [illegible] امیر معاویہ نے ان تینوں کو اچھی طرح [illegible] ان کو ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ تینوں جب کوفہ کے قریب [illegible] پہنچے [illegible] ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے اس سے [illegible] اہل کوفہ نے شام کے حالات دریافت کئے [illegible] امیر معاویہ رحلت کر گئے ہیں۔ یہ خبر بعض افراد [illegible] امیرالمومنین کی خدمت [illegible] آپ نے ذرا بھر بھی توجہ نہ دی۔ دوسرے دن [illegible] دوسرا شخص کوفہ میں داخل ہوا اس نے پہلے والے کی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی یہ خبر حضرت علیؑ تک پہنچی مگر اس بار بھی آپ نے توجہ نہ دی بعض افراد نے عرض کی کہ یہ دو لوگ الگ الگ آئے ہیں اور حالات [illegible] آپ نے پھر بھی توجہ نہ دی تیسرے دن پھر ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا [illegible] اسی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی۔ یہ خبر [illegible] امیرالمومنین [illegible] آپ نے پھر بھی ذرا توجہ نہ دی بعض افراد سے [illegible] کہا کہ یہ خبر تحقیق شدہ ہے [illegible] مگر آپ نے ذرا بھی توجہ نہ دی اور حاضرین سے فرمایا معاویہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب

تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے تم لوگ معاویہ کی چالوں اور مکر و فریب سے بے خبر ہو میں اُسے جانتا ہوں وہ اس ماں کا بیٹا ہے جس نے سید الشہدا کا جگر انتہائی اشتیاق سے تلاش کر کے جنگ اُحد میں چبایا تھا یہ تینوں شخص واپس شام پہنچے اور معاویہ کو تمام حالات بیان کئے اور حضرت علیؑ کا فرمان بھی بتایا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے یہ خبر سن کر معاویہ بڑا خوش ہوا۔

رشید ہجری کی شہادت [۲۳]

حضرت علی امیرالمومنین کوفہ میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک نخلستان میں ایک میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے خُرمہ تناول فرما رہے تھے۔ رشید ہجری نے جناب کی خدمت میں عرض کی کیسا اچھا خرمہ ہے آپ نے فرمایا میری موت کے بعد تجھ کو اس درخت کی لکڑی پر سولی چڑھائیں گے۔ رشید ہجری کا بیان ہے کہ میں جناب امیرالمومنین کی وفات کے بعد اس درخت کی ہر روز توا نفع کرتا تاکہ خشک نہ ہو جائے ایک دن وہاں جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ درخت مرجھا گیا ہے۔ میں نے کہا افسوس میری اجل قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن جا کر دیکھا کہ اس میں سے آدھا تنہ کاٹ کر کنوئیں کی چرخی کا ستون بنایا ہے اس سے اگلے روز ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تجھے امیر عبداللہ بلاتا ہے۔ جب میں اس کے محل کے دروازے کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ آدھا درخت کا تنہ وہاں پڑا ہے۔ میں نے اس تنہ پہ پاؤں مار کر کہا مجھ کو تیرے لئے لائے ہیں۔ الغرض مجھے ابن زیاد کے پاس لے گئے میں اس کے دربار میں پیش ہوا اس نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت علیؑ بن ابی طالب کے کچھ جھوٹ بیان کروں۔ میں نے جواب دیا خدا کی قسم حضرت نے کبھی جھوٹ نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ آپ نے مجھے بشارت دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ کر سولی پر چڑھائے گا۔ یہ سن کر وہ طیش میں آگیا اور کہنے لگا میں علیؑ کو جھوٹا کر دکھلاؤں گا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور زبان چھوڑ دوں گا تاکہ علیؑ کا جھوٹ ثابت ہو سکے آپ نے

کہا یہ ممکن نہیں جو علیؑ نے فرمایا ہے وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اس مردود کے حکم سے آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے زبان چھوڑ دی گئی آپ اس حالت میں اہلبیت کے حق میں صحیح حدیث بیان کرتے رہے اور لوگوں سے فرماتے اے لوگو ان حدیثوں کو لکھ لو اس سے قبل کے میری زبان کاٹ لی جائے جب یہ خبر ابن زیاد کے دربار میں پہنچی تو وہ غصہ میں آگیا اور حکم دیا کہ رشید ہجریؓ کی زبان قطع کر دی جائے تاکہ یہ حدیث بیان نہ کر سکے جب اس ظالم کے آدمی زبان کاٹنے آئے تو آپ نے فرمایا اے بدبخت تو نے تو دعویٰ کیا تھا کہ تو جناب امیرؑ کو جھوٹا ثابت کر دکھائے گا اب بتا میرے مولا نے سچ کہا تھا یا نہیں آپ نے اپنی زبان باہر نکالی اور اس طرح آپ نے شہادت پائی اس طرح حضرت علیؑ امیرالمومنین کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی

گائے اور آدمی (۲۱)

ابوالفضل کرمانی سے منقول ہے کہ عہد حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ایک عابدہ عورت تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو ایک دن اس کا کباب کھانے کو دل چاہا۔ اپنے شوہر سے کہا کہ میرے لئے کباب لا اس کا شوہر کہنے لگا اگر کوئی چیز میری بساط میں ہو تو میں کبھی بھی اس سے لانے میں دریغ نہ کروں۔ اتفاق سے ابھی باتیں چل رہی تھیں ایک گائے ان کے گھر میں گھس آئی۔ عورت نے گائے کو دیکھ کر کہا کہ اسے ذبح کر کے اس کے کباب بنائے جائیں۔ مرد نے کہا۔ اے نیک بخت یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں دوسرے کی گائے ذبح کرتا پھروں تم صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ رزق تقسیم کرنے والا ہے وہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیگا جس سے تیرا مطلب پورا ہو جائے گا اس مرد نے گائے کو باہر نکال دیا۔ اور مرد نے اندر سے کنڈی چڑھا دی ابھی باتیں چل رہی تھیں کہ گائے دوبارہ اندر گھس آئی پھر عورت نے اصرار کیا مگر مرد نے کہا یہ بہتر نہیں انھوں نے گائے باہر نکال کر اندر قفل لگا دیا اور اطمینان سے بیٹھ گئے مگر گائے اپنے سینگوں سے دروازہ توڑ کر پھر اندر داخل ہو گئی۔ اس مرتبہ عورت نے کہا اس گائے کا بار بار ہمارے گھر میں گھس آنا ایک دلیل ہے ضرور اس گائے پر کچھ نہ کچھ ہمارا حق ہے

جو تین مرتبہ اس طرح اندر گھس آئی ہے۔ آخر عورت نے گائے کو ذبح کے لئے جرأت دلائی۔ مرد نے گائے کو ذبح کیا اور بہت جلد تھوڑے سے گوشت کے کباب تیار کئے گئے جب کبابوں کی خوشبو ہمسایہ کے گھر پہنچی جن سے ان لوگوں کی سخت دشمنی تھی ہمسائے نے حقیقت صورت حال کو چھت پر چڑھ کر دیکھا اور گائے کو ذبح پایا اور جان لیا کہ کس کی گائے ہے۔ دشمنی میں انہوں نے گائے کے مالک کو اطلاع دی گائے کا مالک آیا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر معاملہ کو حضرت عمرؓ کے دربار میں پہنچایا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے پوچھا تو جواب میں اس مرد نے وہی کچھ بیان کیا جو کچھ اس کی عورت نے گائے کے ذبح کے لئے دلیل دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے کہا اس دلیل تم دوسروں کی گائے ذبح کرتے ہو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ کاٹے جائیں اس شخص نے کافی شور مچایا جب اسے ہاتھ کاٹنے کے لئے لے جایا جانے لگا تو اتفاق سے حضرت علیؑ امیرالمومنین راستے میں مل گئے اس شخص نے اپنا تمام معاملہ حضرت علیؑ کو سنایا آپ نے فرمایا اس شخص کو دارالشرع لے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ اس طرح اس شخص کو واپس لے جایا گیا کچھ دیر بعد حضرت علیؑ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں اس شخص کے بارے میں وہ حکم دوں جس کا مجھے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا آپ نے کہا کیوں نہیں آپ ہی سب سے زیادہ ان کے قریب تھے۔ حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا کہ گائے کے مالک کو قتل کر دیا جائے اور سب لوگ عدل خداوندی کا تماشہ دیکھیں۔ سب لوگ حیران ہو گئے کہ گائے کے مالک کو کیوں قتل کیا جا رہا ہے آپ نے سب سے فرمایا آرام سے دیکھتے رہو آپ کے حکم سے گائے کے مالک کا سر کاٹا گیا اور گائے کے سر کو بھی لایا گیا ان دونوں کے سروں کو قریب قریب رکھا گیا آپ نے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم پڑھا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ بحکم خدا اس کٹے ہوئے سر سے آواز بلند ہوئی۔ اے مسلمانو جان لو اور گواہ رہو میں نے اس شخص کے باپ کو ناحق قتل کیا تھا اور گائے کو غصب کر کے لے گیا تھا حق تعالیٰ امیرالمومنین کو جزائے خیر دے

کہ اس دنیا میں ہی مجھ سے قصاص لے لیا اور عاقبت کے عذاب سے اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے سے چھڑا دیا بعد ازاں گانے کا سر گویا ہوا جو کچھ اس مرد نے کہا تھا اس کی تصدیق کی تمام حال دیکھنے اور گفتگو سننے سے مدینہ شہر حضرت علیؑ امیر المومنین کی مدح و ثنا بیان کرنے لگا کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان تمام حالات کی خبر حضورؐ مجھے دے چکے ہیں میں سب کچھ جانتا ہوں جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔

ایک اشارے میں ۲۲

ایک سال دریائے فرات میں بڑی طغیانی تھی جس سے اہل کوفہ کی کھیتیاں تباہ و برباد ہو رہی تھیں ایک جماعت اہل کوفہ کی حضرت علیؑ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا امیر المومنین اس سال دریا طغیانی پر ہے جس سے ہماری فصل تباہ ہو رہی ہے آپ دعا فرمائیں یہ طغیانی کا زور ٹوٹ جائے۔ آپ اٹھ کر گھر کے اندر تشریف لے گئے لوگ دروازے پر آپ کے منتظر تھے۔ ایک ساعت کے بعد آپ باہر تشریف لائے خرقہ رسولؐ پہنے ہوئے تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ گھوڑا منگوایا گیا آپ اس پر سوار ہوتے ایک طرف حسنؑ ہیں دوسری طرف حسینؑ ہیں تمام افراد آپ کی رکاب میں دریائے فرات کی طرف روانہ ہوئے دریائے فرات پر پہنچنے کے بعد آپ نے اور تمام ساتھیوں نے دو رکعت نماز ادا کی آپ اٹھے ہاتھ میں اعصا لیا اور آپ نے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ ہوتے ہی پانی ایک گز کم ہو گیا۔ لوگوں سے پوچھا اتنا کافی ہے لوگوں نے عرض کی نہیں ہم اور کم چاہتے ہیں آپ نے پھر ہاتھ میں عصا لیا اور پانی کی طرف اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہو گیا۔ آپ نے پھر دریافت کیا لوگوں نے عرض کی ہم کچھ اور کم چاہتے ہیں آپ نے عصا ہاتھ میں لے کر پانی کی طرف اشارہ کیا۔ پانی ایک گز اور نیچے چلا گیا سب لوگوں نے شور مچایا بس امیر المومنین اتنا کافی ہے۔

حکم علی اور درخت ۲۳

حضرت علیؑ امیر المومنین جنگ صفین کو جا رہے تھے راستہ میں ایک جنگل میں قیام کیا آپ نے طہارت کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو منافقوں کی ایک جماعت نے کہا آؤ آپ کو دیکھیں۔ حضرت علیؑ اپنی صفائی باطن کے سبب ان کے ناپاک عزم سے مطلع ہو گئے۔ اس مقام پر دو درخت تھے ان دونوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا آپ نے اپنے چہیتے غلام قنبر سے فرمایا۔ ان دونوں درخت کے پاس جاؤ اور انھیں کہو کہ علیؑ حکم دیتا ہے کہ دونوں درخت آپس میں مل جائیں غلام قنبر نے آپ کا حکم ان درختوں کو دیا دونوں درخت اپنی جگہ سے سرکے اور ایک دوسرے سے اتنے ہم آغوش ہوئے کہ آپ کے لیے پردہ قائم کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے ان درختوں کے پردوں کی ضرورت نہیں۔ درخت اپنی اپنی جگہ چلیں دونوں درخت آپ کے حکم سے اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ حضرت امیر المومنین صحرا میں جا کر بیٹھ گئے۔ جب منافق آپ کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اندھے ہو جاتے اور جب منہ پھیر لیتے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔ یہاں تک کہ امیر المومنین اپنے عمل سے فارغ ہو گئے۔

خشک انار کا درخت ۲۴

ایک روز امیر المومنین حضرت علیؑ۔ ایک خشک انار کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے آپ کے ہمراہ آپ کے بہت سے دوست بھی تھے آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا آج میں تمہیں ایک نشانی دوں گا۔ حاضرین نے عرض کی ہاں آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اس درخت پر نظر ڈالو سب نے اس درخت کی طرف دیکھا تو یہ درخت حرکت میں آگیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ درخت سرسبز ہو گیا اس درخت پر اس قدر درخت لگے کہ حاضرین بے اختیار ہو کر کہنے لگے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی ایسا میوہ دیکھا ہے پھر آپ نے فرمایا تم سب باری باری اس درخت

سے انار کو توڑ دو سب نے آپ کے حکم کے مطابق درخت سے انار توڑنا شروع کیے کچھ ہاتھوں میں انار آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھاتے ۔ ٹہنی اونچی ہوتی جاتی ۔ حاضرین تعجب سے حضرت امیرالمومنین سے دریافت کرنے لگے یا حضرت کچھ کے ہاتھ میں تو ٹہنی آگئی اور کچھ کے ہاتھ میں نہ آسکی اس کا سبب کیا ہے ۔

آپ نے فرمایا جو میرے محب ہیں ان کے ہاتھ تو پہنچے ہیں اور جو میرے دشمن ہیں ان کے ہاتھ سے ٹہنی دور ہوتی گئی بروز قیامت بھی ایسا ہی ہوگا ۔ جو میرے محب ہوں گے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے ۔ جب وہ میوے کی خواہش کریں گے درخت خود بخود جھک جائیں گے اور جو دشمن ہوں گے وہ جنت کی چیزوں سے محروم ہوں گے ۔

کوفہ سے مدینہ (۲۵)

ہبیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ میں ایک دن کوفہ میں حضرت علی امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ہبیرہ ۔ تیرا دل اپنے اہل و عیال کی طرف مائل ہے جو مدینہ میں ہیں ۔ میں نے عرض کی یا امیرالمومنین یہ حقیقت ہے آپ نے فرمایا نماز عشاء پڑھ کر میرے گھر کی چھت پر آجانا ۔ میں نماز عشاء سے فارغ ہو کر سیدھا آپ کے گھر کی چھت پر گیا وہاں آپ تشریف فرما تھے ۔ مجھے دیکھ کر فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو میں نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں پھر مجھ سے فرمایا اب آنکھیں کھولو میں نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مدینہ میں اپنے گھر کی چھت پر پایا ۔ آپ نے مجھ سے فرمایا جا اپنے اہل کے پاس جا کر اپنا عہد تازہ کرنے اور واپس آجا میں واپس آیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا آنکھیں بند کر لیں میں نے آنکھیں بند کر لیں ۔ آپ کے حکم سے جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں جناب امیرالمومنین کے گھر کی چھت پر پایا ۔ اور آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ہبیرہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک جادوگر عورت ایک

رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے اور وہ باوجود کفر کے اس بات پر قادر ہے ہم ایمان دار ہو کر اس امر پر کس طرح قادر نہ ہوں اور معلوم ہوا ہے کہ آصف برخیا کے پاس کتاب خدا سے ایک علم تھا ۔ وہ تخت بلقیس کو شہر سبا سے جو ایک مہینے کی راہ پر تھا ۔ آنکھ جھپکنے کی مدت میں سلیمانؑ کے پاس لے آیا میں خیر المرسلین کا وصی ہوں اور مجھ کو چاروں کتابوں کا علم ہے ۔ کس طرح اپنی خواہش کے پورا کرنے پر قادر نہ ہوں ۔

پتھروں کا موتی (۲۶)

حضرت علیؑ امیرالمومنین ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد کوفہ میں تشریف لائے کہ ایک شخص آیا ۔ اور وہاں آکر کہا کہ مجھے سخت تعجب ہے کہ دنیا دوسروں کے پاس تو ہے اور تمہارے ہاتھ میں نہیں ۔ حضرت علیؑ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ ہم دنیا کو چاہتے ہیں اور ہم کو نہیں ملتی ۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر زمین سے چند چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھائے آپ کے ہاتھ میں آتے ہی یہ پتھر بیش بہا قیمتی موتیوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے ۔ آپ نے فرمایا اگر میں چاہتا تو ایسا ہی ہوتا یہ کہہ کر ہاتھوں سے یہ پتھر پھینک دئے جو زمین پر گرتے ہی اپنے اصلی شکل کے پتھر بن گئے ۔

یہودیوں کا مسخرا پن (۲۷)

راحت القلوب مصنفہ شیخ فرید گنج شکر قدس میں تحریر ہے جس کو کوکب دری کے حوالے سے تحریر کیا جا رہا ہے ۔ ایک دن چند یہودیوں نے آزمائش کے طور پر مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک فقیر کو حضرت علی امیرالمومنین کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ شاہ مردان شیر یزدان تشریف لا رہے ہیں ۔ ان سے کچھ مانگ یہ تجھے ضرور دیں گے ۔ اس فقیر نے حضرت علیؑ سے اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کیا اپنی ضرورت بیان کی کہ مجھے کچھ عنایت کر دیں آپ نے اپنے پاس تلاش کیا ۔

مگر اپنے پاس کچھ نہ پایا آپ اپنے علم باطنی کی وجہ سے یہودیوں کے اس ارادے سے آگاہ ہوتے آپ نے اس فقیر سے فرمایا تجھے تیری مراد ضرور ملے گی۔ آپ نے سائل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دس مرتبہ درود پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اپنی مٹھی بند رکھنا۔ درویش حضرت کے حکم کے مطابق یہودیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے آپ کا تمسخر اڑانے کے لئے اس درویش سے پوچھا۔ شاہ مرداں نے تجھے کیا دیا۔ درویش نے کہا انھوں نے کچھ دیا تو نہیں البتہ دس مرتبہ میرے ہاتھ پر درود پڑھ کر دم کیا ہے اور مٹھی بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہودی نے کہا اے درویش مٹھی کھول ہم بھی تو شاہ مرداں کے درود کی کرامت دیکھیں درویش نے اپنی مٹھی کھولی تو یہ دیکھ کر سب یہودی حیران رہ گئے کہ اس مٹھی میں دس سرخ رنگ کے دینار ہیں۔ ان یہودیوں نے جب یہ آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو سب یہودی اپنے خاندان سمیت مسلمان ہو گئے۔

قاتل کون ہے (۲۸)

زہرۃ الریاض اور احسن الکبار میں میثم تمارؓ سے مروی ہے جس کو کوکب دری صفحہ ۳۶۸ کے حوالے سے تحریر کیا جا رہا ہے۔ ایک روز میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ یکایک ایک شخص زرد عمامہ سر پر باندھے کمر میں تلوار لگائے حاضر ہوا۔ اور بلند آواز میں کہنے لگا کہ تم میں کون شخص ہے جس نے تمام عمر میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کی اپنی شجاعت سے دشمنوں کو زیر کیا جس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی۔ جو اخلاق حمیدہ اوصاف پسندیدہ میں کمال کو پہنچا ہوا ہے جو تمام غزوات میں محمدؐ مصطفیٰؐ کا ناصر و مددگار رہا عرب کے مشہور سورما عمرو بن عبدود۔ عنتر و مرحب کو قتل کیا۔ کون ہے جس نے در خیبر کو ایک حملہ میں اکھاڑا۔ امیر المومنین نے اس شخص کی گفتگو سنی اور فرمایا اے سعید بن الفضل وہ شخص میں ہوں پوچھ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے میں ہی ہوں۔

غم زدوں، یتیموں۔ اسیروں، شکستہ دلوں کا مرہم میں ہی ہوں وہ شخص جس کے اوصاف توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں مرقوم ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو ہی رسولؐ خدا کا وصی اور اولیاء اللہ کا پیشوا ہے اور سید المرسلین کے بعد زمین و آسمان کی حکومت تیرے واسطے ہے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا سوال کر جو تیرا جی چاہے۔ اعرابی نے آپ کی خدمت میں عرض کی میں ساٹھ ہزار مردوں کی طرف سے جن کو عقیمہ کہتے ہیں ایلچی بنا کر آیا ہوں۔ اور ایک مردہ لایا ہوں جس کے قتل میں اختلاف ہے اگر آپ اس مردہ کو زندہ کر دیں تو ہمیں تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ رسولؐ خدا کے وصی اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ ابن میثمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کوفہ کے گلی کوچوں میں منادی کرا دی جائے کہ جو کوئی علی بن ابی طالب کی کرامات جو حق تعالیٰ نے انھیں عطا کی ہے اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے وہ کل نجف میں جا کر حاضر ہو۔ ابن میثمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق کوفہ میں منادی کر دی۔ دوسرے دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف متوجہ ہوتے اہل کوفہ آپ کی رکاب میں تھے۔ جب آپ مقام تقریہ پر پہنچے تو اس اعرابی سے فرمایا اس جنازے کو حاضر کیا جائے۔ آپ کے سامنے جنازہ لایا گیا کپڑا ہٹا کر دیکھا کہ ایک جوان ہے جو تلواروں سے ٹکڑوں ٹکڑے کیا گیا ہے آپ نے اس اعرابی سے فرمایا اس جوان کو قتل کئے کتنے دن گذر چکے ہیں۔ اعرابی نے عرض کی اکتالیس دن ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا اس کے خون کے طالب کون ہیں اعرابی نے عرض کی قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں امیر المومنین نے فرمایا اس کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن حسان ہے اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی اس نے اس کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ اس وجہ سے اس کے چچا نے اس کو قتل کیا ہے اعرابی نے عرض کی یا امیر المومنین ہمارا بھی خیال یہی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں لیکن ہیں اس پر

راضی نہیں ہوں جب آپ اس مردہ کو زندہ نہ کریں اس وقت آپ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم الانبیاء کے وصی سے بڑھ کر معظم نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے اس گائے کا ایک عضو اس مردے پر لگایا تھا جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گذر چکا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا۔ میں بھی اپنا ایک عضو اس مردے پر لگاتا ہوں جو اس چیز سے جس کو بنی اسرائیل نے اس مقتول پر لگایا تھا آپ نے یہ فرما کر دایاں پاؤں اس مقتول پر لگا کر فرمایا۔ اے جوان اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ وہ جوان زندہ ہو گیا۔ اور عرض کی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں امیرالمومنین نے فرمایا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے چچا حریث بن حسان نے قتل کیا ہے اور . . . .

. . . . . امیرالمومنین نے جو وجہ بیان فرمائی تھی اس شخص نے وہی وجہ بیان کی جب تمام حضرات نے یہ عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا تو تمام حضرات جناب امیرالمومنین کی مدح و ثنا کرنے لگے بعد ازاں امیرالمومنین نے فرمایا اے اعرابی تم جاؤ اپنی قوم کو اس چشم دید واقعہ کی خبر دو۔ انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین ہم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جناب کی خدمت میں جدا نہ ہوں گے یہ لوگ آپ کی خدمت اقدس میں رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

یہودی کا مال (۲۹)

حضرت علیؑ امیرالمومنین اپنے دور خلافت میں ایک روز بازار کوفہ سے گذر رہے تھے آپ نے ایک یہودی کو دیکھا جو اپنے سر پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہا تھا۔ اے مسلمانوں تم جاہلیت کے طریق پر عمل کر رہے ہو۔ تم اسلام کا باقاعدہ نہیں برتتے۔ یہودی کی آواز سن کر جناب امیر نے فرمایا اے یہودی تجھے مسلمانوں سے کیا تکلیف پہنچی ہے جو اس طرح کی باتیں کر رہا ہے یہودی نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں میں ساتھ گدھے

مال اور اسباب سے لادے ہوئے تھے۔ جب میں فلاں مقام سے گذرا تو رہزن میرا تمام اسباب اڑا لے گئے۔ جناب امیر نے یہودی سے فرمایا گھبراؤ نہیں تمہارا مال ضائع نہ ہوگا۔ اور اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ گھوڑا لیکر آؤ اس نے آپ کے لئے سواری کا انتظام کیا اور اس یہودی کو لیکر ایک جماعت کے ساتھ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے اس یہودی کا مال گم ہو گیا تھا۔ آپ نے زمین کے اس ٹکڑے پر چابک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا سب لوگ اس خط کے اندر آ جاؤ اس مقام سے باہر نہ ہونا ورنہ جن تمہیں لے اڑیں گے۔ سب لوگ اس خط میں آ گئے۔ آپ نے بلند آواز میں فرمایا اے جنوں خدا کی قسم اس یہودی کا مال اگر تم نے نہ لوٹا دیا تو تمہارے اور میرے درمیان جو عہد ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور میں تمہیں ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ یہ آواز سنتے ہی جن پکار اٹھے اے وصی خیر المرسلین ہم خدا اور رسولؐ کے فرمانبردار ہیں آپ کے اطاعت گذار ہیں۔ ہماری تقصیر معاف فرمائیں۔ آپ کے حکم سے یہودی کے گمشدہ ساٹھ گدھے مع اسباب کے نمودار ہوئے۔ امیرالمومنین نے ان کو یہودی کو حوالے کر کے فرمایا اپنا اسباب دیکھو سب کچھ وہی ہے یا کچھ کم ہے یہودی نے اپنا اسباب دیکھنے کے بعد عرض کی یا امیرالمومنین تمام مال بدستور قائم ہے یہودی نے جب اپنا گمشدہ مال آپ کے حکم سے پل بھر میں اپنے سامنے پایا تو یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔

گستاخی کا انجام (۳۰)

ابن ابواب سے منقول ہے کہ خالد بن عبدالملک مروانی جو شام کا حاکم تھا مجھ کو خط لکھ کر بلایا تاکہ میں جناب امیر کی شان میں گستاخی کروں میں اس بات سے واقف ہو کر بھاگ گیا اور ابن صفوان جو ابو خلف کی اولاد سے تھا۔ مجھ سے گھوڑا طلب کیا۔ تاکہ خالد کے پاس جا کر جناب امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرے۔ مگر میں نے اسے گھوڑا نہ دیا وہ چار میل پیدل چل کر مدینہ پہنچا اور خالد کے حق میں منبر پر جا کر قبلہ کی طرف

دریغ کرکے حضرت علیؑ امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرنے لگا اور کہا اے خداوند محض تیری اور تیرے رسولؐ کی محبت کے خاطر میں حضرت علیؑ پر سب کرتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے ایک شخص مسجد میں بیٹھا تھا اس پر نیند کا غلبہ ہوا اس نے خواب میں دیکھا کہ قبر رسولؐ شگافتہ ہو گئی اور اس میں سے ایک ہاتھ باہر نکلا آواز آئی اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو خدا کی لعنت تجھ پر ہو اور خدا تجھے اندھا کرے۔ ابن صفوان اندھا ہو کر منبر سے اترا۔ اور اپنے بیٹے سے کہا اٹھ مجھے کوئی چیز دے مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ اس پر تکیہ کروں۔ اس کا بیٹا جب اس کو باہر لایا تو اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کوئی بلا لوگوں کو پہنچی ہے یا کوئی ظلم ظاہر ہوا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا اے باپ یہ تیرے جھوٹ کی سزا ہے جو تو نے منبر رسولؐ پر جاکر کہا ہے اور تو نے اس شخص کی توہین اور اس کی شان میں گستاخی کی ہے جس کی دوستی خدا اور رسولؐ کے حکم سے تمام مومنوں پر فرض ہے۔ ابن صفوان زندگی بھر اندھا رہا اُسے کچھ نہ نظر آتا۔ اسی حالت میں اس کی موت واقعہ ہو گئی۔

مدینہ میں زلزلہ (۳۱)

حسین بن عبدالرحیم سے منقول ہے کہ ایک دن میں سلیمان شادگان کے پاس گیا۔ مجھ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے جواب دیا کہ فلاں فقیہ کی مجلس سے آیا ہوں مجھ سے پھر پوچھا کہ وہاں کیا ذکر ہوا ہے میں نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ امیرالمومنین کی بعض مناقب کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے جواب میں سلیمان نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت علیؑ کی ایک ایسی فضیلت بیان کروں جو میں نے ایک قریشی سے سنی ہے جسے سن کر سب آپ کا نام لیں گے سلیمان نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں قبرستان بقیع حرکت میں آیا۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں فریاد کی آپ لوگوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ خدا کے حضور میں دعا کریں

جس سے اہل مدینہ کو پریشانی سے نجات مل سکے۔ آپ نے دعا فرمائی خدا اہل مدینہ کو اس زلزلہ سے امان فرما مگر زلزلہ جوں کا توں رہا پھر آہستہ آہستہ زلزلہ بڑھتا گیا اور مدینہ شہر کی دیواروں کے قریب آگیا۔ اہل مدینہ سخت پریشان ہوئے انھوں نے انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں یہ فیصلہ کیا کہ مدینہ شہر سے کوچ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک جماعت کے ساتھ حضرت علیؑ امیرالمومنین کے پاس گئے آپ نے کہا ابوالحسن زلزلہ پیدا ہو گیا ہے جس سے شہر ویران ہو رہا ہے آپ جلد توجہ فرمائیں تاکہ اہل مدینہ کی مشکل آسان ہو جائے۔ حضرت علیؑ نے تمام حالات سن کر فرمایا اصحاب رسولؐ سے سو آدمی حاضر ہوں جب وہ حاضر ہوئے تو ان حضرات میں دس حضرات جن میں سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ حضرت یاسر جیسے حضرات کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیکر اور اہل مدینہ کی جماعت بھی آپ کے پیچھے بقیع میں پہنچے آپ نے ان سب حضرات کے سامنے زمین پر تین مرتبہ پاؤں مار کر فرمایا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ فوراً زلزلہ ساکن ہو گیا لوگ زلزلہ کے ساکن ہوتے ہی جناب امیر کو جھولی پھیلا پھیلا کر دعائیں دینے لگے اور ہنسی خوشی سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے تب جناب امیرالمومنین نے فرمایا میرے بھائی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو لوگوں کے اس حالت اور زلزلہ کی خبر دی تھی۔

منافقوں کی سازش (۳۲)

حضرت امام حسن عسکری سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کی طرف توجہ فرمائی۔ جناب امیرالمومنین حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ منافقوں نے جب دیکھا کہ آپ دونوں بھائی آپس میں جدا ہیں۔ انھیں دونوں کو قتل کر دینا آسان ہوگا۔ چند بدبختوں نے

جناب امیر کے راستے میں ایک گہرا کنواں کھود کر خس و خاشاک سے ڈھانپ دیا اور چودہ دوسرے منافق آنحضرت سرکار دو جہاں کے ہمراہ تھے انہوں نے چودہ شخصوں کو سیاہ لباس پہنا کر عقبہ کے سر پر بٹھا دیا اور کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے ان کے حوالے کئے تاکہ وہ اوپر سے لڑھکا کر سرور کائنات کے ناقہ کو بھڑکائیں ۔

جبرئیل علیہ السلام نے ان منافقوں کی سازش سے آنحضرتؐ کو آگاہ فرمایا۔ جب حضرت علیؑ امیر المومنین کچھ مومنوں کو لیکر آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے اس کنوئیں پر پہنچے جو منافقوں نے آپ کو گرانے کے لئے کھودا تھا تو اس وقت آپ کے گھوڑے نے اپنی زبان سے اس کنوئیں کے خطرہ سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ آپ نے جواب میں فرمایا تو چل کنواں خود زمین کے برابر ہو جائے گا آپ بڑے اطمینان سے اس کنوئیں کو عبور کر گئے منافقین گھات میں لگے ہوئے تھے مگر یہ دیکھ کر ہکے بکے رہ گئے کہ جناب کا گھوڑا بڑے آرام سے اس کنوئیں کو پار کر گیا۔ جناب امیر المومنین نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کوڑا کرکٹ صاف کر دو چونکہ آنحضرتؐ سرکار دو جہاں تشریف لا رہے ہیں جب تنکے ہٹائے گئے تو ایک گہرا کنواں نمودار ہوا حضرت علیؑ نے اپنے گھوڑے سے پوچھا یہ کنواں کس نے کھودا ہے اور کس کے حکم سے کھودا گیا ہے جواب میں تین آدمیوں کے نام لئے آپ کے ساتھیوں نے عرض کی یا امیر المومنین آنحضرت کو بھی خبر کر دیں آپ نے جواب دیا انھیں حق تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو خبردار کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا جبرئیلؑ نے منافقوں کے اس مکر سے مجھے خبر دی ہے جو انھوں نے مدینہ میں علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ کیا ہے خدا نے ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر منافقوں نے یقین نہ کیا اور یہ گمان کیا کہ علیؑ کی وفات کی خبر پہنچ گئی ہے جو ہم سے چھپائی جا رہی ہے۔ اس اثنا میں حضرت علیؑ امیر المومنین اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا ان منافقوں نے ان باتوں کو جادو سمجھا اور کہا معاذ اللہ محمدؐ اور علیؑ دونوں جادو میں پوری مہارت رکھتے ہیں اور وہ

اور وہ چودہ شخص جو عقبہ کی چوٹی پر کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے لئے بیٹھے تھے آنحضرتؐ کے حکم سے عمارؓ بن یاسر نے ان کے اونٹوں کی مہار کھول دی ان اونٹوں نے انھیں اس چوٹی سے نیچے پھینک گرایا ان کے اعضا زخمی ہو گئے جب تک یہ منافق زندہ رہے اس وقت تک ان کے زخم اچھے نہ ہوئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ ان کے مکر و فریب کی علامت ہے۔

لشکر کی شکایت ۲۳

کفایۃ المومنین میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی امیر المومنین کے لشکر کو قیام کئے ہوئے بہت زیادہ مدت ہوگئی تو اہل لشکر نے بھوک کی زیادتی اپنی خوراک اور جانوروں کے چارے کی کمی کی شکایت کی یا امیر المومنین ہمارے پاس ایک روز کا کھانا اور جانوروں کے لئے ایک رات کا بھی کھانا باقی نہیں رہا اس وجہ سے ہم پریشان و بے قرار ہو رہے ہیں۔ آپ نے لشکر کی شکایت سماعت فرمائی دوسرے صبح آپ نماز فجر کے بعد آپ ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے گئے اور بارگاہ الٰہی میں لشکر کی خوراک کی کمی اور مویشیوں کے چارے کی اور خوراک کی توسیع وتوفیر کے واسطے دعا فرمائی۔ دعا فرمانے کے بعد آپ ٹیلے سے نیچے اتر کر اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی آپ اپنی قیام گاہ تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک قافلہ غیب سے وہاں پہنچا ان کے پاس فروخت کے لئے گوشت آٹا خرما سلے ہوئے کپڑے مویشیوں کے لئے چارا اور دیگر ضروریات انسانی کا سامان تھا جس سے اہل لشکر اور مویشیوں کی تمام ضروریات پوری ہوگئیں۔ اور تمام لشکر اپنی ضروریات سفر کا تمام اسباب خرید چکے تو یہ قافلہ صفین سے جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ بعد ازاں کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ یہ قافلہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں روانہ ہوگیا۔

کتے کی صورت (۳۴)

کتاب مناقب امیر المومنین میں مرقوم ہے کہ ایک خارجی اور ایک مومن کے مقدمے کے فیصلے کے لیے دونوں کو حضرت علی امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا مقدمہ کی تمام کارروائی کے بعد مومن کا حق ظاہر ہوتا ہے اس پر خارجی برہم ہوا اور کہا کہ یا علیؑ آپ نے عدالت کی رو سے فیصلہ نہیں کیا آپ نے فرمایا اے دشمن خدا تو اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا جو خدا اور اس کے رسول ظاہر ہے اسے خارجی مسخ ہو جا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام جاری ہوا تو یہ خارجی فوراً کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اور کپڑے اپنے بدن نجس سے اتار دیئے جب یہ معجزہ خارجی نے دیکھا تو اضطراب اور گریہ و زاری کرنے لگا اور حضرت کے آنسو بہانے لگا جناب امیر کو اس کی حالت پر ترس آگیا اور اس کے حق میں دعا فرمائی تو یہ خارجی اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ اس وقت جناب علی بن ابی طالب امیر المومنین نے فرمایا آصف برخیا جو سلیمانؑ کا وصی تھا۔ تخت بلقیس لانے پر قادر تھا جس کا ذکر حق تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے (اس شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہا کہ میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے تیرے پاس لے آؤں گا) آیا خدا کے نزدیک حضرت سلیمانؑ افضل ہیں یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضرین نے عرض کی خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ افضل ہیں فرمایا اس ہستی کے وصی سے ایسا معجزہ ظاہر ہو تو کچھ تعجب کا مقام نہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنین آپ کو معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کو بھی ایک اشارے سے کتے کی صورت کر دیتے آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: ان لوگوں کے عذاب سے دعقاب میں جلدی نہ کر کیوں کہ ہم نے ان کے لیے خوب طرح کا عذاب تیار کر دیتے ہیں۔

مشرک کا انکار (۳۵)

سعید علی واعظ سے مروی ہے کہ سرورکائنات کی وفات کے بعد ایک روز حضرت علیؑ

امیر المومنین مسجد میں وعظ فرمارہے تھے کہ اے مسلمانوں آنحضرتؐ اس دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں۔ میں ان کا قائم مقام نائب ہوں جو بھی تم کو مشکل آئے اس کا حل کرنے کے لیے میری طرف متوجہ ہو کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں۔ غیب کا حال مجھ پر روشن ہے۔ میں علوم انبیاء کا وارث ہوں مجھے ہی آنحضرتؐ نے اپنے علوم کا محافظ قرار دیا ہے۔ آسمان و زمین کے راز میں جانتا ہوں۔ سب کا علم مجھے ہے اس مجمع میں ایک مشرک بھی بیٹھا تھا جو کہ قارون کا خزانہ رکھتا تھا کثرت مال کی وجہ سے بڑا مغرور تھا۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا تو دل سے انکار کیا۔ مسجد سے باہر نکلا ہی تھا غضب الٰہی کا شکار ہوا بحکم خدا اس کی شکل مسخ ہو گئی اور وہ مشرک کتا بن گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو بڑا پشیمان ہوا اور مسجد میں واپس گیا تاکہ امیر المومنین اپنی نظر عنایت سے مجھے واپس حقیقی صورت میں تبدیل کر دیں جب یہ مسجد میں داخل ہوا تو مسلمانوں نے اسے دھتکار کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ یہ اپنے گھر کی طرف پلٹا اور اپنے قیمتی بستر پر جا کر آرام کرنے لگا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کی خواب گاہ میں کتا بیٹھا ہوا ہے تو اس نے اپنی باندیوں کی مدد سے اس کتے کو باہر گھر سے نکال دیا اور خوب ڈنڈوں سے اس کی پٹائی کی تاکہ واپس نہ آئے۔ جب باہر میدان میں پہنچا تو محلے کے کتوں نے اس پر حملہ کیا خوب دانت مارے لاچار ہو کر اس کتے نے جنگل کا رخ کیا اور پھر جنگل میں پھرتا رہا۔ کوئی چیز کھانا چاہتا مگر اس کے حلق سے نہ اترتی اور نہ خدا اسے موت دیتا۔ اس جنگل میں ایک ریت کا ٹیلہ تھا ہر دن اس ٹیلے کے چکر لگاتا۔ برف، برسات، گرمی، سردی کی مصیبتیں جھیلتا۔ جب یہ منافق کتا گم ہو گیا تو اس منافق کے خاندان والوں کو بڑی فکر ہوئی اس کے قبیلے کے افراد اس کی تلاش میں نکلے۔ مگر اپنی تمام تر کوششوں باوجود بھی اس کو تلاش نہ کر سکے۔ جب اس کا کہیں نام و نشان نہ ملا تو آخر اس کے قبیلہ کے افراد نے یہی خیال کیا کہ دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس طرح اس کی موت کا سوگ منایا گیا۔ اس دشمن خدا کے گھر میں ایک عورت تھی جو نہایت

ایماندار جس کا دل محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت سے مالا مال تھا اور تھی بھی نہایت خوبصورت و جوان وہ حسین عورت اپنے شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اور سات سال تک اس لباس میں رہی اور لگاتار اپنے شوہر کی مفارقت میں آنسو بہاتی۔ ہر چند دیگر عورتوں نے آنسو بہانے سے منع کیا اور کہا کہ تیرے ایک ایک بال کے عوض تجھے شوہر مل سکتے ہیں۔ یہ عورت ان عورتوں کی باتوں سے اور غم زدہ ہوئی تو شاہ ولایت شاہ مرداں کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں ایک مشکل میں آن پڑی ہوں جس کا غم مجھے کھائے جا رہا ہے حضرت علیؑ اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے خاتون تو اپنی مشکل بیان کر تاکہ میں تیری مدد کر سکوں اور تیری مشکل کو آسان کر کے تجھے اس غم سے نجات دلا سکوں اس عورت نے عرض کی میرا شوہر سات سال قبل تنہا گھر سے روانہ ہوا تھا جو اب تک واپس نہیں آیا جس کی ہر ممکن تلاش کی گئی مگر اب تک اس کا حال معلوم نہیں۔ امیرالمومنین نے اس عورت کے حالات سننے کے بعد فرمایا اے عورت تیرا شوہر زندہ ہے لیکن نہایت بدحال اور پریشان ہے تو جا اور گھر جا کر کھانا تیار کر اپنے محرموں کو ہمراہ لے اور کھانا لے کر فلاں مقام پر ایک ٹیلہ آئے گا اس مقام پر تجھے تیرا شوہر مل جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کی خبر پا کر بہت خوش ہوئی فوراً اپنے گھر پلٹی۔ گھر آ کر اچھے اچھے کھانے تیار کئے۔ کھانے ساتھ لیکر چند محرموں کے ہمراہ اس مقام پر پہنچی تو اسے ایک ٹیلہ نظر آیا چاروں طرف نظر دوڑائی مگر اس ویرانہ میں کسی شخص کو نہ دیکھا ایک طرف سے ایک کتا دکھائی دیا جو کمزوری کی وجہ سے ٹیلہ پر چڑھ نہیں سکتا تھا۔ عورت کتے کے پاس آئی کتا اس عورت کے قدموں میں لپٹ گیا اور کمزوری سے بے ہوش ہو گیا۔

اپنے ملازموں سے کہا کہ اسے کچھ کھانے کو دیا جائے جب عورت نے ترس کھا کر اس کتے کو حلوا کھانے کو دیا مگر کمزوری کی وجہ سے کتا نہ کھا سکا عورت نہایت حیران ہوئی پھر اس عورت نے اپنے ہاتھ سے پانی کا پیالہ اس کتے کو پلانا چاہا تو اس پانی کے پیالے میں سیاہ خاک نمودار ہوئی۔ یہ دیکھ کر عورت مزید حیران ہوئی اور کہنے لگی اے خالق ارض و سما میں نہیں جانتی کیا بات ہے مجھ کو

امیرالمومنین نے فرمایا تھا کہ وہاں تجھے تیرا شوہر ملے گا میں اُن کے فرمانے کے مطابق اس جنگل میں آئی مگر یہاں اس کتے کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اور مجھے یقین ہے اس بزرگوار کا قول کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئی اور امیرالمومنین کی خدمت میں اپنی ناکامی و حسرت بیان کی تب امیرالمومنین نے فرمایا وہ کتا ہی تیرا شوہر ہے عورت نے جب یہ بات سنی تو پریشان ہوئی اور جناب امیر کے پاؤں پر گر پڑی۔ درد بھرے انداز سے عرض کی تب امیرالمومنین نے فرمایا کہ تیرا شوہر مشرک تھا اس نے خدا و مصطفےٰ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا۔ خدا تعالےٰ نے اُسے مسخ کر دیا۔ عورت نے فریاد کی یا امیرالمومنین میرے شوہر کو اصلی صورت میں دکھا دیں۔ فرمایا اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر میرے پاس لا۔ یہ سن کر عورت بے حد خوش ہوئی۔ کتا آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ خجالت اور شرم کے مارے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ امیرالمومنین نے دعا فرمائی۔ کتا فوراً اصلی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ اس شخص نے امیرالمومنین سے معافی چاہی اور عرض کی میں نے آپ کی ولایت پر شک کیا اور اپنے کئے کی سزا پائی۔ اب میں شرک سے بیزار ہوں میرے حال پر لطف و کرم فرمایئے اور ہدایت کی راہ دکھائی۔ آپ نے اُسے معاف فرمایا اور اس کو ایمان کی تعلیم فرمائی وہ شخص دین محمدیؐ پر ایمان لایا اور اہل یقین میں داخل ہو گیا۔

(بحوالہ کوکب دری صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۶)

پانچ سو درہم ۳۶

ایک مرتبہ حضرت علی امیرالمومنین ایک جنگ پر تشریف لے جانے لگے تو ایک شخص نے عرض کی یا مولا ہمارے لشکر کی تعداد بہت کم ہے آپ نے فرمایا تمہارے دل میں جو شک گذر رہا ہے اُسے دور کر کل ہمیں تین جتھے ملیں گے ہر جتھے کی تعداد ۱۲ ہزار ہو گی وہ شخص صبح سویرے ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گیا۔ ایک ایک لشکر کو شمار کیا تو تعداد امیرالمومنین کے حکم کے مطابق پوری تھی وہ شخص اس جنگ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

کہ میں نے تینوں حصوں کو دیکھا ان کی تعداد آپ کے حکم کے مطابق تھی اس کے بعد حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا کل ہماری ان سے جنگ ہو گی جنگ کے خاتمہ پر ہم فتحیاب ہوں گے ان کے مالوں کی تقسیم ہو گی ہر ایک کے حصہ میں پانچ سو درہم آئیں گے دوسرا دن آیا آپ نے لشکر سے فرمایا تم اپنی طرف سے لڑائی میں پہل نہ کرنا۔ ہم سب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوئی اور اس جنگ میں حضرت علیؑ کو فتح حاصل ہوئی۔ بہت سارا سامان لشکر کے ہاتھوں میں آیا۔ یہ مال سب کو برابر برابر تقسیم کیا گیا دریافت کیا گیا کہ کتنا مال ہر ایک کے حصہ میں آیا ہے جواب ملا سب کو پانچ سو درہم آئے ہیں اور ابھی دو ہزار درہم باقی بچ گئے ہیں آپ نے فرمایا یہ دو ہزار درہم میرا حسن حسین اور محمدؑ حنیفہ کا حصہ ہیں جناب نے جیسا ارشاد فرمایا تھا اس کے مطابق سب کو پانچ سو درہم ملے

حدیث سے انکار(۳۷)

مشہور و معروف حدیث جو ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے اس حدیث سے انکار کرنے والوں کا انجام جابر انصاریؓ سے اس طرح مروی ہے کہ ایک دن حضرت امیرالمومنین منبر پر تشریف لائے خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے نعت محمدؐ مصطفیٰ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرمائی۔ بعد ازاں اشعث بن قیس۔ خالد بن یزید۔ براء بن عازب اور انس بن مالک سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا اشعث اگر تو نے حدیث من کنت مولا فعلی مولا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو اور تو انکار کرے تو شہادت کو ادا نہ کرے۔ اے خالد اگر تو نے یہ حدیث سنی ہو تو اور تو آج میری ولایت کے لئے گواہی نہ دے تو خدا تجھے جاہلیت کے طریق پر موت دے اے عازب اگر تو نے اس حدیث کو رسولؐ خدا سے سنا ہے اگر تو گواہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے ایسے مرض میں مبتلا کرے جس کو تیرا عمامہ نہ ڈھانپ سکے۔ انس نے آپ کے جواب میں عرض کی یا امیرالمومنین بڑھاپے

کی وجہ سے مجھ پر بھول غالب آگئی ہے اور اس وقت مجھ سے یہ حدیث یاد نہ رہی اس طرح دیگر تینوں نے بھی عذر پیش کر کے اس حدیث کی شہادت کو چھپایا۔ جابر انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اشعث کو دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور کہا کرتا تھا کہ خدا کا شکر ہے کہ امیرالمومنین نے میرے حق میں صرف اس دنیا کے لئے بد دعا فرمائی۔ عذاب آخرت کے لئے بد دعا نہ فرمائی۔ خالد جب مرا تو اس کے کنبہ والوں نے اسے گھر میں دفن کیا اور جاہلیت کی رسم ادا کی گئی۔ اور ابن عازب کو معاویہ نے یمن کا والی مقرر کیا اس نے وہیں انتقال کیا اس نے یمن سے ہجرت کر کے اور میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہر چند کے ان داغوں کو عمامہ سے چھپانا مگر یہ داغ نہ چھپتے غرض جو کچھ امیرالمومنین نے ان چاروں کے لئے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

دو بچیوں کا کلام(۳۸)

کفایۃ المومنین شیخ عبدالواحد بن زید قدس سرہٗ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حج کو گیا اثنائے طواف میں دو لڑکیوں کو دیکھا جو طواف میں مشغول تھیں اور آپس میں اپنے مدعا کے مطابق اس طرح قسمیں کھاتی تھیں ترجمہ اس شخص کے حق کی قسم ہے جو وصیت کے واسطے برگزیدہ اور منتخب کیا گیا ہے اور راستی کے ساتھ حکم کرنے والا ہے جو معاملات اور مقدمات میں عدل کا حکم دینے والا ہے اور خاتون جنت فاطمہؑ کا شوہر ہے میں نے ان سے دریافت کیا تم ان کا نام جانتی ہو انھوں نے جواب دیا وہ امیرالمومنین علی بن ابوطالب کل غالب ہیں میں نے پھر پوچھا کیا تم ان کو جانتی ہو ان دونوں بچیوں نے کہا کیوں نہیں ہمارا باپ جنگ صفین میں ان کے ساتھ تھا اور شہید ہوا ہمارے باپ کی شہادت کے بعد آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہماری ماں سے دریافت

فرمایا اے ضعیفہ کیسی ہو اور کس طرح گذر رہی ہے میری ماں نے جواب دیا۔ یا امیرالمومنین خیریت سے گذرتی ہے۔ ہم دونوں بہنیں آپ کو چھوڑنے کے لئے گھر سے باہر گئیں میری چھوٹی بہن کی آنکھ باپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے اندھی ہو گئی۔ جب حضرت امیرالمومنین کی نظر فیض اثر ہم پر پڑی آپ کی زبان سے بے اختیار یہ کلام جاری ہوا۔ (ان کا باپ مر گیا ہے جو مصیبتوں۔ حادثوں اور سفر میں ان کی کفالت و خبرگیری کرتا تھا۔) بعد ازاں آپ نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیرا۔ وہ فوراً ایسی روشن ہو گئیں کہ اندھیری رات میں سوئی میں دھاگا پرو لیتی ہے۔

معراج سے انکار (۳۹)

ایک روز امیرالمومنین حضرت علیؑ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ جب آنحضرتؐ سرکار دو جہاں نے اس خاکدان دنیا سے سفر اعلیٰ کی طرف روانگی کا عزم کیا تو اس وقت پانی سے بھرا ہوا کوزہ آپ کے سرہانے رکھا ہوا تھا جب روانگی کے وقت حضرت کا دامن اس سے لگا تو وہ زمین پر اوندھا ہو گیا اور پانی گرنے لگا۔ اور براق نے برق کی طرح چلنا شروع کیا جب حضرت رسولؐ کریم معراج سے واپس آئے تو کوزے سے پانی بہہ رہا تھا۔ اور بستر مبارک اسی طرح گرم تھا جیسا کہ آپ چھوڑ کر گئے تھے۔ ایک یہودی بھی اس مجلس میں تھا اس نے جناب امیر کا یہ کلام سنا تو انکار کی حالت میں اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ گھر جا کر دیکھا کہ بیوی آٹے میں ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ آٹا گوندھنا چاہتی ہے مگر پانی نہیں ہے اور پانی کا انتظار کر رہی ہے جب اس عورت نے شوہر کو دیکھا تو کہا کہ گھر میں اتنا بھی پانی نہیں ہے کہ میں آٹا گوندھ سکوں جاؤ گھڑا بھر کر چشمہ سے لے آؤ۔ یہ یہودی گھر سے گھڑا لیئے ہوئے چشمہ کی طرف روانہ ہوا۔ چشمہ پر پہنچا۔ گھڑے کو بھر کر چشمہ کے کنارے رکھا اور خود غوطہ لگانے کی غرض سے چشمہ کے کنارے پر پہنچا۔

اتفاق سے گھڑا گر پڑا اور پانی بہنے لگا۔ یہودی نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے اور خود نے پانی میں غوطہ مارا۔ نہا کر جب چشمہ سے باہر نکلا تو اپنے آپ کو ایک برہنہ لڑکی پایا۔ اپنی اس تبدیلی پر بڑا حیران ہوا نہ کوئی جان پہچان والا نہ کوئی آشنا بڑا حیران و پریشان ہوا آخر کچھ نہ بن پڑا۔ تو وہاں سے روانہ ہوا۔ دور سے ایک بندی آتی ہوئی دکھائی دی جب قریب آئی تو اسے حیرت ہوئی اور برہنہ حالت میں دیکھ کر ترس آیا اور اسے پہننے کے لئے کپڑے دیئے۔ پھر اس کا حال دریافت کیا اس نے اپنا تمام حال بیان کیا۔ آخر کپڑے پہن کر شہر کی طرف روانہ ہوئی۔ شہر پہنچی تو دیکھا کہ ہر آدمی اس کا خریدار ہے آخر ایک مالدار نے اس سے عقد کر کے اپنے گھر میں داخل کر لیا۔ چھ سال اس مالدار کے گھر میں بسر کیئے اس عرصہ میں پانچ بچے جنے۔ ایک روز یہ عورت اسی چشمہ کی طرف روانہ ہوئی اور اسی چشمہ میں غوطہ لگایا۔ جب نہا کر اپنا سر باہر نکالا تو اپنے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا وہی چشمہ جہاں پہلے غوطہ لگایا تھا کپڑے بدستور اسی پتھر پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور پانی اس طرح گھڑے سے گر رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر وہ سخت متحیر و پریشان ہوا کپڑے پہنے گھڑے کو بھرا۔ گھڑے کو سر پر اٹھا کر گھر کی راہ لی گھر کے اندر داخل ہوا تو اپنی بیوی کو اسی حالت میں پایا کہ ہاتھوں میں آٹا ہے اور آٹا گوندھنے کے لئے پانی کا انتظار کر رہی ہے۔ یہودی نے گھڑے کو گھر میں رکھا اور سیدھا مسجد کی طرف روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ امیرالمومنین وعظ فرما رہے تھے۔ اس یہودی نے معراج کی تصدیق کی اور نہایت نادم و شرمسار ہو کر گریہ کرنے لگا۔ اور جناب امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی مجھ کو اسلام کا طریقہ فرمائیں اور کفر کے زنگ سے میرا سینہ صاف کر دیں۔ کیونکہ میں کفر اور کافری سے سخت پریشان ہوں اور نہایت اعتقاد اور عقیدت مندی کے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہوا ہوں آپ نے یہودی سے فرمایا جب تک پانچ بچے نہ جنے ہماری تم نے تصدیق نہ کی بعد ازاں آپ نے اس کو اسلام کا کلمہ پڑھایا اور کفر کے زنگ سے اس کے

ہوئے انہوں نے مجھ پر حملہ کیا ان میں سے ایک دیو کے میں نے ٹکڑے کیے باقی دیو یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے عورت نے آہ بھری اور کہا کہ میری کمر ٹوٹ گئی اس عورت نے مجھ پر حملہ کیا۔ اس عورت کے بھی میں نے دو ٹکڑے کر دیئے اس وقت ان دونوں پہاڑوں کے درمیان عجب طرح کا دھواں ظاہر ہوا میں نے نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوا تھا تو دھواں غائب ہو چکا تھا اس کے بعد آنحضرتؐ کے پاس پہنچا آپ کو سخت پیاس لگی تھی آپؐ نے پانی نوش فرما کر مجھ سے فرمایا اتنی دیر کیوں لگائی میں نے جنابؐ کی خدمت میں ساری بازگشت عرض کی آپؐ نے فرمایا وہ بڈھا چروالا ابلیس تھا وہ اپنے لشکر کو تم پر چڑھا کر لایا تھا اور وہ عورت بھی اسی بد سے تعلق رکھتی تھی۔ جب تم نے اس ملعون کو قتل کیا تو ملائکہ آسمان پر متعجب ہوئے اور اہل بہشت نے مسرور و خوشحال ہو کر کہا سبحان اللہ آج تو نے ہم کو وہ نعمت عطا کی ہے کہ آج تک ایسی نعمت نصیب ہوئی تھی۔ بہشت نے کہا مجھ کو یہی شرف کافی ہے کہ میں علی بن ابی طالب کا مسکن ہوں

زمین سے کلام (۴۴)

اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ نے ذکر کیا کہ جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے میں نے زمین کی آواز کو سنا وہ آپ سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرتؐ سجدے میں گر گئے اور دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہؑ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ تمام اخبار سے جو کچھ کہ اس پر وارد ہونے والا ہے مشرق سے مغرب تک اس کو کہہ سنائے۔

(ارجح المطالب)

اونٹ سے فیصلہ (۴۳)

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ کوفہ کی مسجد سے ایک آواز آئی۔ حضرت نے فرمایا اے عمارؓ ذوالفقار کو لاؤ میں نے حضور کی خدمت میں ذوالفقار کو پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اے عمار باہر چلے جاؤ اور اس آدمی کو عورت پر ظلم کرنے سے منع کرو۔ اگر وہ خود باز آگیا تو درست ہے ورنہ میں خود اسے درست کروں گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک مرد اور ایک عورت دونوں اونٹوں کی مہار پکڑے ہوئے جھگڑ رہے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ میرا اونٹ ہے مرد کا دعویٰ ہے کہ میرا اونٹ ہے میں نے اس مرد سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم اس عورت پر ظلم نہ کرو۔ اس مرد نے کہا کہ اب علیؑ یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنا اونٹ اس جھوٹی عورت کے حوالے کر دوں یہ کیسے ممکن ہے۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں واپس گیا اور امیر المومنین کو خبر دی آپ یہ سنکر باہر تشریف لائے غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے آپ نے اس شخص سے فرمایا تم پر افسوس ہے تو اس عورت کے اونٹ کو چھوڑ دے۔ مرد نے کہا یہ اونٹ میرا ہے۔ یہ عورت جھوٹی مکار ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا اے لعین تو جھوٹا ہے یہ اونٹ اس عورت کا ہے مرد نے کہا کہ اس کی کیا گواہی ہے آپ نے فرمایا تو گواہی طلب کرتا ہے اس کا فیصلہ وہ کرے گا جو کوفہ والوں نے بھی نہ دیکھا ہوگا جس کو تو نہ جھٹلا سکے گا۔ مرد نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میں اونٹ اس عورت کے سپرد کر دوں گا۔ حضرت امیر المومنین نے اونٹ سے کہا اے اونٹ تو خود ہی فیصلہ کر کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ اونٹ حکم خدا سے بولنے لگا اے امیر المومنین میں اس عورت کی ملکیت ہوں اور تقریباً دس سال سے ہوں جب اونٹ کی گویائی دیکھی تو یہ شخص بڑا شرمندہ ہوا اور اونٹ اس عورت کے حوالے کیا آپ نے اس عورت سے فرمایا جا اور اپنا اونٹ لے جا۔

نوشیرواں کا بوسیدہ سر ۴۴

جناب عمارؓ کا بیان ہے حضرت امیرالمومنین کے ساتھ ذلف بن منجم تھا جب زوال کا وقت آیا تو حضرت نے فرمایا میرے ساتھ چلو ذلف کے ساتھ ساباط کی جماعت بھی تھی۔ حضرت امیرالمومنین نے کسریٰ کے محل میں گھومنا شروع کیا اور حضرت فرماتے جاتے تھے کسریٰ کا یہ مکان اس کام کے لئے مخصوص تھا راوی کا بیان ہے خدا کی قسم ذلف حضرت کے کلام کی تائید کرتا جاتا تھا۔ اس حالت میں حضرت نے تمام محل کو ملاحظہ فرمایا ذلف اس کے ہمراہ کہتے جاتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام چیزوں کو آپ نے اس مقام پر رکھا ہے۔

حضرت نے ایک بوسیدہ کھوپڑی کو ملاحظہ فرمایا اور اسے اٹھالانے کا حکم دیا حضرت ایوان کسریٰ میں تشریف لائے حضرت نے ایک تھال طلب فرمایا۔ اس میں پانی ڈال کر اس میں بوسیدہ کھوپڑی ڈال دی پھر حضرت نے فرمایا اے کھوپڑی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے آگاہ کر کہ میں کون ہوں۔ تم کون ہو۔ کھوپڑی بزبان گویا فصیح ہوئی اور عرض کی آپ امیرالمومنین ہیں۔ ظاہر و باطن میں متقین کے امام ہیں۔ آپ تعریف سے بہت بلند ہیں میں اللہ تعالیٰ کی لونڈی کا بیٹا کسریٰ نوشیرواں ہوں اس کے بعد اہل ساباط اپنے اپنے وطن چلے گئے اور اپنے خاندان والوں کو تمام کھوپڑی کے واقعات بتائے ان لوگوں نے سن کر پریشانی ظاہر کی۔ حضرت امیرالمومنینؑ کی حقیقت کو سمجھنے میں اختلاف کیا کچھ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ان لوگوں نے آپ کے متعلق آگاہ کر کے ہمارے دلوں کو خراب کر دیا ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت امیرالمومنین کے لئے ایسا کہنا شروع کر دیا جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا تھا۔ اے حضرت اگر آپ نے انھیں اس حالت میں چھوڑ دیا تو یہ لوگ کافر ہو جائیں آپ نے سن کر فرمایا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں انھیں آگ میں جلوا دوں انھوں نے جواب دیا ہاں آپ نے

ان لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا تم میرے لئے کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ انھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے بوسیدہ کھوپڑی سے آپ کو کلام کرتے سنا اور دیکھا ہے یہ بات خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا اس لئے ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ کہا ہے حضرت نے فرمایا تم لوگ اپنی بات سے باز آجاؤ خدا تعالیٰ سے توبہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم اپنی بات سے باز نہ آئیں گے۔ آپ نے فرمایا جو سزا دینی ہے وہ دے لیں۔ حضرت نے دیکھا کہ یہ حقیقت نہیں مانتے تو ان سب کو آگ میں جلا دینے کا حکم دیا۔

علی کرم اللہ وجہہ سے بغض ۴۵

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے صبح کی نماز رسولؐ خدا کی اقتدا میں ادا کی۔ جب رسولؐ خدا نماز و تسبیح سے فارغ ہو چکے تو آپ نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ ہم سے بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ہم سے باتیں کرنا شروع فرمائیں اتنے میں ایک انصاری حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا یا رسول اللہ فلاں انصاری کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے اور میری پنڈلی کو لہولہان کر ڈالا جس کی وجہ سے آج میں آپ کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکا۔ آپ نے سننے کے بعد فرمایا جب کتا کاٹتا ہے تو اس کا قتل واجب ہے تم میرے ساتھ چلو۔ ہم سب لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ انصاری کے گھر گئے۔ انس بن مالک نے آگے بڑھ کر دروازے پر آواز دی کہ دروازہ پر رسولؐ خدا موجود ہیں انصاری نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا آپ کی تشریف آوری سے بے حد خوش ہوا اور جنابؐ کی خدمت میں عرض کی آپ نے خود کیوں زحمت کی ہے مجھے حکم دیا ہوتا میں حاضر ہو جاتا۔ آپ نے اس انصاری سے فرمایا کاٹنے والے کتے کو لایا جائے جس نے اس کے کپڑے پھاڑے ہیں۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے کیوں کہ اس نے پہلے بھی مسلمانوں کی راہ میں آ کر کپڑے پھاڑے ہیں۔ وہ شخص دوڑ کر گیا

اور اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر جلدی سے واپس لے آیا۔ کتا آنحضرتؐ کے سامنے دم ہلاتا ہوا عرض کرنے لگا یا نبی کریم آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں آپ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ رسولؐ خدا نے کتے کو پورا واقعہ سنایا کہ تم نے فلاں فلاں آدمی کے کپڑے پھاڑے فلاں کی پنڈلی کو زخمی کیا فلاں کو نماز سے روکے رکھا۔ کتے نے عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ لوگ منافق اور ناصبی ہیں۔ یہ لوگ امیرالمومنین حضرت علیؑ سے بغض رکھتے ہیں اگر یہ لوگ ایسے نہ ہوتے تو میں ہرگز ان کی راہ نہ روکتا میں کبھی ان کے کپڑے نہ پھاڑتا اور نہ ہی انھیں زخمی کرتا یہ سب بغض رکھتے ہیں۔ رسولؐ خدا نے کتے کا یہ کلام سننے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے مالک اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت فرمائی اور آپ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

دو مچھلیاں (۴۶)

حارث بن عبداللہ ہمدانیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم امیرالمومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے آپ ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ حیرہ سے آنے والا ایک یہودی ہمارے پاس سے گذرا اس کے پاس دو مچھلیاں تھیں۔ حضرت امیرالمومنین نے اس یہودی کو آواز دی اور فرمایا اپنے والدین کو بنی اسرائیل سے کتنے میں خریدا یہ سن کر یہودی پریشان ہو گیا اور سخت غصہ میں بلند آواز سے کہنے لگا اے لوگو تم علی بن ابی طالب کی بات نہیں سنتے جو اس بات کا مدعی ہے کہ وہ علم غیب جانتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ میں نے اپنے ماں باپ کو بنی اسرائیل سے کس قیمت پر خریدا ہے۔ یہودی کی چیخ و پکار سے بہت مخلوق اکٹھی ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں جناب امیرالمومنین کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ ایسا کلام تلاوت فرما رہے تھے جس کو میں نے نہیں سمجھا تھا۔ حضرت نے ایک مچھلی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں یہ بتاؤ تم کون ہو اور میں کون ہوں۔ مچھلی بحکم خدا فصیح زبان میں گویا ہوئی آپ امیرالمومنین حضرت

علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ اے شخص میں تیرا باپ فلاں بن فلاں ہوں فلاں سنہ میں فوت ہوا تھا تمہارے لئے فلاں فلاں مال چھوڑا اور تمہارے ہاتھ میں فلاں فلاں نشانی ہے پھر حضرت امیرالمومنین نے دوسری مچھلی سے سوال کیا کہ میں کون ہوں تم کون ہو۔ دوسری مچھلی بحکم خدا فصیح زبان میں گویا ہوئی اور کہا آپ امیرالمومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ اے شخص میں تیری ماں ہوں فلاں شخص کی بیٹی ہوں فلاں سنہ میں انتقال کیا تھا تمہارے ہاتھ میں فلاں نشانی ہے۔ حاضرین یہ دیکھ کر بلند آواز سے کہنے لگے ہم سب گواہی دیتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں آپ امیرالمومنین ہیں یہودی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ امیرالمومنین ہیں لوگ واپس چلے گئے ان کے دلوں میں آپ کی معرفت اور زیادہ بڑھ گئی۔

پتھر پر انبیاء کے نام (۴۷)

عمارؓ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا آپ کوفہ سے باہر روانہ ہوتے اس علاقہ کو طے فرمایا جس کو بجلہ کہتے ہیں جو کوفہ سے دو فرسخ کی مسافت پر ہے۔ بجلہ کے پچاس یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنین ہمارے پاس ایک پتھر تھا جس پر چھ انبیاء کے نام درج تھے اب وہ پتھر ہم سے گم ہو چکا ہے ہم نے بہت تلاش کیا مگر وہ ہمیں کہیں نہیں ملا۔ اگر آپ امام برحق ہیں تو وہ پتھر ہمیں تلاش کر دیں۔ حضرت نے ان یہودیوں سے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ عمارؓ کا بیان ہے کہ وہ سب آپ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ خشکی کے ایسے مقام پہ وارد ہوئے جہاں ریت کا ایک بہت بڑا پہاڑ موجود تھا۔

حضرت نے ہوا سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ہوا اس ریت کو پتھر سے اڑا دے ایک گھنٹہ کے اندر تمام ریت اڑ گئی اور پتھر ظاہر ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا یہ تمہارا پتھر ہے یہودیوں نے عرض کی ہم نے سنا ہے کہ علیؑ اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام درج ہیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں اس پر وہ نام درج نہیں ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے اور سنا ہے حضرت امیرالمومنین نے فرمایا نام اس پر درج ہیں جس طرح یہ زمین پر موجود تھا اس کو الٹو۔ ان تمام نے مل کر اس پتھر کو الٹنے کی کوشش کی مگر یہ سب ناکام رہے۔ حضرت نے فرمایا تم سب الگ ہو جاؤ آپ نے ہاتھ بڑھا کر پتھر کو الٹ دیا۔ پتھر پر ان چھ انبیاء کے نام موجود تھے۔ جو صاحب شریعت ہیں حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں نے حسب منشاء مراد پائی تو بے اختیار سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔ آپ امیرالمومنین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حجت اللہ ہے جس نے آپ کو پہچانا نیک بخت ہوا اور نجات پا گیا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو کر جہنم میں گرا۔ آپ کے فضائل شمار کرنے سے زیادہ ہیں آپ کے احسانات ان گنت ہیں۔ تمام یہودی مسلمان ہو گئے۔

سبز درخت سے آگ ۴۸؁

ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جب رات کا وقت ہوا تو سخت ٹھنڈی ہوا چلی آسمان پر چاروں طرف بادل منڈلانے لگے اور بارش برسنا شروع ہوئی نصف رات کے قریب گذر چکی تھی آپ کے معروف صحابہ کی جماعت جنابؐ

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگ سردی میں مبتلا ہیں ان کے دست پناہ اور چقماق بھیگ گئے آگ جلانے کی کوئی چیز نہیں۔ درخت بھی ہرے بھرے ہیں اور بارش کی وجہ سے تر ہیں جس کی وجہ سے آگ جلنا ناممکن ہے۔ سخت سردی کی وجہ سے اہل لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر آگ کا انتظام ہو تو بہتر ہے۔ رسولؐ خدا نے اہل لشکر کی مجبوری سنی تو آپ نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ اٹھو ان لوگوں کے لئے آگ مہیا کرو حضرت اٹھے ایک سبز درخت کی چٹان کو توڑا جس میں آگ جلنا مشکل تھی مگر اس سے آپ نے آگ جلائی لوگوں نے اس آگ سے اپنے اپنے مقام پر آگ جلا کر اپنے آپ کو گرم کیا اور سب نے خدا کا شکر کیا رسول اللہ اور امیرالمومنین کی تعریف کی۔

ہر ایک کو تین دینار ۴۹؁

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت اپنے عہد خلافت میں ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں حکم دیا کہ سب حاضر ہوں جب سب حاضر ہو گئے تو آپ نے اعلان کیا کہ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے۔ جب آپ نے یہ آواز بلند فرمائی تو ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ ہم راضی ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم رسولؐ اور اس کے ابن عم کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ نے عمارؓ سے فرمایا۔ بیت المال چلے جاؤ ہر ایک آدمی کو تین دینار دے دو اور ہمارے لئے بھی تین دینار لے آؤ۔ عمارؓ اور ابوہشیم ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف چلے گئے حضرت نے مسجد میں نماز ادا کی انہوں نے بیت المال میں تین لاکھ دیناروں کو فرمایا اور لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی سب کو تین تین دینار دے گئے آپ کے حصہ میں بھی تین دینار آئے۔ عمارؓ نے کہا خدا کی قسم حق تمہارے واسطے آیا نہ مال کا علم تھا نہ مال کے لینے والوں کا علم تھا صرف یہ

یہ معجزہ دلالت کرتا ہے کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے جس نے اپنے علم سے دیناروں اور لوگوں کی صحیح تعداد بیان فرمائی دو چار نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا۔

قاتل کی خبر (۵۰)

حضرت علیؑ امیرالمومنین اپنی شہادت سے خود خبر رکھتے تھے جس کی بہت سی روایت ہیں ابن سیرین سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے باخبر تھا کہ وہ کب آئے گی وہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے حضرت علیؑ نے حکم دیا جو اشخاص کوفے میں رہتے ہیں ان کے نام لکھ لئے جائیں۔ کوفہ کے رہنے والوں کے تمام نام لکھ کر جناب کی خدمت میں پیش کئے گئے حضرت نے ان ناموں کو پڑھنا شروع کیا جب ابن ملجم کا نام پر پہنچے تو اپنی انگلی اس کے نام پر رکھدی اور فرمایا خدا تجھے قتل کرے۔ کسی نے پوچھا جب آپ کو یہ علم ہے کہ یہ شخص آپ کو قتل کرے گا تو آپ اسے خود پہلے قتل کیوں نہیں کر دیتے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ گناہ سرزد ہونے سے پہلے سزا نہیں دیتا۔

شہروں کی بربادی (۵۱)

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب نے اپنے ایک خطبہ میں مختلف شہروں کی تباہی و بربادی کے لئے پیشن گوئی فرمائی ہے۔ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا تعالیٰ قیامت سے قبل آٹھ بستیوں کو تباہ یا عذاب دیں گے۔ فرمایا۔ سمرقند جاج، خوارزم، اصفہان اور کوفہ کو ترک اور ہمدان تباہ و برباد کریں گے۔ رے کو دیلم اور طبریہ برباد کر دیں گے۔ مدینہ اور فارس بھوک اور قحط سے تباہ ہوں گے۔ مکہ کو حبشی تباہ کریں گے۔ بصرہ اور بلخ غرق ہوں گے۔ سندھ کو

ہند تباہ کرے گا۔ اور ہند کو تبت۔ تبت کو چین۔ بدخشاں صاغان کرمان تباہ کریں گے۔ شام کا کچھ حصہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ شام طاعون میں مبتلا ہو کر تباہ ہوگا۔ مرو کا شہر ریت سے ہرات سانپوں سے، نیشاپور نیل کے ختم ہونے سے آذربائیجان گھوڑوں کی ٹاپوں اور بجلیوں کی وجہ سے بخارا غرق بھوک اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کے حصے کو اوپر کر دیا جائے گا۔

لوہے کا موم بن جانا (۵۲)

ابوسعید خدری۔ جابر انصاریؓ اور عبداللہ بن عباس ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید نے کہا میں جب اہل ردکی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علیؑ میرے لشکر میں تشریف لائے۔ میں نے کہا علیؑ آ رہے ہیں۔ کسی نے یہ بات جاکر حضرت علی سے کہدی یہ بات سن کر آپ غصہ میں آئے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کیا تم نے یہ بات کہی ہے۔ میں نے جواب دیا ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں آپ نے غصہ کے عالم میں فرمایا تم جیسا آدمی میرے جیسے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تم جیسے کو یہ جرأت ہو جائے کہ تو میرا نام اپنے تالو کے اندر گھماتا رہے۔ آپ نے مجھے گھوڑے سے نیچے گرا یا جیسے میں روک نہ سکا اس طرح مجھے گھسیٹتے ہوئے حارث ابن کلاہ کی چکی کے پاس لے گئے آپ نے لوہے کی موٹی کیل جو کہ چکی چلنے کا دارومدار تھی اپنے ہاتھوں سے اکھاڑا اس طرح موڑ کر میرے گلے میں ڈال دی جس طرح چمڑے یا موم کو موڑا جاتا ہے۔ میرے ساتھی یہ منظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو واسطے دیئے مگر آپ نے مجھے نہ چھوڑا۔ لوگوں نے یہ واقعہ دوسرے اصحاب سے بیان کیا انہوں نے اس کیل کو گلے میں سے اتارنے کے لئے لوہاروں کی ایک جماعت کو بلایا۔ ان سب نے

یہی کہا کہ یہ کیل اس وقت تک نہیں نکل سکتی جب تک لوہے کو گرم نہ کیا جائے اگر گرم کیا جاتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی اس طرح کئی روز تک پھرتے رہے اور لوگ دیکھ دیکھ کر ہنستے۔ کسی نے کہا کہ حضرت علیؑ سفر سے واپس تشریف لائے ہیں تم دیگر صحابہ کو لیکر جاؤ۔ چند صحابہ کے ساتھ خالد حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سب نے اس کی سفارش کی کہ اس کے گلے سے یہ کیل اتار دی جائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا جب اس نے اپنے لشکر اور سپاہ کی زیادتی کی تو اترا گیا اور میری منزلت کا ارادہ کیا۔ میں نے کیل اس کے گردن میں ڈال دی ہے تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے۔ پھر تمام حضرات نے حضرت علیؑ کو قسمیں دیکر کہا اب اس کی خطا معاف فرمائیں اور یہ کیل اس کی گردن سے نکال دیں۔ آخر حضرت کو ترس آیا آپ نے اس کیل کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارتے گئے اس طرح جس طرح موم کو توڑا جاتا ہے یہ فعل اس طرح کیا جس طرح حضرت داؤد کو خدا نے لوہا نرم کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔

کربلا کی زمین (۵۳)

ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں معتبر روایت سے یہ پیشن گوئی حضرت علیؑ نے پچیس برس پہلے ہی فرمائی تھی کہ حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کربلا کی سرزمین پر لب فرات پر شہادت پائیں گے۔ اصبغ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علیؑ امیر المومنین کے ساتھ جا رہے تھے آپ کا گذر کربلا سے ہوا تو آپ نے فرمایا اس جگہ امام کی قبر بنے گی۔ اس جگہ اونٹ ٹھہریں گے اور اس جگہ پالان رکھا جائے گا۔ اس جگہ خون بہایا جائے گا۔ اس مقام پر آل مصطفٰےؐ کے جوان شہید ہوں گے جس پر آسمان زمین روئیں گے یہ پیشن گوئی آپ نے جنگ صفین پر جاتے ہوئے فرمائی تھی تاریخ نے آپ کی پیشن گوئی درست کر دکھائی۔

اونٹ کا کلام (۵۴)

ازالۃ الخفا سے نقل کیا جا رہا ہے جو انہوں نے حارث سے بیان کیا ہے۔ حارث بیان کرتے ہیں میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ شام کے ایک اونٹ کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پالان کو گرا کر صفوں کے اندر گھستا چلا گیا اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچ کر اپنی تھوتھنی کو آپ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ دیا اور سر اور کندھے کو اپنی گردن سے چلانے لگا۔ حضرت نے فرمایا یہ ایک نشانی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی لوگوں نے اس دن بہت مستعدی دکھائی اور سخت معرکہ ہوا۔

حضرت میثم تمارؓ کی شہادت (۵۵)

مناقب مرتضوی میں مولانا محمد صالح کشفی خشتی نے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ امیر المومنین اپنے خاص صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں میثمؓ بھی شامل تھے آپ نے میثم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے میثم اگر حاکم شام تجھے بلائے اور مجھ سے اظہار بے زاری کرنے کو کہے تو تو کیا کرے گا۔ جناب میثم نے عرض کی یا امیر المومنین میں یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ آپ کی محبت کا دامن کبھی نہ چھوڑوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ تجھے قتل کر دے گا تجھے سولی پر چڑھانے کا حکم دے گا اور تیرے منہ میں لگام بھی دلوائے گا جناب میثم نے کہا یا امیر المومنین میں صبر کروں گا۔ میں اپنا سر دے جان بچانے کے خاطر کبھی بھی آپ کی محبت مودت سے گریز نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو بہشت میں ہمارے ساتھ ہو گا۔

وقت گزرنے کے بعد وہ وقت آ گیا کہ حاکم شام کے حکم سے میثمؒ کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لایا گیا۔ تو حاکم شام نے کہا اے میثم اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو علی بن ابی طالب سے نفرت کر جناب میثم نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ حاکم شام

غصہ میں آیا اور جناب میثمؒ کو عمران بن حارث کے گھر کے دروازے پر الٹا لٹکا
گیا چار روز بعد آپ کے دہن سے خون جاری ہو گیا لیکن اس حالت مرگ
میں بھی آپ نے محبتِ علیؑ سے گریز نہ کیا اور یہی کہتے رہے آؤ اور مجھ سے
پوچھو میں بنی امیہ کے عیب و نسادات ظاہر کروں جب اس کی اطلاع حاکم
کو پہنچی اس نے حکم دیا کہ فوراً اس کے منہ میں لگام دی جائے تاکہ یہ بات
بھی نہ کر سکے۔ پس جناب میثم کے منہ میں لگام دے دی گئی اس روز آپ
کی شہادت ہوئی۔ حضرت علیؑ نے جو کچھ آپ کی شہادت کے لئے بیان کیا
تھا وہ سب کچھ صحیح ثابت ہوا۔

زنا کی تہمت (۵۶)

ایک شخص جن کا نام ثابت تھا جو اپنے زہد
تقویٰ کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے

ایک مرتبہ مدینہ سے مکہ کی طرف ایک قافلہ روانہ ہوا تو آپ نے حضرت
علیؑ عمرؓ سے کہا کہ مجھے سالارِ قافلہ کے ہمراہ کر دیں۔ آپؓ نے حسب فرمائش
انھیں اس قافلہ کے سالار کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ انھیں حفاظت سے
مکہ پہنچا دیں۔ ثابت ایک خوبصورت وجیہہ نوجوان تھے آپ کی عبادت
گذاری کی وجہ سے تمام قافلے کے افراد آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔
ثابت کی خوبصورتی اور جوانی کو دیکھ کر قافلہ کی ایک نوجوان عورت آپ
پر عاشق ہو گئی۔ قافلہ نے رات کو ایک مقام پر قیام کیا یہ خوبصورت
عورت رات کی تاریکی میں آپ کے خیمہ کے اندر آ گئی۔ ہر طرح سے اپنی طرف
متوجہ کرنے کی کوشش کی مگر نیک شخص ذرا بھر بھی اس عورت کی طرف متوجہ
نہ ہوا۔ آخر اس عورت نے ثابت کو مزید متوجہ کرنے کے لئے نیم برہنہ لباس
میں اپنے آپ کو پیش کیا مگر ثابت ذرا بھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ جب

اس عورت نے دیکھا کہ یہ شخص کس طرح بھی اس کے جال میں آنے کو تیار نہیں تو
یہ عورت یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں تجھے ایسے الزام میں گرفتار کراؤں گی جس کی شرمندگی
تیرے دامن کو سیاہ کر دے گی۔ آپ اس کی باتوں سے ذرا بھر بھی خوف زدہ
نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا خدا بڑا عادل ہے وہ ہی مجھے اس ذلت سے نجات
دلائے گا۔ غرض کہ غلبہ شہوت کی وجہ سے اس عورت نے اپنی مراد ایک
غلام سے پوری کی اور وہ اس غلام سے حاملہ بھی ہو گئی۔ جب اسے اپنے اس
حمل کا علم ہوا تو اس عورت نے ثابت کو رسوا کرنے کے لئے یہ حمل اس کے سر
تھوپنے کے منصوبہ بنائے۔ ایک رات ثابت کو سوتا پا کر اس نے اپنے زیورات
کا ڈبہ اس کے سامان میں رکھ دیا۔ دوسرے لمحہ ہی شور مچانا شروع کر دیا
کہ میرا زیورات کا ڈبہ چوری ہو گیا ہے۔ جب سالار قافلہ نے سنا تو تمام قافلے
والوں کی تلاشی لی گئی مگر کسی کے پاس زیورات نہ برآمد ہوئے اس عورت
نے اپنا شک ثابت پر ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بیان بھی دیا کہ میں اب
اس راز کو کھولتی ہوں کہ اس شخص نے فلاں رات بے خبری میں گھس کر میرے ساتھ
زنا کیا۔ میں نے شور مچانا چاہا تو اس نے جان سے مارنے کی دھمکی دی
میں جان کے خوف سے خاموش رہی۔ اس رات اس نے مجھ سے زنا کیا جس کی
نشانی یہ حمل ہے اور میرا شک بھی یہی ہے کہ میرے زیورات کا ڈبہ اسی نے
چوری کیا ہے۔ سالار قافلہ پریشان ہوا کیونکہ وہ ثابت کے لئے بہت
اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ شخص بہت نیک ہے الغرض کہ سالار قافلہ
ثابت کی تلاشی لینے کے لئے مجبور ہوئے۔ جب تلاشی لی گئی تو اس کے
سامان سے عورت کا زیورات کا ڈبہ برآمد ہو گیا جس کی وجہ سے تمام
اہل قافلہ اور سالار قافلہ کا شک یقین میں بدل گیا۔ حقیقت سب
کے سامنے تھی۔ سالار قافلہ نے اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش
کیا۔ حضرت عمرؓ نے تمام قافلے والوں سے گواہی طلب کی سب نے

یک زبان ہوکر کہا کہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان سے برآمد ہوا ہے ۔
حضرت عمرؓ نے تمام واقعات کی تصدیق کرنے کے بعد ثابت کو چوری اور زنا
کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا ۔ اس کی خبر مکہ تا مدینہ تک پھیل گئی
جو بھی سنتا وہ حیران رہ جاتا ۔ جب حضرت علیؑ کو اس کی اطلاع ملی تو
آپ نے حضرت امام حسنؑ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ابھی انھیں سزا نہ دی
جائے ۔ میں ابھی آتا ہوں ۔ کچھ دیر بعد آپ دارالشرع پہنچ گئے آپ نے اس
عورت کو طلب کیا ۔ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اس عورت
سے مخاطب ہوکر فرمایا مجھے جانتی ہے میرا نام کیا ہے مجھے علیؑ بن ابی طالب
کہتے ہیں ۔ سچ سچ بتا یہ حمل کس کا ہے ۔ عورت نے عرض کی یا امیرالمومنین ثابت
پر جرم ثابت ہو چکا ہے ۔ تمام قافلہ کے افراد گواہ ہیں ۔ جب دیکھا کہ عورت کسی طرح
بھی سچ بیان نہیں کرتی تو آپ نے امام حسن کو حکم دیا کہ جاؤ گھر کے اندر فلاں
مقام پر وہ نیم عصا اور پلاس کا ٹکڑا لے آؤ ۔ امام حسن نے یہ چیزیں حضرت
علیؑ کی خدمت میں پیش کیں ۔ آپ نے ایک پردہ میں عورت کو لٹا کر نیم عصا
اور کپڑا اس کے پیٹ پر رکھا ۔ اسم حسنیٰ میں ایک اسم پڑھ کر فرمایا ۔ اے پیٹ
کے بچہ جو کچھ حق اور سچ ہے وہ بیان کر ۔ بچہ بحکم قادر مختار بلند آواز
سے کہنے لگا ۔ خدا ایک ہے محمد مصطفیٰؐ خاتم الانبیاء ہیں مرتضیٰ علی حضرت
مصطفیٰؐ کے وصی ہیں آپ نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا تم بتاؤ تم کس کے
نطفے سے ہو اور یہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان میں کیسے پہنچا بچہ شکم
مادر سے عرض کرنے لگا یا امیرالمومنین اس عورت نے جو میری ماں بننے والی
ہے اس لئے اپنے آپ کو ثابت کے سامنے کئی مرتبہ پیش کیا مگر وہ نیک شخص
ذرا بھر بھی مائل نہ ہوا اور اس عورت نے اپنی خواہش ایک غلام سے
پوری کی اور میں اس غلام کا نطفہ ہوں ۔ زیورات کا ڈبہ اس عورت نے
ثابت پر چوری کا الزام لگانے کے لئے فلاں رات کو فلاں وقت اس

کے سامان میں ۔ تمام خلقت جس میں حضرت عمرؓ اور سالار قافلہ بھی تھے اس معجزے
کو دیکھ کر حیران رہ گئے ۔ حقیقت کھل جانے کے بعد اس عورت نے بھی سب
کے سامنے اپنے گناہ اور ثابت پر الزام لگانے کا اعتراف کیا ۔ اس کے بعد اس
عورت کو اس کے گناہ کی سزا دی گئی ۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے حضرت
علی سے کہا کہ یہ نیم عصا اور پلاس کیا چیز ہے ۔ حضرت علی نے اس کی وضاحت
کرتے ہوئے فرمایا ایک دن کا ذکر ہے کہ میں اسی مسجد میں بیٹھا تھا ۔ آنحضرتؐ
بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے ۔ کہ اتنے میں ثابت آئے جو اس وقت بہت
کم عمر تھے آپ اس سے بڑی لطف و مہربانی سے پیش آئے ۔ آپ نے اس
وقت آپؐ نے ثابت کی طرف دیکھ کر فرمایا ۔ اس نیک پر فلاں دور میں چوری
اور زنا کی تہمت لگائی جائے گی اور اسے سنگسار کا حکم دیا جائے گا ۔ میں
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کی خلاصی کی کیا تدبیر کیا ہو گی اس وقت
یہ لکڑی اور گزی کا ٹکڑا دے کر فرمایا جب اس قسم کا واقعہ درپیش آئے تو اس
کو عورت کے پیٹ پر رکھ دینا ۔ رحم میں جو نطفہ ہوگا وہ کلام کرے گا اور جو
کچھ حق اور سچ ہوگا وہ بیان کر دے گا ۔

خولہ کا بیان ۵۷

حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت کا اہم واقعہ جو حضرت
علیؑ مشکل کشا نے اپنے روحانی کشف سے حل فرمایا

آپ نے خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی حنیفہ کی طرف
روانہ کیا جو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کر رہے تھے ۔ خالد اس قبیلہ پر غالب
آیا اور بہت سا مال غنیمت اور اسیروں کو لیکر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں
حاضر ہوا ۔ ان اسیروں میں سردار قبیلہ کی بیٹی بھی تھی جب اس کی نظر قبر
منور پر پڑی تو بے انتہا گریہ کرنے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے
پاس فریاد لے کر آئی ہوں حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا تیری کیا شکایت

ہے اس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں پھر ہمیں کیوں اسیر کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ تم لوگوں نے زکوۃ روک لی ہے۔ اس خاتون نے کہا حقیقت یہ ہے رسول اللہ کے زمانے سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ مالدار لوگ اپنے غربا کو زکاۃ ادا کرتے رہے ہیں۔ ہم اسی دستور کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر خالد نے اس التماس کو قبول نہ کیا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اے امیر اس لڑکی کی باتوں کا خیال نہ کریں یہ ایسے ہی کہتی ہے۔ آپ نے کہا کہ عہد رسول اللہ میں یہ قاعدہ تھا کہ اصحاب میں سے جو شخص کسی اسیر کے سر پر کپڑا ڈالتا تھا وہ اس سے منسوب کر دی جاتی تھی تم لوگ بھی ایسا ہی کرو۔ اس غرض سے دو شخصوں نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کے سر پر کپڑا ڈالا تاکہ آپ کو اپنی زوجہ بنا سکیں۔ خولہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ امر محال ہے جو ممکن نہیں سوائے اس شخص کے جو میری ولادت کے حالات بتائے جو کلام میں نے پیدائش کے وقت کیا تھا وہ بیان کرے۔ ایک شخص نے یہ بات سن کر کہا چونکہ یہ لڑکی اسیری کے عالم میں ہے اس لئے ایسی باتیں کرتی ہے جو قطعی ناممکن ہیں۔ خولہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں سچ بیان کرتی ہوں میری شادی صرف اس شخص سے ہی ممکن ہے جو یہ سب کچھ بیان کرے۔

اتفاق سے کچھ دیر بعد حضرت علیؑ بھی تشریف لے آئے آپ نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر فرمایا تم کیا چاہتی ہو۔ اس نے اپنا مدعا بیان کیا آپ نے فرمایا غور سے سن۔ جب تیرے پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو تیری ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی اے خدا مجھ کو اس بچہ کی ولادت میں سلامتی فرما۔ اس کی دعا قبول ہوئی اور تو نے پیدا ہو کر کہا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کہا اے میری ماں میرا نکاح سردار حیدر سے کرنا جن سے میرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے وہ تیری باتوں سے متحیر ہوئے۔ اور جو کچھ تجھ

سے سنا تھا اسے ایک تانبے کے ٹکڑے پر لکھا ہوا اس کو تیری ماں نے تیری پیدائش کے مقام پر دفن کر دیا۔ جب اس پر موت کے آثار نمودار ہوئے تو تجھے اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی اور اسیر ہوتے وقت تو نے اس تانبے کے ٹکڑے کو کوشش سے نکال کر اپنے بازو پہ باندھ لیا اور سن اس فرزند کا باپ علی بن ابی طالب ہوگا۔

خولہ نے بازو پر بندھے ہوئے اس ٹکڑے کو نکال کر سب کے سامنے ڈال دیا۔ تمام اصحاب رسولؐ موجود تھے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ اس پر درج تھا۔ سب نے یک زبان ہو کر فرمایا قول رسولؐ ہے "شہر علم میں ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے" اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابو الحسن یہ لڑکی آپ کی امانت ہے آپ کے حق میں ہے آپ نے خولہ کو اسماء بنت عمیس کے سپرد کیا جو ان دونوں حضرت ابو بکرؓ کی زوجہ تھیں چند دنوں بعد جب خولہ کا بھائی آیا۔ بہن کی طرف سے وکیل ہوا اور پھر آپ حضرت امیر المومنین کے عقد میں آئیں

۵۸۔ ایک یتیم پر ظلم

جب بھی مشکل کا وقت آیا آپ نے ہی مشکل آسان فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ مشکل کشا ہیں یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے اپنے کشف سے محال امر کو آسان تر کر کے ظالم سے مظلوم کا حق دلایا۔ اس طرح کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے دور میں پیش آیا جسے حضرت علیؑ نے اپنی روحانی قوت سے حل فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جناب ابو عبد اللہ انصاری نے وفات پائی آپ نے اپنے پیچھے اسی ہزار دینار اور ایک تین برس کا لڑکا چھوڑا۔ آپ کی بیوی نے آپ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد دوسری شادی کر لی۔ اس طرح وقت گذرتا گیا بچہ بھی پہلے سے سنبھل چکا تھا اپنے اچھے برے کی تمیز رکھتا تھا ایک دن اس نے دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کی ماں اپنے شوہر کو کچھ درہم دے رہی ہے لڑکے

نے جب اپنی ماں کی یہ حرکت دیکھی تو اس نے اپنی ماں سے احتجاج کیا۔ عورت نے اس وقت تو کچھ نہ کہا مگر دل میں سوچا کہ اس کا ابھی سے یہ حال ہے تو پتہ نہیں آگے چل کر یہ کیا کچھ کرے جس سے میری زندگی تلخ نہ ہو جائے اس نے اپنے موجودہ شوہر کے ساتھ مل کر یہ بات مشہور کر دی کہ میرا بیٹا نہیں ہے بلکہ ابو عبداللہ انصاری کا زرخرید غلام ہے بچہ کی شفقت و محبت سے پرورش کی تھی جس کی وجہ سے یہ لڑکا اس غلط فہمی کا شکار ہو گیا کہ میں اس کی سگی ماں ہوں جب اس لڑکے نے اپنی سگی ماں سے یہ کلام سنا تو اسے بہت دکھ ہوا جس کی فریاد اس نے حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش کی۔ امیر المومنین مجھے میری ماں سے میرا حق دلایا جائے میری ماں مرحوم باپ ماں کی رقم کو آہستہ آہستہ اپنے شوہر پر خرچ کر رہی ہے اس لئے مجھے میری سے میرا حق دلایا جائے۔ جب ماں کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو دولت کا لالچ دے کر جھوٹی گواہی کے لئے تیار کیا۔ اس کی ماں حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی ماں سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کا حق کیوں نہیں دیتی۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا نہیں ہے یہ ان کا زرخرید غلام ہے اسے میں نے اپنے اولاد کی طرح پالا ہے۔ اب بلاوجہ اپنا حق جتاتا ہے۔ گواہی میں چند لوگوں کو پیش کیا گواہی مکمل ہونے کے بعد اس عورت کو آپ نے بری کر دیا اور اس لڑکے کو قید میں ڈال دیا چند ہی دنوں میں یہ لڑکا قید میں بہت کمزور ہو گیا۔ ایک دن قید خانہ کے محافظ سے اس نے نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی میرا اس قید خانے میں دم گھٹتا ہے خدا کے لئے مجھے کچھ دیر کے لئے باہر نکال دے تاکہ میں تازہ ہو لے سکوں۔ اس محافظ کو اس لڑکے پر ترس آیا اور اس نے اس لڑکے کو کچھ دیر کے لئے باہر نکال دیا لڑکا قید خانے سے باہر سر جھکائے نہایت یاس حسرت مایوسی کے عالم میں بیٹھا تھا کہ اتفاق سے حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا گذر ہوا انہوں نے جب اس لڑکے کی یہ حالت دیکھی تو ترس کھا کر اس سے پوچھا کیا بات ہے جو تم اس قید خانے میں اس پریشانی

کی حالت میں بیٹھے ہو۔ اس لڑکے نے اپنی تمام کیفیت بیان کی تو آپ نے جواب دیا کہ تم حضرت علیؓ کے پاس چلے جاؤ۔ ان ہی وسیلے سے تمہیں اس تکلیف سے نجات مل سکتی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ مجھے کون یہاں سے جانے دے گا آپ نے اپنی ضمانت پر اس لڑکے کو حضرت علیؓ کے گھر تک جانے کی اجازت دی۔ لڑکا گرتا پڑتا حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علیؓ نے جب اس لڑکے کو اس حالت میں دیکھا تو نہایت شفقت و محبت سے پیش آئے اسے نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنائے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا تمہیں تمہارا حق ضرور دلائے گا۔ اس لڑکے نے جناب کو اپنی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔ آپ اس لڑکے کو ساتھ لیکر دارالشرع لے گئے حضرت عمرؓ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اس یتیم پر ظلم ہوا ہے حضرت عمرؓ نے گذشتہ کاروائی بیان کی اور مسکرائے اور فرمایا اس کی ماں کو دوبارہ طلب کیا جائے۔ عورت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس عورت نے وہی قول دہرایا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو سچ سچ نہیں بتائے گی مگر عورت اپنے قول پر پختہ رہی آپ نے فرمایا خدا کے حکم سے ایسا معجزہ ظاہر ہوگا جو حق ہوگا وہ سب کے سامنے آجائے گا آپ نے فرمایا فصد کرنے والے کو بلایا جائے اور ایک طشت طلب کیا جب یہ چیزیں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے دائیں ہاتھ سے اور عورت کے بائیں سے فصد کریں۔ دونوں کا طشت میں خون لیا گیا۔ آپ نے اس خون پر اسمائے حسنیٰ سے ایک اسم پڑھ کر دم کیا فوراً اس طشت سے آواز آئی۔ یا امیرالمومنین میں اس لڑکے کی حقیقی ماں ہوں دنیاوی اغراض کے خاطر میں نے اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا میں نے اپنے بیٹے سے بیزاری کی تھی تمام حاضرین نے اس خون سے آواز سنی سب حاضرین متحیر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا ان جھوٹے گواہوں اور اس عورت کو تعزیر دی جائے اور ابو عبداللہ کا ترکہ اس کے بیٹے کے سپرد کیا جائے آخر اس عورت نے بھی اعتراف کیا۔

ایک لڑکی کی فریاد (۵۹)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا رہا کرتا تھا جو اہل

حجاز کا سردار عرب میں کرم و سخا کی سبب مشہور و ممتاز تھا اس کی شان و شوکت دبدبہ کے لحاظ سے سب اس کی عزت و توقیر کرتے بکثرت بزرگانہ اسباب و سامان موجود تھا۔ غرض کے ہر لحاظ میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خاندان مصطفےٰ کا دوستدار تھا اور حضرت علی امیرالمومنین کی محبت پہ بے حد فخر و مباہات کیا کرتا تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے جو اپنے باپ کی طرح کی شان و شوکت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اس سردار کی ایک لڑکی تھی جو نہایت خوبصورت و جوان تھی اپنی پاکدامنی نیکوکاری اور عبادت کی وجہ سے کافی شہرت رکھتی تھی۔ خصوصی طور پر حب اہلبیت سے اس کا دل سرشار تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ خوبصورت لڑکی نہانے کی غرض سے پانی میں اُتری تاکہ غسل کر کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔ اتفاقاً ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا۔ اس لڑکی کو ذرا بھر بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ کرم روز بروز رحم میں پلنے اور بڑھنے لگا اس سبب سے اسے تکلیف ہونے لگی اور یہ کرم اس حالت تک پیٹ میں بڑھ گیا کہ اس دوشیزہ کا پیٹ مثل حاملہ عورت لگنے لگا اور اسے حاملہ عورتوں جیسی تکلیف ہونے لگی۔ یہ بات گھر کی چاردیواری سے نکل کر عام لوگوں میں پھیلی اس پاکدامن لڑکی کے ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ یہ لڑکی اپنی پاکدامنی کا یقین دلاتی مگر ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس پر یقین کرتا کیونکہ ظاہر میں آنکھوں کے سامنے مثل حاملہ پیٹ تھا۔ الغرض کہ کوئی شخص بھی کان نہ دھرتا۔ آخر یہ خبر تصدیق کے ساتھ اس کے باپ اور بھائیوں کو پہنچی تو انہوں نے اپنا عمامہ زمین پر دے مارا۔ غم و غصہ میں اپنا لباس تار تار کر ڈالا اور کہا کہ میں اب عرب میں رسوا ہو گیا میری تمام عزت دبدبہ ختم ہو گیا میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس لڑکی کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تاکہ اس باب کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے سردار نے اپنی لڑکی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے باہر نکالا۔ اس حال سے لڑکی پریشان حال ہوئی۔ اس پاکدامن نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر

بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اے خدائے غیب دان تو میرے حال سے خوب آگاہ ہے۔ مجھ سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی جس سے میں اس سزا و عذاب کی حق دار ہوں تو ہی جانتا ہے میں کس غم و الم میں گرفتار ہوں۔ مریم بنت عمران کی پاکدامنی کا واسطہ پیغمبر آخرالزماں کی دختر نیک اختر کا واسطہ اس چادر کی حرمت کا واسطہ جس کا اشارہ توریت میں مذکور ہے مجھ کو اس تہمت سے چھڑا تو بہتر جانتا ہے میں نے کسی مرد سے قرابت حاصل نہیں کی پھر یہ عذاب مجھ پر کیوں میری عفت و عصمت تجھ پر ظاہر ہے۔ میں موت سے نہیں ڈرتی۔ موت سب کو آنا ہے۔ مجھے اپنے باپ اور جوان بھائیوں کی رسوائی کا غم ہے وہ میری وجہ سے خلقت میں شرمسار ہو رہے ہیں میں ان کا غم دیکھ کر پریشان ہوں جو میری وجہ سے ندامت و حسرت کے آنسو بہا رہے ہیں۔ اس لڑکی کے دل میں یکایک حضرت علیؑ امیرالمومنین بن ابی طالب کا خیال آیا۔ ۔ ۔ ۔ کوفہ کی طرف منہ کر کے درد بھرے دل سے یوں فریاد کرنے لگی۔ اے میرے آقا میری خبر لیجئے۔ جلدی کیجئے آپ ہی میرے طبیب ہیں۔ میں بیمار ہوں۔ تیرے ہی شفاخانے سے مجھے دوائے شفا عطا ہو گی۔ عین اس وقت حضرت امیرالمومنین کوفہ میں مجمع کثیر سے مسجد کے اندر خطاب فرما رہے تھے کہ ناگاہ عالم غیب سے اس لڑکی کا حال معلوم ہوا اور اس کی رہائی کے لئے ایک ہاتف نے تاکید کی۔ اس وقت اہل مجمع سے آپ نے فرمایا اے مومنین اس وقت ایک مشکل پیش آئی ہے جو باعث رنج و ملال ہے اور میرے بغیر اس کا حل ہونا محال ہے۔ اب میں اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے مدینہ منورہ جاتا ہوں۔ وہاں سے واپسی پر اس کا حال بیان کروں گا۔ قنبرؓ نے آپ کے ساتھ جانے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی اور قنبر سے فرمایا اٹھ اب جلدی کر۔ دیر کا موقع نہیں دیر کی صورت میں اک بے گناہ پر پتہ نہیں کیا گذرے۔ الغرض آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور جتنی دیر میں آصف برخیا تخت بلقیس کو سبا سے اٹھا کر سلیمان کے دربار میں لائے تھے۔

اس سے بھی جلدی جناب امیر مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب مدینہ پہنچے اس وقت عام ہل چل پریشانی و غوغا کے آثار نمایاں تھے۔ اس لڑکی کے چرچے عام تھے اس ہجوم میں سردار اور اس کے دس جوان بہادر بیٹے ننگی تلواریں لئے اس لڑکی کے ٹکڑے کرنے کے درپہ تھے۔ اور لڑکی غم سے نڈھال آنسو بہاتے جا رہی تھی۔ آپ وہاں پہنچے ان سب کو فرمایا خبردار اس لڑکی کو کوئی قتل نہ کرے یہ پاکدامن ہے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ تمام حاضرین آپ کی آمد سے متوجہ ہوئے لڑکی کے باپ نے فوراً آپ کے قدموں میں حاضری دی اور عرض کی اس لڑکی کی وجہ سے میں کہیں کا نہیں رہا۔ میری سرداری۔ میری شان۔ میری عزت، سب تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ میں کہیں کا نہیں رہا۔ حضرت امیرالمومنین نے نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا تو اس بات سے غمگین نہ ہو۔ کسی قسم کا غم نہ کر۔ تیری لڑکی گناہ کی آلائش سے قطعی پاک ہے۔ دیکھو ۷۲ مثقال وزن کا ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا ہے جو اس کی ذلت اور رسوائی کا باعث بنا ہے۔ آپ نے فرمایا اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اس پاکدامن لڑکی پر کیچڑ اچھالتے ہو۔ یہ پاکدامن ہے آپ نے ایک طشت طلب فرمایا۔ اور کہا کہ اسے برسات اور برف کے پانی سے بھر لاؤ۔ حاضرین نے عرض کی اس موسم میں نہ بارش ہے نہ برف۔ جناب امیر نے اپنی انگشتری مبارک کا نگینہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ فوراً حکم خدا سے دو سیاہ بادل کے ٹکڑے ظاہر ہوئے اور برسنا شروع کیا۔ اور اس طشت کو برسات کے پانی سے بھر دیا۔ بعد ازاں اوپر کی طرف سے برف کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ پھر آپ نے کچھ لوسن منگا کر پانی اور برف میں ملایا اور حکم دیا کہ اس جنگل میں ایک خیمہ کھڑا کر دیں اور اس لڑکی کو اس طشت میں بٹھا دیں۔ پھر سب خدا کی قدرت کی طرف متوجہ ہوں جب تمام کام حضرت کے مطابق ہوتا چلا گیا تو وہ کرم لڑکی کے رحم سے نکل کر پانی

میں آ پڑا۔ اس طرح اس پاک دامن عورت کو اس عذاب سے نجات ملی جب ترازو میں اس کو تولا گیا تو اس کا وزن ٹھیک بہتر مثقال نکلا آخر اس لڑکی کے باپ اور بھائیوں کو اس پریشانی سے نجات دلائی اور سب خوشی خوشی اپنے گھروں کی طرف چلے گئے سردار اور اس کے بیٹے آپ کی مدح و ثنا تو پہلے ہی سے کرتے تھے اس نجات کے بعد یہ سب ہر وقت آپ کی مدح ثنا و آل محمد کے فضائل بیان کرتے رہتے۔

بعض منافقین (۶۰)

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن اپنی کتاب خاک کربلا تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کے بعض منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کیا تو حضرت علی امیرالمومنین کو پتہ چلا تو آپ نے سارے شہر میں منادی کرا دی جب مدینہ کے تمام لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ منبر رسولؐ پر تشریف فرما ہو کر حاضرین سے خطاب کیا۔ اے مدینہ والو تم میں سے بعض نے میرے نبیؐ کے علم غیب پر اعتراض کیا ہے۔ سفر میں نبیؐ نہیں علیؑ ہوں۔ نبی کا غلام ہوں۔ جو کچھ تم کو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں عرش اعظم کی باتیں بھی بتاؤں گا۔ جب آپ نے یہ دعویٰ فرمایا تو آزمائش کے خاطر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی اے علیؑ کیا آپ نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حیدر کی علمی جلالت جوش میں آئی اور فرمایا خدا کی قسم میں ایک سجدہ کرتا ہوں دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ خدا کو نہ دیکھ لوں۔

حضرت جبرئیل کا سوال (۶۱)

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن فیصل آباد اپنی کتاب خاک کربلا میں نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۱۰ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت علیؑ

امیر المومنین کا ہمیشہ یہی دعویٰ رہا کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو اس طرح آپ نے ایک مرتبہ بھرے مجمع میں فرمایا مجھ سے پوچھو اور میں زمین و آسمان کی ہر چیز جانتا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ انسانی صورت میں اس مجمع میں تشریف لائے اور آپ سے فرمایا اگر آپ اپنے دعویٰ اور علم میں سچے ہیں تو بتاؤ اس وقت جبرئیلؑ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی مگر آپ نظر نہ آئے۔ مشرق و مغرب۔ جنوب و شمال چاروں طرف دیکھا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ فضاؤں میں تلاش کیا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ آپ نے سوال کرنے والے کی شکل پر نظر ڈالی تو مسکرا دئے۔ فرمایا جبرئیلؑ تم ہی ہو۔ جب آپ کی یہ معجزہ نمائی دیکھی تو کسی نے پوچھا آخر اتنا علم آپ کے پاس کہاں سے آیا فرمایا اس لعاب نبیؐ کا اثر ہے جو میں نے اس دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے تناول فرمایا تھا۔

حضرت جبرئیلؑ کا فخر ۶۲

حضرت امام حسن سے روایت ہے کہ ایک رات والد بزرگوار امیر المومنین نے فرمایا کہ اے بیٹا گھر میں پانی موجود نہیں اور مجھے غسل کی ضرورت ہے امام حسن فرماتے ہیں رات بڑی اندھیری تھی میں اٹھ کر پانی لینے گیا۔ اسی اثنا میں ایک ہاتف نے آواز دی اے امیر المومنین پانی کا طشت لیجئے۔ میں یہ طشت بہشت عنبر سرشت سے لایا ہوں۔ پس حضرت نے اس سے طہارت کی اور نماز تہجد میں مصروف ہو گئے جب میں پانی لے کر واپس آیا دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے عرض کی پدر بزرگوار پانی کہاں سے آیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے پانی کا طشت بھیجا تھا۔ اور جب میں غسل سے فارغ ہوا تو کوئی یوں پکار رہا تھا۔ اے علی تیرے مانند کون ہو سکتا ہے کہ جبرئیلؑ امین تیرے غسل کے لئے پانی بہشت سے لاتا ہے۔ نیز جبرئیل نے مجھ سے کہا اس عمل سے مجھ کو فرشتوں کے درمیان بڑا فخر حاصل ہوا اور میں

قیامت تک اس شرف پر فخر و مباہات کرتا رہوں گا۔

ایک سوداگر کی امانت ۶۳

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانہ خلافت میں ایک سوداگر ہزار دینار حضرت ابوبکرؓ کے سپرد کر کے حج کو گیا۔ جب کچھ مدت کے بعد مدینہ واپس آیا تو آپ انتقال فرما چکے تھے اور حضرت عمرؓ آپ کے جانشین ہو چکے تھے۔ سوداگر نے دارالشرع میں آکر ہزار دینار کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی کچھ خبر نہیں۔ بی بی عائشہؓ سے تحقیق کرنا چاہئے مگر انھیں بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ سوداگر نہایت پریشان ہوا۔ پرانی واقفیت کی بنا پر حضرت سلمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال بیان کیا۔ سلمانؓ اس سوداگر کو لیکر حضرت علیؑ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سوداگر نے اپنا تمام حال امیر المومنین کی خدمت میں بیان کیا۔ امیر المومنین نے مسجد سید المرسلینؐ میں تشریف لا کر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ بی بی عائشہؓ سے اجازت لو تا کہ جس جگہ امانت دفن ہے میں اس جگہ کا نشان دوں۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوالحسن کیا حضرت ابوبکرؓ آپ کو اس راز سے آگاہ فرما گئے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تم سے ہی یہ بات انہوں نے نہیں کہی تھی پھر مجھے کس طرح بتاتے لیکن خالق اکبر نے زمین کو حکم فرمایا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو واقعات اس پر گذریں وہ مجھ سے بیان کرے بعد ازاں آپ دیگر اصحاب کے ہمراہ بی بی عائشہؓ کے گھر پر تشریف لے گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس جگہ کو قد آدم کھودیں۔ جب مقررہ حد تک کھودا گیا تو ایک برتن برآمد ہوا تو اس میں ہزار دینار تھے اس طرح امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کے طفیل یہ امانت حقدار کو پہنچی تمام حاضرین آپ کے کشف کی داد دینے لگے سب نے تعریف کی۔

حضرت اویس قرنیؓ ۶۴

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ امیرالمومنین عہد و میثاق لینے کے لئے مقام ذی قار میں فروکش ہوئے۔ فرمایا کل صبح ہزار مرد کوفہ سے ہمارے پاس پہنچیں گے۔ میں متفکر ہوا کہ مبادا کم اور زیادہ نہ ہوں اور لوگ بے اعتقاد ہو جائیں۔ اگلے روز صبح کو جب وہ لوگ آئے تو میں راستے میں جا کر شمار کرنے لگا نو سو ننانوے شخص آئے اور گزر گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تعجب ہے کہ ایک آدمی کم ہوا۔ اتنے میں ایک شخص صوف کی قبا پہنے اور لڑائی کے آلات تن پر سجائے بیابان سے ظاہر ہوا اور آکر امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنین وصی خیرالمرسلینؐ اپنا دست حق پرست نکالیئے تاکہ آپ کی شرف بیعت کی برکت سے دونوں جہان میں سرفراز اور ممتاز رہوں۔ حضور آپ کی طرف سے جنگ کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوں۔ یہ سعادت اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤں امیرالمومنین نے اپنا دست مبارک اسے دیکر فرمایا مجھے میرے بھائی محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اویس نامی میری امت کے ایک مرد سے تمہاری ملاقات ہو گی جو خدا کا آزاد کردہ ہے اور قبیلہ ربیعہ اور مضر کے گوسفندوں کے بالوں کے شمار کے موافق میری امت کے آدمی اس کی شفاعت سے بہشت میں جائیں گے اور وہ شہید ہوگا جب کہ اہل بغاوت سے تمہاری لڑائی ہوگی۔ راوی کہتا ہے جب ہزار آدمی ٹھیک ہو گئے تو میں بہت خوش ہوا اور حضرت اویس قرنی جنگ صفین میں جناب امیرالمومنین کی طرف سے شہید ہوئے۔

ایک کافر کی مشکل ۶۵

کوکب دری صفحہ ۱۴۷ پر فتوحات القدس کے حوالے سے درج ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ حیات میں شاہ ولایت پناہ حضرت علی امیرالمومنین ایک روز مکہ معظمہ سے تن تنہا بغیر ذوالفقار کے سوار ہو کر نخلستان

کی طرف روانہ ہوئے جب کچھ دور نکل گئے تو یکایک ایک غبار اٹھا اور اس میں سے ایک سوار ظاہر ہوا۔ جو جنگی سپاہیوں کی طرح ہتھیار تن پر سجائے ایک طویل نیزہ ہاتھ میں لئے تلوار کمر پر جمائے آگے کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی نظر حضرت علیؑ امیرالمومنین پر پڑی۔ تو انتہائی غضب میں آکر پوچھا تو کون ہے۔ کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا نام و نسب کیا ہے جلد بیان کر ایسا نہ ہو کہ تو جلد ملک عدم کی راہ لے۔ حضرت علیؑ نے اس جوان مرد کا یہ کلام سنا تو فرمایا تیزی کو چھوڑ دے کیونکہ شیر کو شکار کا ذرا بھی خوف نہیں ہوتا۔ غرور ترک کر اور اسلام کی طرف آجا تاکہ نجات پائے اور آخرت تیری سنور جائے اور تو ممتاز مقام پائے۔ یہ کلام سنکر کافر جوش میں آیا۔ اور نیزہ لے کر حملہ کیا۔ مشکل کشا نے پل میں اس جری جوان کا نیزہ چھین کر جنگل کی طرف پھینکا۔ کافر نے تلوار سنبھالی۔ مشکل کشا پر وار کیا۔ مشکل کشا نے تازیانہ سے تلوار کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کافر نے گرز اٹھا کر مارنا چاہا مشکل کشا نے چابکدستی سے ایک ہاتھ سے گرز کو پکڑا۔ اور کمر میں ہاتھ ڈال کر زمین سے اونچا اٹھا لیا۔ کافر بے بس ہو گیا۔ تب امیرالمومنین نے پوچھا تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ کافر کچھ دیر روتا رہا۔ جناب امیرالمومنین نے فرمایا۔ شیر مرد موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ تیرے رونے کا کیا باعث ہے۔ کافر نے عرض کی بیشک بہادر موت کے ڈر سے نہیں روتا۔ اور میرا رونا بھی موت کے ڈر سے نہیں ہے۔ میں اپنے یار کے وصال میں روتا ہوتا میرا نام رعد جنگی ہے۔ میں ممالک مغرب کا رہنے والا ہوں۔ میرا شمار وہاں کے بہادروں میں ہوتا ہے۔ بلاد مغرب میں ایک بادشاہ رفیع القدر و بلند مرتبہ حارث بن ربیع ہے۔ میں اس کا برادر زادہ ہوں۔ اس کے کوئی لڑکا نہیں جو اس کا جانشین ہو لیکن ایک بیٹی ہے جو فرط حسن و جمال سے خورشید منیر کو ذرہ حقیر سمجھتی ہے۔ میں ایک روز شکار کو گیا ہوا تھا اور شکار کی تلاش میں دوڑ دھوپ کر رہا تھا کہ لڑکی کو شکارگاہ میں دیکھ کر

عاشق ہو گیا۔ جب میں گھر پہنچا تو طاقت طاق ہو گئی اور دل و جان سے اس کا مشتاق ہو گیا۔ اپنے چچا کے پاس جا کر اس پیکر حسن و جمال کی خواستگاری کی۔ اس نے جواب دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اپنی لڑکی دیدوں اور تیری مراد کو بر لاؤں۔ تو تن تنہا مکہ کا سفر کر اور وہاں جا کر علی بن ابی طالب کا سر لا۔ اگر یہ کام نہیں کر سکتا تو دل سے یہ خیال چھوڑ دے۔ پس اس مہ جبیں کی آرزو میں ہتھیار بدن پر سجا کر علی سے لڑائی کے لیے روانہ ہوا ہوں ایک مہینہ ہو چکا ہے رات دن سفر میں ہوں اور اپنے دلدار کی آرزو میں اشک حسرت برسا رہا ہوں تم کو دیکھا تو خیال کیا کہ تمہارا گھوڑا چھین لوں اور تم کو علیؑ کی تلاش میں بھیجوں تاکہ تم پتہ کر کے مجھے بتاؤ اور میری مشکل آسان ہو جائے لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ تمہارے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤں گا اور حسرت میں ہی جان دیدوں گا۔ اے دلاور آفرین ہو تجھ پر تو نے مجھ جیسے جری کو بغیر ہتھیار بے بس کر دیا۔ اے جوان تو کون ہے جس نے مجھے زیر کیا۔ علی مشکل کشا اس جوان کی باتیں سنکر گھوڑے سے نیچے اترے اور فرمایا اے شخص میں ہی علی بن ابی طالب ہوں۔ میرے ہاتھ باندھ اور میرا سر قلم کر لے۔ اور اپنی مراد پا۔ کیونکہ میں رضا حق کا طالب ہوں اور کئی دفعہ اپنا سر دشمن کے حوالے کر چکا ہوں۔ جب کہ میرے قتل سے تیرا کام بنتا ہے اور تیرا مطلب پورا ہوتا ہے تو میں خدا کی رضا کے لیے تیری حاجت پوری کرتا ہوں۔ کافر نے جب یہ کلام سنا تو اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ آپ کی تعریف کرنے لگا۔ اور عرض کی آفرین ہے آپ پر کبھی ایسا شخص میں نے نہیں دیکھا اور نہ ایسا کام کسی نے کیا ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ پس میں دل و جان سے اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس کافر نے اسلام قبول کیا اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا غم نہ کھا۔ ذرا بھی فکر نہ کر۔ میں تیرا مطلوب تجھ کو پہنچاؤں گا اور اس کو تیرا قرین و ہم نشین بناؤں گا۔ میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ دونوں مل کر بلاد مغرب کو چلیں اور وہاں جا کر تیرے مطلب کی بات کریں۔ پس وہ شخص آپ کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہوا

اور چشم زدن میں بلاد مغرب پہنچ گئے۔ اتفاقاً اسی بادشاہ کی لڑکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرتؐ کی رہبری سے مسلمان ہو گئی اور اس بات پر مامور ہو گئی کہ کل حضرت علیؑ بن ابی طالب کا استقبال کرے اور ایمان کو تازہ کر کے کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے۔ جب شہزادی بیدار ہوئی تو صبح سویرے شہر سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی۔ ناگاہ شاہ ولایت حضرت علیؑ بن ابی طالب کے پاس پہنچی اور آپ کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل اٹھی۔ اور نہایت ادب سے عرض کی اے ابن عم رسولؐ اے زوج بتولؑ آپ پر میرا اسلام ہو بعد ازاں بیان کیا یا علیؑ رات میں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میری طرف آئے اور مسکرا کر فرماتے ہیں ہماری محبت اپنے دل میں قائم کر اور اسلام اختیار کر تاکہ ہمیشہ کی دولت سے مالا مال اور سعادت ابدی سے خوشحال اور فارغ البال ہو۔ میں نے کفر سے توبہ کی اور ایمان لائی ہوں بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کل میرا بھائی علی بن ابی طالب آئے گا اور تجھ کو حق کی طرف رہنمائی کرے گا اس کے ہاتھ پر ایمان تازہ کرنا اور حق کی راہ میں داخل ہونا۔ شہزادی اپنا خواب بیان کرنے کے بعد اسلام کی طرف متوجہ ہوئی اور از سر نو اسلام اختیار کیا۔ اسی وقت گرد و غبار نمودار ہوا۔ ستاروں کی طرح بے تعداد لشکر سامنے آیا لڑکی نے عرض کی یہ بادشاہ چتر فلک سا سر پر رکھے ہے۔ میرا باپ ہے۔ جو شکار سے آ رہا ہے جب شاہ ولایت امیر المومنین نے یہ خبر پائی جھپٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بادشاہ میں ہوں علیؑ ابن طالب ابن عم رسولؐ خدا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ سے امان پائے اور گلشن فردوس میں داخل ہو تو کفر و ضلالت کو چھوڑ کر اسلام اختیار کر اس نے غضب آلود ہو کر لشکریوں کو حکم دیا کہ اے بہادر و تلواریں کھینچ کر اس جوان کا کام تمام کر دو لشکری حکم ملتے ہی شاہ ولایت حضرت علیؑ امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوئے سب نے مل کر تلوار و سنان اور گرز سے حملہ کیا۔ حضرت نے رعد غراں کی طرح ایک نعرہ کیا کہ تمام لشکر بیدست و پا ہو گیا۔ اکثر تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر جناب نے دلیرانہ جولانی

عاشق ہوگیا ۔ جب میں گھر پہنچا تو طاقت طاق ہوگئی اور دل وجان سے اس کا
مشتاق ہوگیا ۔ اپنے چچا کے پاس جاکر اس پیکر حسن وجمال کی خواستگاری کی ۔
اس نے جواب دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اپنی لڑکی دیدوں اور تیری مراد کو بر
لاؤں ۔ تو تن تنہا مکہ کا سفر کر اور وہاں جاکر علی بن ابی طالب کا سر لا ۔ اگر یہ کام نہیں
کرسکتا تو دل سے یہ خیال چھوڑ دے ۔ پس اس مہ جبیں کی آرزو میں ہتھیار بدن
پر سجا کر علی سے لڑائی کے لیے روانہ ہوا ہوں ایک مہینہ ہو چکا ہے رات دن سفر
میں ہوں اور اپنے دلدار کی آرزو میں اشک حسرت برسا رہا ہوں تم کو دیکھا تو خیال
کیا کہ تمہارا گھوڑا چھین لوں اور تم کو علیؑ کی تلاش میں بھیجوں تاکہ تم پتہ کر کے مجھے بتاؤ
اور میری مشکل آسان ہوجائے لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ تمہارے ہاتھوں گرفتار ہوجاؤں
گا اور حسرت میں ہی جان دیدوں گا ۔ اے دلاور آفرین ہو تجھ پر تو نے مجھ جیسے
جری کو بغیر ہتھیار بے بس کر دیا ۔ اے جوان تو کون ہے جس نے مجھے زیر کیا ۔ علی
مشکل کشا اس جوان کی باتیں سنکر گھوڑے سے نیچے اُترے اور فرمایا اے شخص
میں ہی علی بن ابی طالب ہوں ۔ میرے ہاتھ باندھ اور میرا سر قلم کر لے ۔ اور اپنی
مراد پا ۔ کیونکہ میں رضائے حق کا طالب ہوں اور کئی دفعہ اپنا سر دشمن کے حوالے
کر چکا ہوں ۔ جب کہ میرے قتل سے تیرا کام بنتا ہے اور تیرا مطلب پورا ہوتا ہے
تو میں خدا کی رضا کے لیے تیری حاجت پوری کرتا ہوں ۔ کافر نے جب یہ کلام سنا
تو اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ آپ کی تعریف کرنے لگا ۔ اور عرض کی آفرین ہے
آپ پر کبھی ایسا شخص میں نے نہیں دیکھا اور نہ ایسا کام کسی نے کیا ہے اور نہ
کوئی کر سکتا ہے ۔ پس میں دل وجان سے اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہوں
اس کافر نے اسلام قبول کیا اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بوسہ دیا ۔ جناب امیرؑ
نے فرمایا غم نہ کھا ۔ ذرا بھی فکر نہ کر ۔ میں تیرا مطلوب تجھ کو پہنچاؤں گا اور اس
کو تیرا قرین وہم نشین بناؤں گا ۔ میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ دونوں مل کر بلاد مغرب کو چلیں
اور وہاں جاکر تیرے مطلب کی بات کریں ۔ پس وہ شخص آپ کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہوا

اور چشم زدن میں بلاد مغرب پہنچ گئے ۔ اتفاقاً اسی بادشاہ کی لڑکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا اور آنحضرتؐ کی رہبری سے مسلمان ہوگئی اور اس بات پر
مامور ہوگئی کہ کل حضرت علیؑ بن ابی طالب کا استقبال کرے اور ایمان کو تازہ کر کے
کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے ۔ جب شہزادی بیدار ہوئی تو صبح سویرے
شہر سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی ۔ ناگاہ شاہ ولایت حضرت علیؑ بن ابی طالب
کے پاس پہنچی اور آپ کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل اٹھی ۔ اور نہایت ادب سے
عرض کی اے ابن عم رسولؐ اے زوج بتولؑ آپ پر میرا اسلام ہو بعد ازاں بیان
کیا یا علیؑ رات میں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میری
طرف آئے اور مسکرا کر فرماتے ہیں ہماری محبت اپنے دل میں قائم کر اور اسلام اختیار
کر تاکہ ہمیشہ کی دولت سے مالا مال اور سعادت ابدی سے خوشحال اور فارغ البال
ہو ۔ میں نے کفر سے توبہ کی اور ایمان لائی ہوں بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا
کل میرا بھائی علی بن ابی طالب آئے گا اور تجھ کو حق کی طرف رہنمائی کرے گا اس
کے ہاتھ پر ایمان تازہ کرنا اور حق کی راہ میں داخل ہونا ۔ شہزادی اپنا خواب
بیان کرنے کے بعد اسلام کی طرف متوجہ ہوئی اور از سر نو اسلام اختیار کیا ۔ اسی وقت
گرد وغبار نمودار ہوا ۔ ستاروں کی طرح بے تعداد لشکر سامنے آیا لڑکی نے عرض کی یہ
بادشاہ چتر فلک سا سر پر رکھے ہے ۔ میرا باپ ہے ۔ جو شکار سے آرہا ہے جب شاہ ولایت
امیر المومنین نے یہ خبر پائی جھپٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بادشاہ میں ہوں
علیؑ ابن طالب ابن عم رسولؐ خدا ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ سے امان پائے اور
گلشن فردوس میں داخل ہو تو کفر وضلالت کو چھوڑ کر اسلام اختیار کر اس نے غضب
آلود ہو کر لشکریوں کو حکم دیا کہ اے بہادرو تلواریں کھینچ کر اس جوان کا کام تمام کردو لشکری
حکم ملتے ہی شاہ ولایت حضرت علیؑ امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوئے سب نے مل کر
تلوار وسنان اور گرز سے حملہ کیا ۔ حضرت نے رعد غراں کی طرح ایک نعرہ کیا کہ تمام
لشکر بے دست پا ہو گیا ۔ اکثر تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ۔ پھر جناب نے دلیرانہ جولان

کر کے شاہِ مغرب کو زمین سے اٹھالیا ۔ وہ بادشاہ پکارا الامان اے شیرِ مرداں اے شیرِ یزداں الامان یہ سنکر حضرت نے اس کو زمین پر چھوڑ دیا ۔ اس بادشاہ نے کلمۂ شہادت زبان سے جاری کیا اور صدقِ دل سے تمام سپاہ مسلمان ہوگئی اور سب مومن ہوگئے بعد ازاں امیر المومنین نے رعد اور بادشاہِ مغرب کی بیٹی کو طلب فرمایا اور ان دونوں کا باہم عقد کر دیا پھر آپ مکہ کو روانہ ہوگئے ۔

مسجد کا بار بار گر جانا ۔ ۶۶

ابو بصیر ۔ ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے ۔ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوتے تو مسجد گر پڑتی ۔ پھر بناتے پھر گر پڑتی مسلمان بڑے پریشان ہوئے آخر کار تمام مسلمان اس مشکل کو آسان بنانے کیلئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا قبلہ کی جانب سے دائیں اور بائیں زمین کھودی جائے وہاں تمہیں دو قبریں نظر آئیں گی جن پر یہ عبارت درج ہوگی ۔ میں رضوی ہوں اور میری بہن حبا ہم عزیز جبار کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے ۔ یہ دونوں موجود ہوں گی انھیں غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا پھر مسجد تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی تمام مسلمانوں نے حضرت علیؑ کے حکم پر عمل کیا جیسا آپ نے فرمایا اس طرح انھیں وہاں پیش آیا اور آپ کے حکم پر عمل کرنے کے بعد جب مسجد تعمیر کی تو وہ اس جگہ قائم رہی پھر کبھی نہ گری ۔

زنانہ لباس پہننے والا زانی ۶۷

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک صبح نماز کے لیے مسجد پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص محراب میں سویا ہوا ہے ۔ آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے بیدار کیا جائے ۔ غلام نے قریب جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ زنانہ لباس میں ایک سر کٹے ہوئے مرد کی لاش ہے ۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا آپ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ آخر کار معاملہ کیا ہے اور یہ لاش اس حال میں یہاں کیسے پہنچی ۔

آخر آپ اس معاملے کو سلجھانے کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ نے تمام واقعہ کو حضرت علیؑ کے سامنے دہرایا آپ نے فرمایا فی الحال اس لاش کو دفن کر دیا جائے اور اس وقت کا انتظار کیا جائے جب نو ماہ بعد اس مقام پر ایک بچہ نظر آئے گا اس وقت تمام حال سب کے سامنے کھل کر آجائے گا ۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے دریافت کیا یہ سب کچھ کیا ہے اور آخر نو ماہ بعد بچہ کہاں سے آئے گا آپ نے فرمایا مجھے میرے بھائی حبیبؐ خدا نے اس معاملے کی خبر پہلے ہی دی تھی ۔ اس لئے وقت کا انتظار کیا جائے ۔

وقت گذرتا گیا ٹھیک نو ماہ بعد ایک صبح حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے اسی مقام پر جہاں کچھ عرصہ پہلے ایک سر کٹے ہوئے مرد کی لاش ملی تھی اسی محراب سے ایک بچے کے رونے کی آواز آئی ۔ آپ قریب گئے اور اس بچہ کو گود میں اٹھا کر بے اختیار فرمایا بے شک اللہ کا رسولؐ بھی سچا ہے اور اس کے ابن عم بھی سچے ہیں آپ اس بچہ کو لیکر حضرت علیؑ کے پاس گئے حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کے لئے ایک انصار دایہ کا انتظام کیا جائے جو اس بچہ کو دودھ پلائے اور اس کا تمام خرچہ بیت المال سے ادا کیا جائے ۔ آپ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا ۔ کچھ عرصہ بعد عید رمضان آئی حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر عید کے دن مسجد میں لے جایا جائے اور دایہ کو حکم دیا کہ جو عورت اس بچہ کو پیار کرے اور یہ کہے ۔ اے مظلوم ۔ اے پسر مظلوم ۔ پس اس عورت کو میرے پاس لایا جائے ۔ دایہ آپ کے حکم کے مطابق بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی یکایک دیکھا ایک خوبصورت لڑکی جانے لگی تو دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے حضرت علیؑ امیر المومنین کے پاس لے جاؤں گی ۔ لڑکی پریشان ہوئی اور کہنے لگی خدارا ایسا نہ کر مجھے حضرت علیؑ کے سامنے نہ لے جا مجھے شرمندگی ہوگی ۔ دایہ اس کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی ۔ آخر اس لڑکی نے دایہ کو کافی پیسوں اور اچھے کپڑوں کا لالچ دیا اور کہا کہ تو حضرت علیؑ کو کچھ نہ بتانا اور یہ بتانا کہ مجھے کوئی عورت ملی تھی اور اگر اس طرح تو عید الضحیٰ کے

دن بھی مجھے اس بچہ سے ملا دے گی تو میں تجھے اس سے زیادہ کچھ دوں گی۔ دایہ اس لالچ میں آگئی اور وعدہ کیا کہ میں حضرت علیؑ کے سامنے کچھ نہ بتاؤں گی۔ دایہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا تو دایہ نے جواب دیا کہ مسجد میں نہ تو کسی عورت نے اس بچہ سے پیار کیا اور نہ ہی کسی نے وہ الفاظ ادا کئے جو آپ نے ارشاد فرمائے تھے آپ نے دایہ کا کلام سننے کے بعد فرمایا تو سب کچھ جھوٹ کہہ رہی ہے سچ یہ ہے کہ وہ جوان لڑکی آئی تو نے اس کا دامن پکڑا اس لڑکی نے تیرے سامنے التجا کی اور تجھے انعام کا لالچ دیا اور تو مان گئی اور تو نے وعدہ کیا کہ میں عید الضحیٰ کے دن پھر اس بچہ کو لاؤں گی جس کے عوض وہ لڑکی تجھے بہت سا انعام دے گی آپ کی زبان مبارک سے یہ سننے کے بعد دایہ گھبرا گئی۔ عرض کی مجھے معاف فرمائیں اب میں کبھی جھوٹ نہ کہوں گی آپ حکم دیں تو میں اس عورت کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کردوں آپ نے فرمایا نہیں اب تم عید تک انتظار کرو اب تمہیں ملے تو میرے پاس لے آنا۔ پس وقت گذرتا گیا۔ عید الضحیٰ کا دن آیا۔ دایہ بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی۔ ابھی کچھ دیر ہی گذری تھی کہ وہ جوان لڑکی آئی اور بچہ کو اپنی گود میں لیکر پیار کرنے لگی دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آج میں تجھے حضرت علیؑ کے پاس ضرور لے جاؤں گی۔ لڑکی نے لاکھ کہا مگر دایہ نہ مانی آخر دایہ اس لڑکی کو ساتھ لیکر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لڑکی حضرت علیؑ کے سامنے حاضر ہوئی آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ گذرا ہے میں بیان کروں۔ یا تم کرو گی۔ لڑکی نے عرض کی میں خود بیان کرتی ہوں۔

لڑکی نے بیان شروع کیا میرا باپ عامر بن سعد جو رسولؐ خدا کی ہمرکابی میں شہید ہوئے میری ماں حضرت ابوبکرؓ کے دور میں انتقال کر گئیں۔ میں تنہا رہ گئی۔ ہمسائے کی لڑکیوں کے ساتھ مانوس ہو کر ان ہی کے ساتھ وقت گذارتی رہی ہمسائے کے سب لوگ میرا بے حد خیال رکھتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میں ہمسائے کی چند انصار و مہاجر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ضعیف عمر کی

عورت ایک ہاتھ میں لٹھیا اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی ہماری طرف آئی سب لڑکیوں سے ملیں سب کا نام دریافت کیا سب کی خیریت دریافت کی آخر میں مجھ سے ملی میرا نام دریافت کیا۔ میں نے بتایا کہ میرا نام جمیلہ ہے۔ میرا باپ عامر بن سعد تھے جو شہید ہو چکے ہیں میری ماں بھی انتقال کر چکی ہیں اس بڑھیا نے پوچھا کیا تیری شادی ہوئی ہے میں نے کہا نہیں۔ یہ سنکر کہنے لگی تو کیسی لڑکی ہے کہ بغیر شوہر کے زندہ ہے میرے حالات سنکر رونے لگی اور مجھ سے ہمدردی جتانے لگی۔ مجھ سے کہنے لگی کہ اگر تو میری خدمت پسند کرے تو میں حاضر ہوں میں نے بھی ہاں کر دی اس بڑھیا نے کہا کہ میں ایک شفیق ماں کی طرح تیرا خیال رکھوں گی تجھے کوئی غم نہ ہونے دوں گی تیری ہر خوشی کا خیال رکھوں گی میں اس بڑھیا عورت کو اپنے گھر لے آئی ہر طرح سے وہ میرا خیال رکھتی اور میں بھی ایک شفیق ماں کی حیثیت سے اس کا احترام کرتی اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھتی جب روزہ افطار کا وقت آیا تو میں نے اس کے لئے مناسب کھانے کا انتظام کیا۔ بڑھیا اس کھانے کو دیکھ کر رونے لگی اور کہا اے دختر میں تو اللہ والی ہوں میری یہ غذا نہیں مجھے تو صرف نمک اور جو کی روٹی چاہئے یہی میری خوراک ہے غرض کے اس بڑھیا نے ہر طرح سے اپنی پارسائی کا سکہ میرے دل میں اس طرح جما دیا کہ میں اسے اپنا نگہبان سمجھنے لگی ایک دن بڑھیا کہنے لگی کہ مجھے زمانے سے بڑا ڈر لگتا ہے تو تنہا رہتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حاجت کے لئے باہر جاؤں اور تجھے کچھ ہو جائے اس لئے تجھے ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے جو تیرا ہر طرح سے خیال رکھے۔ اگر تو اجازت دے تو میں اپنی بیٹی کو لے آؤں جو تیری ہم عمر ہے جو کہ انتہائی دانا متقی پرہیزگار و نمازی ہے۔ میں نے اس لڑکی کی اتنی تعریف سنی تو بے اختیار کہا کہ اسے فوراً لے آؤ۔ اس طرح میرا دل بھی بہل جائے گا اور اس کی صحبت سے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی وقت ہی اپنی بیٹی کو لینے کے لئے روانہ ہوئی کچھ دیر بعد تنہا ہی واپس آئی تو میں نے آتے ہی پوچھا میری بہن کو کیوں نہیں لائی۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میری

بیٹی۔ تنہائی پسند ہے اس کا سارا دن اللہ کی یاد میں گذرتا ہے۔ تیرے گھر میں اکثر
مہاجر و انصار کی لڑکیاں آتی ہیں اس وجہ سے اس نے یہاں آنا پسند نہیں کیا
بڑھیا کا یہ جواب سنکر میں اور زیادہ متاثر ہوئی اور میرے دل میں اس لڑکی سے
ملنے کی تڑپ اور بڑھی میں نے بڑھیا سے وعدہ کیا کہ اب میں کسی کو اپنے گھر میں
نہ آنے دوں گی۔ آپ فوراً جاکر میری بہن کو لے آئیں۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی
وقت روانہ ہوئی کچھ دیر بعد ہی بڑھیا ایک جوان عورت کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے
اندر آئی اس عورت نے اپنے جسم کو چاروں طرف سے چھپایا ہوا تھا صرف اس کی
دو آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ یہ جوان عورت دروازے پر آکر کھڑی ہوگئی میں نے
کہا بہن اندر کیوں نہیں آتی بڑھیا نے جواب دیا یہ لڑکی بڑی حیادار ہے اسے
شرم آتی ہے اتنے میں یہ کہکر بڑھیا باہر چلی گئی کہ میں اپنے گھر کو تالا لگا کر ابھی
آتی ہوں بڑھیا کے جانے کے بعد میں نے اس عورت سے کہا
کہ بہن برقعہ اتار کر آرام سے بیٹھو یہ تمہارا اپنا گھر ہے اس عورت نے سر کے اشارے سے
باہر کے دروازے کے لئے کہا کہ میں سمجھ گئی کہ دروازہ باہر کا کھلا ہوا ہے یہ چاہتی ہے
بند کر دیا جائے میں دروازہ بند کرکے اندر کے کمرے میں داخل ہوئی وہ عورت اسی
طرح کپڑا لپیٹے پلنگ پر بیٹھی تھی میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی چادر کھینچ لی۔ چادر
کھنچتے ہی یہ دیکھ کر میں پریشان ہوگئی کہ یہ عورت نہیں بلکہ سیاہ داڑھی والا ایک بلند
قامت مضبوط جسم کا ایک مرد ہے میں اسے دیکھ کر آپے سے باہر ہوگئی۔
میں نے کہا کیوں مجھ یتیم پر ظلم
کرتا ہے۔ خدا کا خوف کر کیوں میری رسوائی کرتا ہے کوئی دیکھ لے گا تو میں کہیں
کی نہیں رہوں گی خدا کے لئے خاموشی سے یہیں سے نکل جا۔ لاکھ اس کی
التجا کرتی رہی مگر اسے مجھ پر رحم نہیں آیا میں اس کے قریب سے اٹھ کر بھاگنا چاہتی
تھی مگر اس ظالم نے اپنے مضبوط بازوؤں میں مجھے زور سے سمیٹ لیا اسے
مجھ پر رحم نہیں آیا۔ میں اس کے قریب سے اٹھ کر بھاگنا چاہتی تھی مگر اس ظالم

نے اپنے مضبوط بازوؤں میں مجھے زور سے سمیٹ لیا اس نے مجھ پر اپنی گرفت
مضبوط کر دی اور میں بے بس اور مجبور ہوگئی۔ چیخ و پکار اس لئے نہ کی کہ ہمسائے
کے لوگ مطلع ہو جائیں گے اور میری رسوائی ہوگی میں اس کے چنگل میں بری طرح
گرفتار ہو چکی تھی بالآخر اس ظالم نے مجھ پر ظلم کیا میری دوشیزگی کو چاک کیا۔ یہ
سیاہ مرد اپنی مستی میں مدہوش تھا۔ یکایک میں نے قریب پڑی ہوئی چھری
سے اس پر وار کیا اور پہلے ہی وار میں اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔ جب
رات ہوئی تو نہایت خاموشی سے اس کی لاش مسجد کی محراب میں رکھ دی۔
مجھے اس سے حمل ہوا کئی مرتبہ حمل کو ساقط کرنے کا ارادہ کیا مگر خوف خدا سے
ایسا نہ کر سکی۔ آخر یہ بچہ پیدا ہوا اسے بھی قتل کرنیکا سوچا مگر خوف خدا سے یہ
نہ کر سکی آخر اس بچہ کو بھی اس محراب میں رکھ آئی۔

تمام حالات سننے کے بعد بے اختیار حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کے رسولؐ
بھی سچے ہیں اور آپ کے بھائی بھی سچے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے دریافت
کیا اب اس عورت کیلئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا اس مقتول کا خون بہا کچھ
نہیں کیونکہ یہ ایک گناہ عظیم کا مرتکب ہوا ہے۔ اس عورت پر کوئی حد نہیں
کیونکہ اس کی رضامندی کے بغیر وہ شخص اس پر غالب ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا
اس بڑھیا کو حاضر کیا جائے تاکہ خدا کے حق کو اس سے طلب کروں۔ حضرت علیؑ
نے دایہ کو حکم دیا کہ بچہ کو اس کی ماں کے سپرد کیا جائے۔ دوسرے دن تلاش کے
بعد اس بڑھیا کو حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ بڑھیا نے جمیلہ کو پہچاننے
سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے بڑھیا کیا تو قسم کھاتی ہے کہ تجھے اس
واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے کہا ہاں میں روضہ رسولؐ کی قسم کھا کر کہتی ہوں
مجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے روضہ رسولؐ کی جھوٹی قسم کھائی۔ جھوٹی
قسم کھاتے ہی بڑھیا کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے بڑھیا اپنا
چہرہ آئینہ میں دیکھ جب بڑھیا نے اپنے سیاہ چہرہ دیکھا تو فریاد کرنے لگی۔ اور

حقیقت کا اعتراف کیا کہ میں سب کچھ جانتی ہوں اور میری ہی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے اب مجھے معاف فرمائیں میں اپنے کردار سے تائب ہوں۔ حضرت علیؑ نے دعا فرمائی اے خدا اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور درحقیقت تائب ہوئی ہے تو اسے پہلے حال پر پلٹا دے۔ مگر اس کے چہرے کی سیاہی ختم نہ ہوئی۔ تب حضرت علیؑ نے فرمایا اے ملعونہ تو کس طرح تائب ہوئی ہے کہ خدا نے تجھے معاف ہی نہیں کیا۔ پھر آپ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا اس بڑھیا کو مدینہ سے باہر لے جا کر رجم کریں۔

کھجور کا درخت ۶۸

جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک فرزند مشکل بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ اس کے متعلق دعا فرمائیں۔ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ سے کہو یہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جابر کہتے ہیں علیؑ کے متعلق میرے دل میں تھوڑا سا شک گذرا مجھے معلوم ہوا کہ علیؑ قبرستان میں تشریف فرما ہیں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام عرض کیا اور جو رسولؐ خدا سے بات ہوئی تھی وہ عرض کی آپ نے فرمایا ہاں یہ بات درست ہے آپ کھڑے ہوتے اور کھجور کے درخت کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا اے کھجور میں کون ہوں۔ جابر کا بیان ہے۔ کھجور کے کراہنے کی آواز میں نے سنی۔ کھجور کہہ رہی تھی۔ آپ امیرالمومنین ہیں رب العالمین کے رسولؐ کے وصی ہیں آپ آیت کبریٰ ہیں۔ آپ حجت کبریٰ ہیں یہ کہہ کر کھجور خاموش ہو گئی۔

حضرت میری طرف متوجہ ہوتے فرمانے لگے اے جابرؓ اب تمہارے دل سے شک دور ہو گیا اور تمہارا ذہن صاف ہو گیا جو کچھ تم نے کھجور سے سنا اس کو پوشیدہ رکھنا اور نا فہم سے چھپائے رکھنا۔

کچھوے کی صورت ۶۹

جناب عمارؓ روایت کرتے ہیں میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا میری تکلیف دور فرمایئے مجھے اس پریشانی سے نجات دلایئے آپ نے فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے اس شخص نے عرض کی ضیرنی نامی ایک شخص نے میری عورت چھین لی ہے یا حضرت میں آپ کا ماننے والا ہوں آپ نے فرمایا اس فاسق اور فاجر کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو بلانے کے لئے باہر روانہ ہوا وہ بازار میں اپنے دوستوں سے بات چیت کر رہا تھا میں نے اسے امیرالمومنین کے سامنے لا کھڑا کیا اس وقت امیرالمومنین کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ جب ضیرنی حضرت کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ کہنے لگا پوشیدہ باتیں کون جانتا ہے۔ ضمائر کا علم کس کو ہے اوہام کی خبر کس کو ہے یہ سب باتیں میں جانتا ہوں (اے علیؑ) جو آپ کے سامنے ذلت کی حالت میں کھڑا ہوا ہے۔

حضرت امیرالمومنین نے فرمایا او لعین بن لعین زنیم بن زنیم کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں آنکھ کی خیانت اور دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں میں اللہ کی زمین پر اس کے بندوں پر حجت خدا ہوں۔ تم مومنین کی حرمت کی ہتک کرتے ہو اور میری تھوڑی سزا اور اللہ کی دیر میں آنیوالی سزا سے بچ جاؤ گے۔ فرمایا اے عمارؓ اس کے کپڑے اتار دو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت اس کی طرف بڑھے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور روح کی جان بخشی مومن کا بدلہ میرے سوائے کوئی نہیں لے سکتا۔ حضرت نے اپنی چھڑی کو اس کی تلی کے مقام پر لگاتے ہوئے فرمایا مسخ ہو جاؤ خدا تم پر لعنت کرے۔ عمارؓ اور دیگر صحابہ نے دیکھا کہ خدا نے اس کو کچھوے کی صورت میں مسخ کر دیا حضرت نے اس سے فرمایا تمہارا ٹھکانہ جنگل اور بیاباں ہوں گے جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں چالیس دن بعد کہیں پانی کا گھونٹ میسر کرے گا پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت

فرمائی ترجمہ (تم ان لوگوں کو جانتے ہو جو تم میں سے تھے جنھوں نے ہفتہ کے روز زیادتی کی تھی ہم نے ان سے کہا بندروں کی صورت میں مسخ ہو جاؤ۔ ہم نے ان کے اس وقت اور آنیوالے لوگوں کے لئے عذاب بنایا پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے)

غطرفہ جن کی شکل (۷)

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تشریف فرما تھے آپ کے پاس آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی آپؐ ہم سے باتیں فرما رہے تھے ہم نے دیکھا کہ ہوا کا بگولہ بلند ہوا۔ گرد و غبار بلند ہونا شروع ہوا۔ بگولہ رسولؐ اللہ کے سامنے آکر رک گیا اس بگولے سے ایک شخص باہر نکلا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی قوم کا قاصد بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ اپنا ایک ایلچی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیے جو میری قوم کے پاس جاکر ہمارے درمیان حکم خدا اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے کیونکہ بعض نے ہمارے ساتھ بغاوت کردی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا تم کون ہو۔ تمہاری قوم کا کیا نام ہے۔ اس نے عرض کی میرا نام غطرفہ بن شمراخ ہے میں بنو نجاح کا ایک فرد ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسولؐ بنا کر مبعوث کیا تو ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ جو بات آپ نے بتائی ہے ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ کچھ لوگوں نے ہماری مخالفت کی ہے اس وجہ سے ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو گیا ہے اور وہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں۔ انھوں نے ہمارے چشموں اور چراگاہوں پر قبضہ کرلیا ہے ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اپنا آدمی ہمارے ساتھ فرمائیں جو ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ صادر کردے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم اپنے چہرے سے نقاب اٹھاؤ تاکہ ہم تمہاری اصلی شکل دیکھ لیں۔ سلمانؓ کا بیان ہے

اس نے اپنی اصلی صورت ظاہر کی۔ ہم نے اس کو ایک ایسے شخص کی صورت میں دیکھا جس کے جسم پر بہت بال تھے سر لمبا تھا۔ آنکھیں چوڑی تھیں۔ اس کی دونوں آنکھیں پیشانی پر تھی۔ اس کے دانت پھاڑنے والے جانوروں کی کی طرح تھے۔

رسولؐ خدا غطرفہ کو دیکھنے کے بعد باری باری اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے مگر کسی کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرتا۔ آخر رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو طلب فرمایا۔ اور فرمایا اے علیؑ تم غطرفہ کے ساتھ چلے جاؤ اس کی قوم کے پاس جاکر حالات بیان کرو اور ان کے درمیان صحیح فیصلہ کرو۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ تلوار لگا کر غطرفہ کے ساتھ چل دئے سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں ان دونوں کے پیچھے چلتا رہا حضرت ایک وادی کے درمیان پہنچ گئے تو حضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے ابوعبداللہ۔ اللہ تعالیٰ تیری کوشش کا شکر گذار ہے۔ اب تم واپس جاؤ سلمان کا بیان ہے کہ میں رک گیا دونوں۔ زمین شگافتہ ہوگئی اور دونوں زمین کے اندر چلے گئے۔ زمین پہلے کی طرح جڑ گئی پھر میں واپس روانہ ہوگیا۔ لیکن میرا دل امیرالمومنین کی ہلاکت کے خوف سے حسرت اور یاس میں مبتلا تھا۔ رسولؐ خدا نے صبح کے وقت لوگوں کو نماز پڑھائی اور کوہ صفا پر آکر تشریف فرما ہو گئے۔ امیرالمومنین کے آنے میں تاخیر ہوگئی دن بلند ہو چکا تھا۔ لوگوں نے کئی قسم کی باتیں شروع کردیں۔ یہاں تک کے عصر کا وقت آگیا۔ رسولؐ اللہ نے نماز عصر ادا فرمائی پھر آکر کوہ صفا پر تشریف فرما ہوئے۔ سورج ڈوبنے کا وقت قریب آگیا۔ اسی اثنا میں کوہ صفا شگافتہ ہوا اور امیرالمومنین نمودار ہوئے۔ آپ کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور غطرفہ جن بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ رسولؐ اللہ نے آگے بڑھ کر علیؑ کی دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اے علیؑ اس وقت تک آپ کو کس نے روک لیا تھا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی جو منافق

تھے انھیں میں نے تین باتوں کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی آپؐ کی نبوت کی دعوت دی انھوں نے انکار کیا میں نے انھیں جزیہ ادا کرنے کو کہا اس سے بھی انھوں نے انکار کیا۔ بعض چراگاہیں چشمے غطرفہ اور اس کی قوم کے تھے اس کی واپسی کے متعلق ان سے کہا اس سے بھی انھوں نے انکار کیا۔ تب میں نے تلوار کے ذریعے ان سے جہاد شروع کردیا بہت سوں کو قتل کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بھاگنے کی کوئی صورت نہیں تو امان اور صلح پر آمادہ ہوگئے۔ پھر ایمان لاکر آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اس وقت تک ان میں جتنے جھگڑے تھے وہ سب ختم ہوگئے ہیں۔ غطرفہ عرض کرنے لگا۔ ہماری طرف سے رسول اللہ اور امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے۔

شہد کی مکھی ۱؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اللہ کے رسولؐ اللہ کے ساتھ ایک گلی میں جارہا تھا۔ علیؑ کا ہاتھ رسول اللہؐ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گذر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلاکر کہا یہ (محمدؐ) ہیں جو انبیاء کے سردار ہیں یہ علی ہیں جو اوصیا کے سردار ہیں پھر ہمارا گذر ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا مکھی نے چلاکر کہا یہ (محمدؐ) ہدایت یافتہ ہیں یہ علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس گذرے۔ مکھی نے چلاکر کہا یہ محمدؐ ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ ہیں علیؑ جو اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا اے علیؑ اس کا نام صیحانی ہے رکھو اس دن سے اس کا نام صیحانی پڑگیا۔

بددعا کا اثر ۲؎

علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء کے حوالے سے بیان کیا جارہا ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ

وجہہ نے ایک شخص سے کچھ فرمایا۔ اس شخص نے آپ کی بات کو جھٹلایا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کروں گا اس شخص نے کہا آپ ضرور کریں چنانچہ آپ نے اسی وقت اس شخص کے لیے بددعا کی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

حدیث چھپانے کا انجام ۳؎

زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جناب حضرت علی امیرالمومنین نے لوگوں سے قسم دیکر پوچھا کہ جس نے غدیر کے روز حدیث سنی ہے وہ کھڑا ہوکر بیان کرے لوگوں میں صرف بارہ بدری صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کی گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اس حدیث کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا پس میں نے اس کو پوشیدہ رکھا۔ پس خدا نے مجھے اندھا کردیا زید بن ارقم اس حدیث کی گواہی نہ دینے پر نادم رہے تمام عمر توبہ کرتے رہے اس طرح انس بن مالک بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس حدیث کو رسولؐ اللہ سے سنا تھا مگر انھوں نے بھی اس حدیث کو پوشیدہ رکھا۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگادے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اس برص کے نشان کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا جس کو ان کا عمامہ بھی چھپا نہ سکا۔

دیوار کا گرنا ۴؎

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی روشن کرامات میں سے یہ بھی ہے جس کی روایت حضرت امام جعفر صادقؑ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے سامنے دو آدمیوں نے اپنا جھگڑا پیش کیا۔ آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیرالمومنین یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے

فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے آپ ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر کے اٹھے ہی تھے کہ دیوار گر گئی ۔

مست اونٹ کا واقعہ ۵

کفایۃ المومنین میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آذربائیجان کے علاقہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی گذر بسر ایک اونٹ پر تھی ایک روز مستی کی حالت میں اونٹ مہار توڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا اور باوجود کوشش کے قابو میں نہ آسکا ۔ سب نے رائے دی کہ جا کر خلیفہ وقت سے اپنی پریشانی بیان کرتا کہ ان کی دعا کی برکت سے اونٹ قابو میں آجائے چنانچہ وہ شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پریشانی بیان کی آپ نے جواب دیا کہ تجھ کو استغفار پڑھنا چاہئے تاکہ تیرا مدعا حاصل ہو اس نے عرض کی یا امیرالمومنین میں نے بہت کچھ کیا ہے مگر کچھ نہیں ہوا ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس کو اونٹ کے سامنے ڈالدے تیرا مدعا حاصل ہو جائے گا اس شخص نے ایسا ہی کیا اور خط کو اونٹ کے سامنے ڈالدیا ۔ خط کا ڈالنا تھا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا جسم زخمی کر دیا چند لوگوں نے اسے بڑی مشکل سے بچایا چند روز بیمار رہا صحت یاب ہونے کے بعد پھر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اپنے جسم کے زخم دکھلا کر پورا ماجرا بیان کیا اور التماس کی کہ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں ۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک شخص کو پیدا کیا ہے اے ابن عباس تم اس شخص کو علیؓ بن ابی طالب کے پاس لے جاؤ ۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا اس شخص نے بیان کیا ۔

حضرت نے سنکر فرمایا تیرا اونٹ جہاں ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھ ۔

ترجمہ ۔ بار الہا تیرے نبیؐ کا واسطہ جو نبی رحمت ہیں اور ان کے اہلبیت

کا واسطہ جن کو تو نے تمام عوام پر فوقیت دی ہے میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ اس مصیبت کی سختی کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ کو اس کے شر سے بچا اس لئے کہ تو ہی بچانے والا عافیت دینے والا ہے ۔

وہ شخص واپس چلا گیا ۔ دوسرے سال جب حج کے لئے آیا تو اسی اونٹ پر بیٹھ کر آیا آپ نے فرمایا تیرا حال تو بیان کرے گا یا میں کردوں ۔ اس شخص نے عرض کی یا امیرالمومنین آپ ہی کریں ۔ فرمایا جب تیری اونٹ پر نظر پڑی تو نے وہ دعا پڑھی تو اونٹ نہایت عجز و نیاز کے ساتھ تیرے سامنے بیٹھ گیا عرض کیا آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے ۔

حضرت علیؓ امیرالمومنین نے فرمایا اے ابن عباسؓ اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے یا مال میں کچھ نقصان ہو یا اہل و عیال میں کوئی بیمار ہو تو خضوع و خشوع کے ساتھ اس کو چاہئے کہ دعا پڑھے اور اپنی حاجت طلب کرے خداوند کریم اس کی حاجت برلائے گا ۔

پتھر کا سونا ۶

بی بی فضہؓ ایک روز بازار سے لوہے کا ایک ٹکڑا اور کچھ ادویات خرید کر حضرت علیؓ مشکل کشا کی خدمت میں پیش کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ان ادویات کی مدد سے سونا بنانا چاہتی ہوں تاکہ اسے بازار میں فروخت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکوں فضہ کی عرض سنکر امیرالمومنین مسکرائے اور فرمایا یہ سامنے جو پتھر پڑا ہے اسے اٹھا کر لاؤ ۔ جب وہ پتھر لیکر آپ کے پاس پہنچیں تو آپ نے پتھر کی طرف اشارہ کیا پتھر یکدم سونے میں تبدیل ہو گیا ۔ بی بی فضہ یہ دیکھ کر تعجب میں رہ گئیں پھر آپ نے زمین کی دیکھنے کو کہا آپ نے زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کیا ۔ زمین میں شگاف ہو گیا ۔ فضہ نے دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے یہ دیکھ کر انھیں مزید تعجب ہوا تب امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا ۔ ہمارا فقر و فاقہ رضا الٰہی کے لئے ہے

نہ کہ کسی مجبوری کے سبب سے ہم کو پروردگار عالم نے ہر چیز پر اختیار عطا فرمایا ہے ہم خود اس دنیا کی لذت کو ترک کر کے صرف عقبیٰ کی لذت حاصل کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ تختی اور تھیلا اسی سونے کی نہر میں ڈال دو۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا تو شگاف بند ہو گیا۔ اس وقت جناب فضہؑ کو محسوس ہوا کہ وہ جس گھر میں آئی ہیں اس گھر کے افراد کس مرتبہ پر فائز ہیں اور کردار کی کس منزل پر ہیں۔

ایک ہاشمی سلطنت ۷۷

حضرت امیرالمومنین نے ایک منظوم کلام میں فرمایا کہ دنیا میں بنی ہاشم کی ایک ہی حکومت رہ جائے گی جہاں آخر میں ایک ناتجربہ کار بے عمل اور دوسروں کے رحم و کرم و مشورے پر زندگی بسر کرنے والا لڑکا حکمران ہوگا جس پر اس ہاشمی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اس کے بعد دنیا میں کسی بھی جگہ ہاشمی حکومت نہ رہے گی۔

حضرت علیؑ کی پیش گوئی ہے اس وقت سوائے اردن کے کوئی ہاشمی حکومت نہیں۔ فی الحال وہاں کے حالات ایسے نہیں ہیں لیکن موجودہ شاہ حسین کے بعد کسی وقت بھی ایسا منحوس وقت آ سکتا ہے خدا اردن پر رحم کرے۔

(بحوالہ ایک ہی راستہ)

بصرے کا غرق ہونا ۷۸

نہج البلاغہ میں حضرت علی کا اہل بصرہ سے خطاب نقل ہوا ہے جس میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا شہر ضرور غرق ہوگا۔ گویا میں اس کی مسجد کو دیکھ رہا ہوں جیسے سفینے کا ابھرا ہوا سینہ ہو یا کوئی شتر مرغ زمین پر بیٹھا ہو۔ تمہارے شہر کی زمین پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ شرارت کے دس حصوں میں سے نو حصے اس کے پاس ہیں جو اس میں آ گیا وہ اپنے گناہوں میں قید ہو گیا۔ اور جو اس زمین سے نکل گیا۔ اس کو اللہ نے معافی دیدی گویا میں

تمہاری اس بستی (شہر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اس پر پانی یہاں تک چھا گیا ہے کہ مسجد کی عمارت کے اونچے حصہ کے سوا کوئی چیز اس بستی کی دکھائی نہیں دیتی۔ بصرہ ساحل سمندر پر ہے اور اس کے لئے غرق ہونے کی پیش گوئی ہے

مرغابیوں کی اطاعت ۷۹

براء ابن عاقب سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین تشریف فرما ہیں کہ مرغابیوں کی ایک قطار پرواز کرتی ہوئی آپ کے سامنے سے گذری۔ جونہی وہ آپ کے مدمقابل آئیں انھوں نے بولنا شروع کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ تمہیں اور مجھے سلام کہہ رہی ہیں۔ منافقین نے جب یہ سنا تو ایک دوسرے کو مسکرا کر اشارہ کرنے لگے آپ نے منافقین کی جب یہ حرکت دیکھی تو آپ نے فوراً اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ ان مرغابیوں کو آواز دو کہ تمہیں امیرالمومنین رسولؐ اللہ کے بھائی بلاتے ہیں اب جیسے ہی مرغابیوں نے آواز سنی راہ بدل کر مڑیں اور پر جوڑ کر صحن مسجد میں آ کر اپنے پوٹے ٹیک دیئے اور سب ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ آپ نے ان سے باتیں کرنا شروع کیں وہ گردنیں لمبی کر کے سنتی رہیں۔ پھر آپ نے جب یہ حکم دیا کہ تم واپس چلی جاؤ تو وہ اٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔ قابل غور ہے کہ پرندوں نے تو آپ کی بات کو سمجھ لیا مگر منافقین جو آپ کے پاس بیٹھے تھے وہ نہ سمجھ سکے اور دور جدید میں بھی یہی حال ہے کہ جو اطاعت کرتے ہیں مولا ان کی مشکل کشائی میں بھی فرماتے ہیں

آدھا منہ کالا ۸۰

مختلف کتب میں یہ معجزہ درج ہے اس واقعہ کو ہاشمی نے بیان کیا کہ انھوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا منہ کالا تھا اس سے جب دریافت کیا کہ تیرا منہ نصف کالا کیسے ہو گیا تو اس نے عرض کی میں علیؑ سے عداوت رکھتا تھا اور اکثر آپ کی شان میں

برے الفاظ کہتا تھا۔ اکثر آپ کا ذکر برے الفاظوں سے کرتا تھا ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آیا اس نے آواز دی۔ اور کہا کہ تو ہی وہ ہے جو علیؑ کو برا کہتا ہے اس کے ساتھ ہی میرے منہ پر ایک زور دار طمانچہ مارا جس سے مجھ کو کافی تکلیف ہوئی صبح اٹھ کر جب میں نے اپنے چہرہ کو دیکھا تو جس طرف طمانچہ مارا گیا تھا وہ سیاہ ہو گیا۔

مچھلیوں کی اطاعت ۸۱

مختلف کتب میں اس معجزہ کا تذکرہ ملتا ہے کہ جب حضرت علیؑ امیر المومنین جنگ صفین سے فارغ ہو کر دریائے فرات کے لب پر پہنچے تو آپ نے ایک تیر لیا اور ایک زرد رنگ کی چھڑی فرات کی موجوں پر مارنے لگے اور زبان مبارک سے فرمایا اے دریا کے پانی پھٹ جا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق دریا کا پانی پھٹ گیا اس میں بارہ چشمہ مثل کوہ عظیم جدا جدا نظر آنے لگے۔ جس کو دیکھ کر آپ کا لشکر حیران رہ گیا۔ پھر آپ نے کلام کیا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس کلام سے دریا کی تمام مچھلیاں سطح دریا پر نمودار ہوئیں اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر تکبیر کی صدا بلند کرنے لگیں پھر ان مچھلیوں نے کہا۔ سلام ہو آپ پر حجت خدا۔ سلام ہو یا امیر المومنین۔ سلام ہو وصی رسولؐ اور کہا کہ قوم نے تمہاری نصرت کو ترک کیا جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا۔

امیر المومنین نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگوں تم نے ان مچھلیوں کا کلام سنا اب گواہ رہنا اس پر یہ میری حجت ہے جس کی انھوں نے ابھی گواہی دی ہے۔

علیؑ کا امتحان ۸۲

حضرت عمر کے دور کا یہ معجزہ ہے کہ چند لوگوں نے آپ کا امتحان لینے کے خاطر یہ حرکت کی چونکہ آپ

کا ہمیشہ یہی دعویٰ رہا جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو۔ اس قول کا امتحان لینے کے لئے مدینہ کے چند آدمیوں نے ایک خاتون کے لڑکے کو کچھ لے دے کر اس بات پر راضی کر لیا کہ اسے مردہ سمجھ کر ہم حضرت علیؑ کے پاس لے جائیں گے اگر انہوں نے نماز جنازہ شروع کی تو ہم اس لڑکے کو کھڑا کر دیں گے جس سے علیؑ کے اس دعویٰ کی تردید ہو جائے گی۔ اس طرح اس لڑکے کو باقاعدہ مردوں کی طرح کفن پہنا کر جنازے میں ڈال کر حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ کہ یہ اس عورت کا لڑکا ہے جس کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ آپ ان کی باتیں سنکر مسکرائے اور فرمایا اس کا وارث کون ہے لوگوں نے بتایا یہ خاتون ہے آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس لڑکے کی میں نماز جنازہ پڑھا دوں یہ لڑکا مر گیا ہے۔ خاتون نے سر ہلایا آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ جب نماز ختم ہوئی تو ان ہی لوگوں نے جنازے پر سے چادر ہٹا کر اس لڑکے سے کہا اٹھ جا آج ہم نے دیکھ لیا۔ حضرت علیؑ کچھ نہیں جانتے مگر وہ چند نوجوان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لڑکا سچ مچ مر چکا ہے یہ دیکھ کر عورت چلائی کہ میرا یہ اکلوتا لڑکا ہے اس کے سوائے میرا کوئی سہارا نہیں۔ اور اس عورت نے تمام واقعہ بیان کیا کہ یہ چند لوگ اس زندہ لڑکے کو آپ کو دھوکہ دینے کیلئے لائے تھے آپ سے انتہائی عاجزی سے درخواست کی آپ اٹھے اور لڑکے کا پیر پوڑ کر کہا اے لڑکے زندہ ہو جا۔ لڑکا پہلے جیسی حالت میں آگیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر آئندہ جرأت نہ ہوئی کہ اس طرح کی حرکت کرے۔

جن کا خوف ۸۳

ہر عام و خاص کتب میں درج ہے رسولؐ خدا کی خدمت میں ایک جن احکام دین کے مسائل دریافت کرنے کے لئے حاضر تھا۔ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لائے۔ حضرت علیؑ کو دیکھتے ہی یہ جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں جن نے عرض کی کہ مجھے

اس نوجوان سے پناہ دلائیں۔ حضور نے فرمایا تم اس نوجوان سے کیوں ڈرتے ہو۔ جن نے عرض کی جب میں نے حضرت سلیمانؑ پر سرکشی کی تھی اور سمندر کی طرف بھاگ گیا تھا اس وجہ سے مجھے کوئی گرفتار نہ کر سکا۔ اتنے میں یہ نوجوان ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے مجھ کو مارا اور اب تک اس کے لگائے زخم کا نشان باقی ہے۔ (جواہر الاسرار)

خدا کی عنایت ۸۴

ہمایوں مرزا لکھنوی نے اپنی کتاب کرشمہ قدرت میں مولانا شیخ ابو جعفر طوسیؒ امام زین العابدینؑ سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایکدن رسالت مآب سرکار دو جہاںؐ نے اپنی ایک انگشتری حضرت علیؑ کو مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ نگینہ ساز سے اس نگینہ پر محمدؐ ابن عبداللہ کندہ کرالائیں نگینہ ساز نے کندہ کرکے انگشتری واپس دی حضرت علیؑ نے جب انگشتری کو دیکھا کہ محمدؐ ابن عبداللہ کے بجائے محمدؐ رسول اللہؐ کندہ تھا۔ حضرت نے نگینہ ساز سے ارشاد فرمایا کہ تم نے محمدؐ ابن عبداللہ کے بجائے محمدؐ رسول اللہ کیوں کندہ کیا۔ نگینہ ساز نے عرض کی یا امیر المومنین آپ نے درست فرمایا ہے جب میں اس پر محمد ابن عبداللہ کندہ کرنے لگا تو میرے ہاتھ کانپنے لگے۔ خود بخود محمدؐ رسول اللہ کندہ ہو گیا آپ یہ انگشتری لیکر حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت بیان کی۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہؐ اور محمد ابن عبداللہ دونوں ہی میرے نام ہیں۔ آپ نے یہ انگشتری اپنے دست مبارک میں پہن لی۔ دوسرے روز جب اس انگشتری پر نظر پڑی تو زیر نگینہ علی ولی اللہ بھی کندہ تھا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد رب العالمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔

مردے کو زندہ کرنا ۸۵

مشکل کشا نے اپنی حیات میں کئی اہم موقعوں پر مردوں کو زندہ کیا جس کی گواہی تمام افراد نے دی اس طرح کا ایک اور واقعہ جس کی روایت مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے مستند روایت کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ امیر المومنین کی خدمت میں بنی مخزوم کا ایک جوان حاضر ہوا جس کی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیر المومنین میرا جوان بھائی مر گیا ہے جس کے صدمے سے میں بے حد بے قرار ہوں۔ آپ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ جوان نے عرض کی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ اٹھے ردائے رسول اوڑھ کر اس جوان کو ساتھ لے کر قبرستان تشریف لے گئے آپ کی زبان سے چند ارشادات جاری ہوئے جسے کوئی بھی نہ سمجھ سکا آپ نے قبر کو ٹھوکر ماری اس سے ایک شخص برآمد ہوا جو فارسی میں باتیں کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا تو عربی ہو کر فارسی میں بات کرتا ہے۔ ہم فلاں کی سنت پر مرے۔ جس کی وجہ سے ہماری زبانیں بدل گئی ہیں اس کے بھائی نے اسے دیکھا پھر مردہ قبر میں سو گیا اور قبر اس طرح بند ہو گئی جیسے پہلے تھی۔

بحوالہ اصول کافی۔ بحار الانوار
بصائر الدرجات۔ علیؑ علیؑ

علیؑ کی دعا اور ضرب ۸۶

بڑا مشہور معجزہ ہے جسے محمد دہی خان نے اہلبیت کی چودہ کتابوں سے۔ اہل تشیع کی چھ سے زائد کتابوں کے حوالے معہ نام کے ساتھ بیان کیا ہے ان ہی کے الفاظ میں تحریر کیا جا رہا ہے۔ جنگ حنین میں عبیدہ بن قرعہ لشکر کفار کے ساتھ آیا اور جنگ شروع ہونے پر صف سے نکل کر مبارز طلب ہوا خود امیر المومنین اس کے

مقابلے کے لئے نکلے اور اس کو زیر کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ جان نہ بچ سکے گی تو اس نے اسلام لانا اس شرط پر منظور کیا کہ آپ اس کے لئے دعا کریں کہ وہ قیامت تک زندہ رہے آپ نے دعا کی اور فرمایا جا روز معلوم تک زندہ رہے گا۔ جب اس کو یہ معلوم ہوا تو وہ یہ کہہ کر بھاگا کہ آپ خود کہہ چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا لہٰذا اسلام نہیں لاتا۔ بھاگنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کے داہنی طرف خوب ضرب لگاتے ہوئے فرمایا اب تو بھاگ جا۔ اور میری اس ضرب کا مزا یوم حساب تک چکھتا رہ

مولانا فدا حسین صاحب مرحوم پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی نے یہ کتاب خود مجھے دکھائی تھی جس میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ایران و افغانستان کی سرحد پر کفرانسان کے نام سے بستی ہے میں خود وہاں گیا۔ اس نے دیکھا کہ لانبے قد کا شخص بستر پر پڑا ہے میں نے اس سے بات کی اس نے اہل مدینہ کے بعض اشخاص کے نام بتائے اور گھر کی نشانیاں بتائیں جب اس سے حضرت علیؑ کی بابت دریافت کیا تو کالا کافر کانپ گیا اور کہا کہ ان کی بابت نہ پوچھو۔ وہ (معاذ اللہ) بہت بڑے جادوگر تھے۔

بادل کا ٹکڑا ۸۷

محمد صالح حنفی بنی مسلمان نے اپنی کتاب کوکب دری میں حضرت امیرالمومنین کے بے حد فضائل بیان کئے ہیں۔ اور آپ کے بہت سے معجزات۔ کرامات اور مشکل کشائی کے واقعات کو مختلف مستند روایت کے ساتھ اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ کے حکم سے بادل کے ٹکڑے نے کلام کیا۔ جس کی روایت حضرت سلمان فارسیؓ کرتے ہیں کہ ایک دن امام حسنؑ نے اپنے والد حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا آپ کو بھی اس سے بڑی بادشاہت عطا فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ نے وضو فرمایا دو رکعت نماز ادا کی اور دعا فرمائی اور ایک بدلی کی طرف

اشارہ کیا اور نیچے اتر آئی اور اس سے آواز آئی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسولؐ برحق ہیں اور تو اے علیؑ اس کا وصی اور خلیفہ ہے جو تیرے بارے میں شک کرے وہ تباہ و برباد ہو گیا پھر دوسری بدلی کی طرف ارشاد فرمایا وہ بھی کہتی رہی۔

(بحوالہ کوکب دری)

درخت کی گویائی ۸۸

کتاب بالا میں درج ہے جس کی روایت حضرت سلمان فارسیؓ نے کی ہے کہ ایک دن امام حسنؑ اور چند دیگر صحابہ حضرت امیرالمومنین کے ساتھ ایک بلند پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہاں ایک خشک درخت دیکھ کر حضرت امام حسنؑ نے فرمایا۔ یا امیرالمومنین یہ درخت کیوں سوکھ گیا ہے حضرت نے فرمایا اس درخت سے پوچھو آپ نے سوال کیا جواب نہ ملا تب حضرت نے فرمایا اے درخت فرزند رسولؐ کو کوئی جواب نہیں دیتا۔ اس درخت سے آواز آئی کہ تمہارے پدر بزرگوار ہر صبح آکر میرے نیچے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک بدلی آتی تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور اس پر ایک کرسی رکھی ہوتی تھی۔ اس پر سوار ہو کر چلے جاتے تھے آج چالیس دن ہو گئے ہیں کہ تشریف نہیں لائے اس وجہ سے میں خشک ہوں بس امیرالمومنین نے اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا۔

خدا کا تحفہ ۸۹

سید محمد صالح حنفی سنی عالم اپنی کتاب کوکب دری میں تحریر کرتے ہیں کہ امام حسینؑ سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد بزرگوار دریائے فرات کے کنارے پر غسل فرما رہے تھے ناگاہ ایک موج اٹھی اور آپ کا پیراہن مبارک بہا کر لے گئی

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو ایک ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اپنی دائیں طرف نظر کرو اور جو ملے اسے لے لو جب حضرت نے دائیں طرف نگاہ کی تو دیکھا ایک پیراہن لپٹا پڑا ہے آپ نے اس کو لے لیا اور ایک پارچہ اس کے گریباں سے گرا جس پر لکھا تھا۔ یہ تحفہ خداوند کریم عزیز حکیم۔ کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف ہے یہ ہدیہ قمیض ہے جو عمران کو میراث میں دی گئی تھی اس طرح ہم اس کو دوسرے لوگوں کی میراث میں دیتے ہیں۔

۹۰ شکم مادر میں گفتگو

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات آپ کی ولادت سے قبل ہی عیاں ہونے لگے تھے مختلف طریقوں سے ایسی باتیں ظہور میں آنے لگیں کہ جس کے سامنے ہر ایک کو سر خم کرنا پڑتا ہے آپ بھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ رسولؐ خدا سے گفتگو فرماتے اس کی روایت سُنّی شیعہ دونوں کتب میں موجود ہیں جس کی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ایک روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب کے گھر تشریف لے جاتے تو روئے مبارک امیر المومنین کے رحم کی طرف کر کے فرماتے اے میرے تجھ پر میرا اسلام ہو اور امیر المومنین شکم مادر سے جواب دیتے۔ علیک السلام یا رسول اللہ جس طرف آنحضرت ہوتے اپنا رخ اسی طرف کر لیتے اس بات سے مطلع ہونے کے بعد آنحضرت نے فرمایا حق تعالیٰ اس کی ذات کو بزرگ و معزز کرے۔

(بحوالہ کوکب دری - تمام سنّی شیعہ کتب)

۹۱ ایک سفید پرندہ

مشہور و معروف واقعہ جو ایک بڑا معجزہ ہے کہ آپ کا نام خدا تعالیٰ نے خود رکھا اور یہ نام آپ کی ولادت سے قبل کسی کا نہ تھا۔ اس کی روایت تمام سنی شیعہ کتب میں موجود ہے۔ یہاں

ہم محمد صالح سنی حنفی کی کتاب کوکب دری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ مادر حضرت علیؑ۔ حضرت بی بی فاطمہ بنت اسد جب درد سے بے چین ہوئیں تو کعبہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ غیب سے آواز آئی اے معظمہ باہر نہ رہ گھر کے اندر چلی آ۔ جب بی بی فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں تو ایک پردہ نظر آیا اس پردہ میں پوشیدہ ہو گئیں۔ جناب امیر کی ذات اس پردے کے اندر غیب سے عالم شہادت میں ظہور فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک سفید پرندے نے چھت کی طرف سے آکر اپنی چونچ سے جناب امیر کے سینہ پر اسم علیؑ تحریر کیا اور اس سے پہلے عالم شہود میں کسی کا نام علیؑ نہ تھا۔

۹۲ ابوجہل کی گردن

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات کا شمار انسانی قوت سے بالاتر ہے آپ ابھی اس دنیا میں تشریف لائے ہی تھے اس وقت آپ کی حیات صرف چند گھنٹوں کی ہو گی کہ اس وقت کے دستور کے مطابق کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو ابوجہل بتوں کے پاؤں کی خاک کا سرمہ اس بچہ کی آنکھوں میں لگاتا۔ جب سلطان ولایت کی ولادت کی خبر اس لعین کو پہنچی تو سنتے ہی اس طرف کا رخ کیا۔ اس بدبخت نے جب امیر المومنین کو دیکھا تو دستور کے مطابق آپ کی آنکھوں میں بتوں کی خاک پا کا سرمہ لگانا چاہا۔ ہر چند زور لگایا۔ حضرت کو نہ اٹھا سکا۔ جبکہ ابوجہل کس قدر بڑا اور طاقتور ہو گا اس وقت آپ انتہائی کمسن اور صرف چند گھنٹوں کے ہی تھے اس وقت ہی آپ کی روحانی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابوجہل بدبخت نے اپنی انگلیاں آپ کی آنکھوں پر رکھیں تاکہ کھول کر سرمہ لگا لے ہر چند کہ اس بدبخت نے زور لگایا مگر آنکھیں نہ کھولیں اس وقت شاہ ولایت جناب امیر نے ولایت کی قوت سے ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا

کہ یہ پیچھے کو پھر گیا۔ طمانچہ کی قوت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس طمانچہ سے ابوجہل کی گردن ٹیڑھی ہو گئی اور اس کی ٹیڑھی گردن کبھی بھی سیدھی نہ ہوئی آخری وقت تک یہ بدبخت ایسا ہی رہا جس کو سارے زمانے نے دیکھا۔

(بحوالہ کوکب دری)

آنحضرت کو دیکھا ۹۳

مشہور روایت ہے کہ حضرت علیؑ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب ہوئے جس کی روایت ہر عام وخاص کتب اور بڑے بڑے مورخین نے بھی اپنی کتب میں اس معجزہ کو درج کیا ہے۔ حضرت علیؑ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں نہ کھولیں جس پر آپ کی والدہ محترمہ محزون و غمگین ہوئیں اور کہا کہ اے فرزند تو آنکھ کیوں نہیں کھولتا اس عالم کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا۔ کہیں تو نابینا تو نہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت ہوئی کہ تیرا ابن عم پیدا ہو چکا ہے۔ جلد جا کے اس کی خبر گیری کر۔ آفتاب رسالتؐ نے اس طرف رخ فرمایا اور جا کر آسمان ولایت کو اپنے دامن عاطفت میں بٹھایا جب حیدر کرار کو آپ کی خوشبو پہنچی تو آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کے لئے آنکھیں کھول لیں اور سلام و تحیت کی رسم ادا فرما کر آپ کی مدح و ثنا میں زبان کھولی آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے حیدر کرار کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔

(بحوالہ کوکب دری)

اصحاب کہف کا بیان ۹۴

کوکب دری کے مولف محمد صالح کشفی السنی الحنفی۔ احسن الکبار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دن چند اصحاب کو بلانے کے لئے بھیجا میں ان اصحاب کو بلا کر لایا تو آپ نے ایک فرش بچھایا اور سب

کو اس پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ حضرت علیؑ سے بھی فرمایا کہ اس پر بیٹھو جب ہم سب بیٹھ گئے تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے بھائی ہوا سے کہو کہ اس فرش کو اٹھائے۔ حضرت علیؑ کے حکم سے فرش ہوا میں اڑنے لگا پھر فرمایا نیچے اتارے۔ یہ فرش نیچے اتر آیا۔ آپ نے اصحابہ سے فرمایا یہ کونسی جگہ ہے۔ وہ بولے ہم نہیں جانتے پھر آپ نے فرمایا ہم غار اصحاب کہف کے دروازے پر آئے ہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے پھر آپ نے سب صحابہ سے کہا کہ اٹھ کر اصحاب کہف کو سلام کرو۔ سب صحابہ نے اٹھ کر سلام کیا۔ مگر کسی کو جواب نہیں ملا۔ حضرت علیؑ اٹھ کر گئے تو سبقت کرتے ہوئے اصحاب کہف نے سلام کیا جس پر صحابہ نے کہا کہ ہم نے سلام کیا تھا تو کسی نے جواب نہیں دیا اور آپ کو سلام کرنے میں انہوں نے سبقت دکھائی اس پر اصحاب کہف نے جواب دیا کہ ہم نہ سلام کرتے ہیں اور نہ کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں مگر نبیؐ کو یا اس کے وصی کو۔ آپ کی اطاعت خدا اور رسولؐ کے حکم سے تمام جن وانس پر واجب ہے۔ اس معجزہ کے بعد آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس فرش پر بیٹھ جاؤ سب اس فرش پر بیٹھ گئے حکم امیر سے یہ فرش بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد امیر کے حکم سے زمین پر اترا۔ امیر المومنین نیچے اترے اور زمین پر پاؤں مارا۔ میٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ وضو کیا اور اصحابہ سے بھی فرمایا کہ وضو کریں اور فرمایا ہم انشاء اللہ تعالیٰ صبح کی ایک رکعت حضور اکرمؐ کے ساتھ ادا کریں گے۔ بعد ازاں امیر کے حکم سے فرش بلند ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد نیچے اترے تو ہم سب نے اپنے کو مسجد نبوی میں پایا۔ حضورؐ ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے ہم سب نے دوسری رکعت حضورؐ کے ساتھ ادا کی جب نماز ادا کی بعد میں حضورؐ نے فرمایا جو کچھ ہوا تم بیان کرو گے یا میں بتا دوں۔ انس نے کہا آپ ہی فرمائیں۔ آپ نے تمام گذشتہ حالات بیان کئے۔ اصحاب بساط سے منقول ہے کہ جب ہوا بساط کو اٹھاتی تھی تو اس قدر بلند ہو جاتی تھی

کہ ہم آسمانی فرشتوں کی آوازیں سنتے تھے کہ وہ دشمن آل محمدؐ پر لعنت کرتے تھے

درخت کی نماز ۹۵

کوکب دری کے مؤلف محمد صالح کشفی السنی الحنفی ابو الزبیر سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ابو الزبیر نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا کہ تم کو امیر المومنین کا کوئی معجزہ یاد ہے جابرؓ نے فرمایا ایک روز چند صحابہ کے ساتھ جناب امیر جا رہے تھے ۔ ایک بیری کا درخت آیا آپ نے فرمایا تم ٹھہر جاؤ میں اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتا ہوں ۔ آپ نماز میں مشغول ہو گئے خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا کہ رکوع اور سجود میں حضرت کا ساتھ دیتا ہے ہم حیران ہو کر کھڑے ہو گئے یہاں تک آپ نماز سے فارغ ہوئے آپ کے ساتھ درخت کی شاخیں بھی درود پڑھتی رہیں بعد ازاں فرمایا خدا محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کر اور محمد و آل محمدؐ کے حب داروں پر رحم کر تمام ٹہنیوں نے کہا آمین آمین ۔

اژدہا بن گیا ۹۶

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص جو اکابر بنی عدی سے تھا جہاں کہیں ہوتا کہ آپ کے محبوبوں کو گالیاں بکتا اور برا بھلا کہتا تھا ۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ ایک کمان ہاتھ میں لئے باغات کی طرف جا رہے تھے ناگاہ اس شخص سے ملاقات ہوئی ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو ہمارے محبوبوں کو برا بھلا کہتا ہے اس نے جواب دیا ہاں میں کہتا ہوں مجھے کون منع کر سکتا ہے ۔ جناب امیر نے فرمایا ایسا ہی ہے آپ نے اپنی کمان زمین پر گرا دی کمان زمین پر گرتے ہی ایک بڑا خطرناک اژدہا بن گیا اور منہ کھولے ہوئے اس شخص کی طرف لپکا اس نے شور مچایا اور فریاد کی یا امیر المومنین میری توبہ ہے آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا آپ

کو رحم آیا آپ نے زمین کی طرف ہاتھ بڑھایا آپ کے ہاتھ میں جیسی کمان تھی ویسی کمان بن گئی ۔

پتھر پر نشان ۹۷

مستند روایت کے ساتھ مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے جو کہ آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے پتھر پر ہاتھ مارا تو اس سخت پتھر پر نشان آگیا وہ پتھر کوفہ میں موجود ہے اس طرح کے پتھر مشہد ۔ کف ، تکریت ۔ موصل قطیعتہ الاثین وغیرہ میں بھی موجود ہے پاکستان میں بھی ایسے پتھر موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جہاں بھی اپنا ہاتھ مارا وہ یہ معجزہ عیاں ہوا اس طرح کا ایک پتھر حیدر آباد سندھ ۔ قدم گاہ مولا علی ۔ اسٹیشن روڈ میں بھی موجود ہے جو میرے خیال میں بحالت نماز کا ہے یہ اس پتھر کی زیارت لاکھوں کی تعداد میں مسلمان کر چکے ہیں اور اب بھی یہ پتھر موجود ہے ۔

یہودی نے آزمایا ۹۸

مناقب آل ابی طالبؑ نے مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہے کہ ایک دن ایک یہودی آیا اور عرض کی یا محمدؐ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو آپ ہمارے سردار کے فرزند کے حق میں دعا کریں جو برص کی بیماری میں مبتلا ہے ۔ حضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے ابو الحسن اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے ۔ حضرت امیر نے دعا کی اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا اور وہ تمام لوگوں سے خوبصورت ہو گیا اور وہ ایمان لے آیا اس کے باپ نے کہا کہ یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہو گیا ہے اور اب ہمیں بد دعا کریں حضرت علیؑ نے بارگاہ الہٰی میں دعا کی اے معبود اسے اس کے بیٹے کے مرض میں گرفتار کر وہ شخص اسی وقت برص میں مبتلا ہو گیا اور چالیس سال تک اسی حالت میں کائنات میں عبرت کا مقام بنا رہا ۔

فرشتوں کی تعداد ۹۹

محمد صالح کشفی ۔ کوکب دری میں مستند حوالوں کے ساتھ یہ معجزہ تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ جناب سیدہؑ کے دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا ۔ اے بھائی تم دروازہ بند کرلو ۔ کیونکہ فرشتے میرے پاس موجود ہیں مجھ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ پس گروہ گروہ ملائکہ آتے رہے اور تعلیم لے کر جاتے رہے میں نے ان کی آواز سنکر معلوم کرلیا کہ آپ کے پاس تین سو ننانوے فرشتے تعلیم کے لئے آئے ہیں جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تو میں نے عرض کی یا حضرتؐ آپ کے پاس تین سو ننانوے فرشتے آئے تھے آپؐ نے فرمایا تمہیں کیونکہ معلوم ہوا میں نے عرض کی میں نے اتنی ہی آوازیں سنی تھیں جن سے مجھے پتہ چل گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا علیؑ خدا تیرے ایمان اور علم کو زیادہ کرے ۔

قرآن کی تلاوت ۱۰۰

مستند ترین کتب میں روایت مختلف طریقوں سے کی گئی ہے ۔ کوکب دری میں مستند کتابوں کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جناب امیر کا ایک بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ جس وقت سواری کے لئے پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا ختم کر دیتے ۔

بغض کا انجام ۱۰۱

مسلمان ہو کر بغض علی رکھے اس سے بڑھ کر دنیا میں بدبخت اور جہنمی کون ہو سکتا ہے ۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں آپ کو برا کہنے والے کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا ۔ بارہا مرتبہ دیکھا کہ ایسے ملعون کو سخت سزا ملی کوئی گھوڑے سے گر کر مر گیا کسی کو اونٹ نے مار دیا ۔

کسی کے سر پر آسمانی پتھر گرا اس سے ہلاک ہوگیا ۔ کوئی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگیا اور جو لوگ اس دنیا میں سزا سے بچ گئے وہ یوم آخرت میں سخت ترین سزا کے مرتکب ہونگے ۔ افسوس کہ زمانہ قدیم سے لیکر دور حاضر تک ایسے مسلمان بدبخت ناری سامنے آتے رہتے ہیں جو خود ہی جہنم کے خریدار بن چکے ہیں یہاں پر شواہد النبوۃ اور کوکب دری کے حوالے سے ایسے بدبختوں کا انجام لکھا جا رہا ہے جو کہ مولا علی کا ایک معجزہ ہے کہ انھیں بروقت سزا ملی ۔

ایک شخص مدینہ میں امیر المومنین حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا ۔ اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر ایک مسجد میں آکر ایک مجمع میں بیٹھ گیا ۔ اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں گھس آیا اور اس بدبخت شخص کو اپنے سینہ سے دبا دیا اور کچل کچل کر مار ڈالا ۔

مندرجہ بالا کتاب میں تحریر ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی والی مدینہ ہر روز جمعہ کو مجھے (عبداللہ کو) میرے نزدیک بٹھا کر امیر المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا ۔ میں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سو گیا دیکھا کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شق ہوگئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبداللہ اس شخص کی باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ منبر سے گرا اور مر گیا ۔ بظاہر دیکھا جائے تو منبر کی بلندی زیادہ سے زیادہ دو فٹ ہو سکتی ہے اور صرف دو فٹ کی بلندی سے گر کر ایسے شخص کا مر جانا مولا مشکل کشا کے ساتھ گستاخی کی ایک سزا ہے یہی مولا علیؑ کا معجزہ ہے جہاں وہ مشکل سے گھرے ہوئے لوگوں کو مشکل کے بھنور سے نکال لیتے ہیں وہاں ایسے بدبختوں کو غیبی و روحانی قوت کے ذریعہ سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں ۔

نہر کا پانی ۱۰۲

مشکل کشا کا یہ بھی بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے جو کچھ فرما دیا وہ ہوا اس طرح کا ایک معجزہ کوکب دری نے روضتہ الصفا جلد ہفتم کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حدود بابل میں ایک نہر ہے۔ امیر المومنین حضرت علی نے وہاں کے ایک باشندے پر ایک خاص رقم مقرر کر رکھی ہے ہر سال خدا کی راہ میں دے اگر مقررہ رقم دے دیتے ہیں تو پانی ان کی نالیوں میں چڑھتا ہے اگر رقم راہ خدا میں نہیں دیتے تو پانی ان کی نالیوں میں نہیں چڑھتا۔

کھوپڑی سے کلام ۱۰۳

کوکب دری کے مؤلف محمد صالح نے احسن الکبار سے ایک مردہ کھوپڑی سے کلام کرنے کا معجزہ درج کیا ہے امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین نے بابل کی سرزمین میں ایک انسانی کھوپڑی پڑی دیکھی اس سے خطاب کر کے فرمایا اے جمجمہ (سر کی کھوپڑی) تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں بن فلاں۔ فلاں ملک کا بادشاہ تھا۔ جناب امیر نے فرمایا میں علی مرتضیٰ ہوں محمدؐ کا وصی ہوں مجھ سے بیان کرنا جو کچھ تو نے اپنی زندگی میں دیکھا جو کچھ عمل میں لایا۔ کھوپڑی نے بولنا شروع کیا اور اوّل سے آخر تک اپنی عمر کے تمام برے حالات ایک ایک کر کے بیان کئے اور جس جگہ میں کھوپڑی نے حضرت امیر سے کلام کیا تھا وہاں لوگوں نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس کا نام مسجد جمجمہ (کھوپڑی کی مسجد) رکھا ہے اس علاقہ میں وہ مسجد اس قدر مشہور ہے کہ لوگ وہاں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور قاضی الحاجات سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔

ام فردہ کو زندہ کرنا ۱۰۴

مشکل کشا کا ایک بہت بڑا معجزہ یہ بھی ہے جس کو کوکب دری نے احسن الکبار کے حوالے سے درج کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں ام فردہ نام کی ایک عورت تھی جو نہایت عبادت گذار نیکوکار حب آل رسولؐ دل میں رکھتی تھی۔ ایک روز اس کا ایک منافق مالدار سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس پاکدامن نے آل رسولؐ کے فضائل و مناقب میں بہت کچھ بیان کیا۔ اس منافق نے اس قدر مارا کہ وہ ہلاک ہو گئی اس کے شوہر نے استغاثہ اور طلب اعانت کرنے کے بعد اس کو دفن کر دیا اور جناب کے در دولت پر حاضر ہوا چونکہ آپ اس رندوادی قریے میں تشریف فرما تھے۔ اس لئے ادھر کا رخ کیا اور دوانیسی پر زیارت سے مشرف ہوا بے شمار گریہ زاری اور رونے کے بعد سارا واقعہ عرض کیا۔ امیر المومنین نے اس عورت کی قبر پر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی (اے مرنے کے بعد نفسوں کو زندہ کرنے والے اور جو ہڈیوں کو فوت ہونے کے بعد زندہ اٹھانے والے ام فردہ کو ہمارے لئے زندہ کر دے اور اس کو اپنے عاصی اور نافرمان بندوں کے لئے عبرت کا باعث کر) بعد ازاں اس کی قبر کی طرف نگاہ کی ایک شگاف دیکھا جس میں ایک پرندہ انار کا دانہ چونچ میں لئے جاتا اور باہر آتا ہے۔ امیر کی طرف اشارہ کرتا ہے ناگاہ قبر شگافتہ ہو گئی اور ام فردہ سندس کی ایک چادر سر پر اوڑھے باہر آئی اور امیر المومنین کو سلام عرض کر کے کہنے لگی۔ بے ایمان منافق چاہتے ہیں کہ تیری ولایت کے نور کو پوشیدہ کریں۔ لیکن نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ترجمہ (وہ چاہتے ہیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ کافر کراہت کریں) اس کے بعد ام فردہ کئی سال زندہ رہیں اور اس سے جو بچے پیدا

ہوئے وہ دشت کربلا میں امام مظلوم کے ہمراہ سعادت شہادت پر فائز ہوئے ۔

او کتے جا دور ہو ۱۰۵

اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ میں ایک روز امیرالمومنین کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا ایک قریشی نے پاس آکر کہا کہ یا علیؑ تو نے بہت سے مردوں کو قتل کیا اور بہت سے بچوں کو یتیم کیا ہے ۔ امیر نے عقب میں آکر اس سے فرمایا او کتے جا دور ہو ۔ جب میں نے نظر کی تو وہ کالا کتا بن گیا تھا ۔ دم ہلاتا تھا زمین پر لوٹتا تھا یہ حال دیکھ کر حضرت کو رحم آیا آپ نے دعا کی وہ اصلی حالت میں آگیا اور آپ کے قدموں میں پاؤں رکھ کر توبہ کی ۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ اے خیر المرسلینؐ کے وصی ۔ قادر حقیقی نے آپ کو ایسے ایسے معجزات و کرامات پر قدرت عطا فرمائی ہے کیا وجہ ہے کہ آپ معاویہ کو جو آپ کا مخالف ہے دفع نہیں کر سکتے ۔ آپ نے فرمایا ہم خدا کے مکرم بندے ہیں اس کے حکم کے بغیر کسی کام پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں ۔ اور کوئی رضائے الٰہی کے برخلاف اپنی خواہش نفسانی کے موافق کام کرنا جائز سمجھتا ہے وہ عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا ۔ اور آخرت کا عذاب وعقاب دنیا کے عذاب وعقاب سے بہت زیادہ سخت ہے ۔ (بحوالہ کوکب دری و دیگر)

باپ کی بد دعا ۱۰۶

مناقب آل ابی طالب میں مختلف حوالے سے تحریر کیا ہے حضرت علیؑ نے احرام کی رات ایک شخص کو روتے ہوئے پایا آپ اس شخص کے قریب گئے اسے دیکھا جو ایک نوجوان شخص تھا جس کا آدھا جسم سوکھ چکا تھا ۔ سبب پوچھا تو اس شخص نے بیان کیا کہ میں ایک عیش پرست انسان تھا میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے تھے ۔ ایک روز

مجھے نصیحت کرنے لگے ۔ میں نے غصہ میں آکر گستاخی کی ۔ انھوں نے مجھے بددعا دی اور چند اشعار پڑھے جب ان کا کلام ختم ہوا تو میرا نصف بدن سوکھ گیا میں نادم ہوا ۔ میں نے توبہ کی میں نے انھیں اچھی طرح راضی کر لیا ۔ آپ اونٹ پر سوار ہوئے تاکہ مجھے اس جگہ لے آئیں تاکہ میرے حق میں دعا کریں مگر اتفاق کی بات ہے کہ جب ہم نصف راستہ طے کر چکے تو ایک پرندہ اڑا اس کے اڑنے کی وجہ سے اونٹ ہلاک ہوگیا اور میرے والد اونٹ سے گر کر ہلاک ہو گئے اب میں اس مشکل میں ہوں ۔ آپ نے اس مقام پر چار رکعت نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد فرمایا اٹھو تم ٹھیک ہو چکے ہو ۔ وہ شخص صحیح سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ۔ فرمایا تو نے سچ کہا اگر تیرا باپ تجھ سے راضی نہ ہوتا تو میری دعا بھی نہ سنی جاتی یہ آپ ہی کا معجزہ ہے کہ آپ کی زبان سے دعا جاری ہوتی ادھر اس شخص کا سوکھا ہوا جسم اپنی اصلی حالت میں آگیا ۔

جنگ جمل میں ۱۰۷

کوکب دری کے مؤلف محمد صالح ۔ الحنفی ۔ الشنی جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں امیرالمومنین حضرت علیؑ کے ہمراہ تھا ۔ پس میں نے وہاں دیکھا کہ ہر کوئی کہتا تھا ۔ مجھ کو علیؑ نے بھگایا ہے اور جس مجروح کو بھی دیکھتا تو وہ یہی کہتا تھا کہ مجھ کو علی نے زخمی کیا ہے اور جس مقتول کو دیکھتا وہ یہی کہتا تھا کہ مجھے علیؑ نے قتل کیا ہے ۔ میں میمنہ میں جاتا تو علی کی آواز سنتا ۔ میسرہ میں جاتا تو علیؑ کی آواز سنتا ۔ میں حضرت طلحہ کے پاس سے گذرا جب وہ دم توڑ رہا تھا تو اس کے سینہ پر ایک تیر لگا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ تجھے یہ تیر کس نے مارا تو اس نے کہا علی نے ۔ میں نے کہا علیؑ نے تو کسی کے تیر نہیں مارا ان کے ہاتھ میں سوائے تلوار کے اور کچھ نہیں تو اس نے کہا اے جابرؓ کیا تو اس کی طرف نہیں دیکھتا کہ وہ کس طرح ہوا کے اوپر جاتا ہے اور پھر زمین پر اترتا ہے اور کبھی مشرق

کی طرف سے آتا ہے اور کبھی مغرب کی طرف سے آتا ہے۔ پس جس سوار کے پاس سے گذرتا ہے اسے نوک چبھو دیتا ہے اور جس کو دیکھتا ہے اس کو مار دیتا ہے یا چوٹ لگا دیتا ہے یا منہ کے بل گرا دیتا ہے یا یہ کہہ دیتا ہے کہ مرجا تو وہ مرجاتا ہے۔ پس اس کے سامنے سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے قول سے تعجب کیا۔

جنگ خیبر میں ۱۰۸

کوکب دری کے مولف محمد صالح الحنفی السنی بیان کرتے ہیں کہ رواۃ ثقات سے مروی ہے کہ جس وقت علی نے یوم خیبر مرحب کو دو ٹکڑے کر دیا تو جبرئیلؑ ہنسے اور تعجب کرتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا۔ اس ہنسی کا کیا سبب ہے عرض کی یا رسولؐ اللہ میری ہنسی کا سبب تو یہ ہے کہ ملائکہ علیؑ کے حملوں پر تعجب کر رہے ہیں اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار کے نعرے لگا رہے ہیں اور میری حیرانی اور تعجب کا باعث یہ ہے کہ جب مجھے قدرت نے حکم دیا کہ قوم لوط کے ساتوں شہروں کو برباد کر دو تو میں نے قدرت خدا اور رمز خدا سے ساتوں شہروں کو ساتویں طبقہ زمین سے اکھاڑ کر ساتویں آسمان تک بلند کر لیا اور صبح تک ایک بازو پر اٹھائے رکھا پھر میں نے سب کو الٹ دیا۔ اور تباہ کر دیا اور آج صبح جس وقت علیؑ نے تکبیر ہاشمی بلند کی اور ضرب حیدری لگائی جو قوائے الہیہ سے موید تھی اور مرحب اور اس کے گھوڑے کو دو ٹکڑے کر دیا تو مجھے حکم ہوا کہ میں علیؑ کی تلوار کی باقی چوٹ کو روک لوں ایسا نہ ہو کہ زمین دو ٹکڑے ہو جائے۔ علی کی بقیہ چوٹ میرے ہاتھ کے ساتوں شہروں سے زیادہ بھاری تھی حالانکہ اسرائیلؑ و میکائیلؑ علیؑ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے۔

یہ علیؑ کا کام ہے ۱۰۹

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی صفحہ ۲۲۸ پر دعاؤں کی تاثیر کے عنوان سے مولا علیؑ مشکل کشا کا ایک معجزہ تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ عشاء کی نماز کے بعد مسجد سے گھر واپس جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ہاتھ کٹا آدمی آپ کے سامنے آکر رونے لگا اور فریاد کی آپ کو اس شخص کی حالت پر ترس آگیا۔ آپ نے اس کا کٹا ہوا ہاتھ کٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر کچھ پڑھا۔ آپ کی دعا سے اس کا ہاتھ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا وہ شخص بہت خوش ہوا۔ اور بہت منت سماجت کر کے حضرت علیؑ سے پوچھنے لگا کہ آپ نے کون سی دعا پڑھی ہے جس سے یہ ہاتھ درست ہو گیا اس شخص کے بے حد اصرار پر آپ نے بتایا کہ میں نے فاتحہ پڑھی ہے وہ شخص بہت خوش ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ اب میں جب بھی فاتحہ پڑھوں گا میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اس طرح اس نے دوسری مرتبہ پھر چوری کی۔ اور پکڑا گیا پھر سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ہاتھ کٹنے کے بعد اس نے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس جگہ پر رکھ کر فاتحہ پڑھی مگر اس کا ہاتھ درست نہ ہوا۔ آخر دوبارہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب کچھ بیان کیا کہ یا علیؑ میرا ہاتھ پھر کاٹ دیا گیا ہے میں نے فاتحہ پڑھی مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ خدا کے لئے مجھے بتائیے کہ آپ نے فاتحہ کے ساتھ اور کچھ کیا پڑھا تھا جس سے ہاتھ درست ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے فاتحہ کے سوا کوئی چیز نہیں پڑھی۔ آپ نے فرمایا اگر اس مرتبہ تیرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے تو کیا وعدہ کرتا ہے۔ کہ آئندہ کبھی چوری نہیں کرے گا اس شخص نے وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی چوری نہیں کروں گا۔ آپ نے اس سے توبہ کرائی اور پھر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس جگہ پر رکھ دیا آپ کے حکم سے دوبارہ اس کا ہاتھ

درست ہوگیا۔

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ ۱۱۰

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ناشر نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۷۸ پر مولا علیؓ مشکل کشا کا یہ معجزہ درج کیا ہے۔ صحابہ کرام میں جس قدر فضائل اور کرامات امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہیں اتنی دوسرے صحابہ سے نہیں۔ عرائس میں لکھا ہے کہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ ایک دن عصر کی نماز پڑھنے کے لئے امیر المومنین حضرت علیؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ علیؓ نے اللہ سے دعا مانگی کہ تھوڑی دیر کے لئے آفتاب لوٹ جائے تاکہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے دیکھا کہ واقعی مسجد کی دیوار پر آفتاب کی روشنی چمکنے لگی اور علیؓ نے نماز پڑھ لی اور پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ فردوسی طوسی نے ایک شعر میں دعویٰ کیا ہے کہ تمام انبیاء جو معجزہ رکھتے تھے علی کرامت کی شکل میں ان کو رکھتے تھے۔

حضرت اسماءؓ سے روایت ۱۱۱

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ناشر نفیس اکیڈمی کراچی میں درج ہے کہ عرائس میں حضرت اسماءؓ اور دیگر شخصیتوں کے حوالے سے ایسی بہت سی روایتیں حضرت علیؓ کی کرامت سے متعلق منسوب کی گئی ہیں مثلاً حضرت اسماء روایت کرتی ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ آنکھیں بند کرکے تلوار چلاتے تھے اور مجال نہیں کہ کسی موافق کو غلطی سے اس کی ضرب لگ جائے۔

عرائس میں درج ہے کہ جنگ صفین سے جب حضرت علیؓ واپس ہوئے تو معاویہ نے راہ بر کو تیس ہزار اشرفی رشوت کے طور پر اس بات کے لئے دینا منظور کیا کہ راستہ میں وہ یا تو حضرت علیؓ کو کہیں غرقاب کر دے یا کسی بے آب وگیاہ جگہ پہنچا کر ان کی ہلاکت کا باعث ہو۔ چنانچہ اس نے ایک عمیق دریا کے کنارے پہنچا دیا۔ حضرت علیؓ نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ پایاب نہیں ہے۔ لشکر کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہے انھوں نے اپنے رکاب دار قیصر کو بلایا اور کہا کہ اس بلندی پر جاکر آواز دو کہ اے جمجمہ! یہ پکارتے ہی چاروں طرف سے لبیک لبیک کی آوازیں بلند ہوئیں قیصر نے عرض کی یا امیر المومنین یہ تو ہر طرف سے لبیک لبیک کی آواز آرہی ہے کسے پکاروں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پکارو اے جمجمہ ابن کرکرت۔ اس نے یہی نام لیکر پکارا۔ پھر بھی ہزاروں آوازیں جواب میں آئیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے قیصر پکارو اے جمجمہ ابن کرکرت الملاح۔ جب یہ نام پکارا تو اس نام پر ایک شخص کی آواز آئی۔ قیصر نے پوچھا دریا پایاب کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ فلاں مقام پر ہے۔ حضرت علیؓ اپنے لشکر کو لئے اس مقام پر آئے اور باحفاظت پار اُتر گئے۔ وہاں سے آگے بڑھنے کے بعد معاویہ کے آدمی راہ بر نے ان کو بے آب وگیاہ راہ پر ڈال دیا۔ پانی اس جگہ سے بہت دور پیچھے چھوٹ گیا تھا اور آگے کہیں پانی نہ تھا۔ لشکر پھر خطرے میں پڑ گیا حضرت علیؓ نے پھر قیصر کو کہا آگے کی طرف دیکھو کہیں پانی ہے۔ قیصر اِدھر اُدھر دوڑا۔ دیکھا کہ ایک نہر صحرا سے ہوکر بہہ رہی ہے اور امیر المومنین علیؓ اس جگہ پر موجود ہیں اور اپنے گھوڑے کو پانی پلا رہے ہیں۔ پھر رک کر قیصر سے فرمایا کہ اس میں سے ایک پیالہ پانی نکال کر چکھنے کے لئے دو۔ پانی کو زبان سے لگانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ تو شور اور نمکین پانی ہے۔ لشکر اور چوپائے اس پانی کو کیسے پئیں گے۔ پھر قیصر سے فرمایا اس پہاڑ کے اوپر

جاکر دیکھو۔ قیصر پہاڑ پر گیا۔ وہاں دیکھا کہ میٹھے پانی کا چشمہ پہاڑ پر رواں ہے اور حضرت علیؑ اُس جگہ کھڑے ہوئے گھوڑے کو پانی پلا رہے ہیں۔ قیصر نے کہا یا علیؑ آپ تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور صحرا اور پہاڑ پر پانی پیدا کرتے ہیں۔ آپ کو ابھی لوگ لشکر میں دیکھتے ہیں اور آپ اسی لمحہ صحرا میں نہر کے کنارے ملتے ہیں۔ آپ تو خدا معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے اس کا کافرانہ جملہ سن کر تلوار سے اس پر حملہ کیا لیکن وہ بھاگ گیا۔

رسولؐ اور علیؑ کا چہرہ ۱۱۲

جوامع الکلم کے عنوان سے خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے ملفوظات نفیس اکیڈمی کراچی نے ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں شائع کئے ہیں۔ پڑھنے والوں کی دلچسپی اور ایمان کی تازگی کے لئے صفحہ ۲۰۴ سے مولا علیؑ مشکل کشا کی ایک نمایاں فضیلت نقل کر رہا ہوں یہ مخصوص فضیلت آپ کے حصہ میں آئی چونکہ مشکل کشائی ہر دور میں آپؑ سے ہی ہے۔

حضرت مخدوم نے بیان فرمایا رسول اللہؐ ایک صبح کو نماز کے بعد مصلّٰے پر گھوم کر بیٹھ گئے اور تمام لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ آؤ میرا چہرہ دیکھو تمام لوگ آئے اور رسولؐ خدا کے روئے مبارک کی زیارت کی لیکن امیر المومنین حضرت علیؑ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے دوسرے دن علی کرم اللہ وجہہ اسی طرح مصلّٰے پر گھوم کر بیٹھ گئے اور تمام لوگوں سے کہا آکر میرا چہرہ دیکھو۔ لوگوں نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ علیؑ کیا کہہ رہے ہیں۔ پیغمبر اعظم نے فرمایا علیؑ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے مطابق کرو۔ سب لوگ آئے اور علیؑ کا چہرہ دیکھا بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے رسولؐ خدا سے پوچھا کہ اس میں کیا راز ہے۔ یا رسولؐ اللہ کل آپ نے مصلّٰے پر بیٹھ کر لوگوں کو اپنا چہرہ دیکھنے کے لئے

بلایا تھا ہم سب لوگ آئے اور آپ کے چہرے کو دیکھا لیکن علیؑ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ آج علیؑ نے اس طرح سب لوگوں کو مصلّٰے پر بیٹھ کر بلایا کہ میرا چہرہ دیکھو۔ ہم سب گئے اور ان کا چہرہ دیکھا۔ لیکن آپ تشریف نہیں لے گئے۔ آخر اس میں کیا راز ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ کل رات کو عالم قدسی سے ایک صورت جلوہ افروز ہوئی تھی اور وہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئی۔ اس کے بغل گیر ہونے سے جو لذت ٹھنڈک اور آرام میں نے اپنے سینہ و دل میں محسوس کیا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو صاحب ذوق ہی سمجھ سکتا ہے میں نے خداوند کریم سے پوچھا یہ کرم میرے ہی لئے مخصوص ہے یا دوسروں کے لئے بھی جواب ملا کہ انبیاء کے درمیان یہ صرف تمہارے ہی لئے تھا میں نے اس سعادت میں کسی نبیؑ کو شریک نہیں کیا پھر میں نے پوچھا اس سعادت میں سے کسی اور کو حصہ ملے گا جیسا کہ میری عادت ہے کہ جو کچھ آپ مجھے عنایت کرتے ہیں میں اپنی اُمت کا بھی حصہ اس میں سے چاہتا ہوں۔ جواب ملا کہ اپنے چار یاروں میں سے کسی ایک کو لاؤ۔ سب سے پہلے اسے ابوبکرؓ میں تم کو لیکر گیا۔ فرمان باری ہوا اس کو واپس کردو پھر میں عمرؓ کو لیکر گیا۔ ارشاد ہوا اسے واپس کردو پھر میں عثمانؓ کو لیکر گیا ارشاد ہوا اسے بھی واپس کردو۔ آخر میں جب علیؑ کو لیکر گیا تو ارشاد ہوا ان ہی کو میں چاہ رہا تھا۔ پھر وہی صورت علی پر جلوہ فگن ہوئی۔ علی کو اپنے آغوش میں لے لیا اور پھر مجھے بھی اپنے آغوش میں لے لیا اس مرتبہ کی لذت اور ٹھنڈ پہلے سے بھی ہزار گنا زیادہ تھی۔

حضرت داؤدؑ اور نام علیؑ ۱۱۱

جناب الحاج صائم چشتی السنی الحنفی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا جلد

اوّل صفحہ ۱۱۱ پر مستند حوالے کے ساتھ درج کرتے ہیں کہ حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں میرے شیخ معظم عالیجناب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسولؐ کریم کی خدمت میں حضرت داؤدؑ کی بابت بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا اور پھر آپ اس سے زرہ تیار کر لیتے تھے۔ رسولؐ کریم نے ارشاد فرمایا جب داؤد علیہ السلام ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تھے تو حضرت علیؑ کا نام لیا کرتے تھے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا کتنی بڑی بات ہے کہ حضرت داؤد اللہ کے نبی ہونے کے باوجود بھی اپنے معجزے کے وقت علیؑ کا نام لیتے تھے اور لوہا نرم ہو جاتا تھا۔

تخلیق آدمؑ سے قبل ۱۱۴

میرے نزدیک مولا علیؑ مشکل کشا شیر خدا کا اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا کہ جب کچھ بھی نہ تھا اس وقت بھی آپ کا نور تھا۔ نافہم نا سمجھ سکیں گے اور ان کو سمجھانا میری مراد نہیں بلکہ حب دار مولا علیؑ کے ایمان کو تازہ کر کے خیر حاصل کرنا ہے جناب الحاج صائم چشتی اپنی مشہور و معروف مستند کتاب میں مختلف حوالوں کے ساتھ علیؑ کو نور ماننے والوں کو چیلنج کے ساتھ مستند ترین اہلسنت روایت کی مدد سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اور علیؑ تخلیق آدمؑ سے چودہ ہزار برس پہلے ایک نور کی صورت میں اللہ تبارک تعالےٰ کے حضور میں موجود تھے پھر جب اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو دو اجزا میں تقسیم فرمایا۔ چنانچہ ایک جز میں اور ایک جز علیؑ ہیں۔

نعرہ حیدری کی قوت ۱۱۵

امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میرے آقائے نعمت نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے شام کی طرف چڑھائی کی تو کامیابی کے آثار نہ دیکھ کر آپ نے نعرہ مارا جس سے تمام ملکوت میں تہلکہ مچ گیا اور فرشتے تسبیح بھول گئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض پرداز ہوئے کہ الٰہی یہ کیسی آواز ہے جس سے ہمارا کام بھی چھوٹ گیا۔ فرمان الٰہی ہوا یہ علیؑ کا نعرہ ہے جو ہم سے امداد کا طالب ہے جا کر اس کی معاونت کرو اس طرح امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ خواجہ نظام الدینؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین کو اسداللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کو یہ خطاب آسمان سے حاصل ہوا۔ یعنی اللہ نے فرمایا علی امیر الشیر ہے اور پھر فرمایا کہ علی نعرہ لگائے تو اس نعرہ کی ہیبت سے چرند پرند اور درند ہلاک ہو جاتے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب بھی دشمن سے مقابلے کے وقت نعرہ حیدری بلند ہوتا ہے تو دشمن اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے جب بھی کوئی حب دار نام علی لیتا ہے تو مصائب و پریشانی سے نجات پاتا ہے ہر مشکل پر مصیبت میں کام آنے والا نام علی اور علی ہی ہے۔

شب معراج علی کی آواز ۱۱۶

شیعہ سنی دونوں بھائی بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور منافق انکار کرتے ہیں ان سے تو ہمیں کوئی کلام نہیں جو معراج ہی سے انکار کرتے ہیں۔ سنی شیعہ دونوں کتب میں کثرت سے روایت موجود ہے کہ خداوند کریم نے شب معراج اپنے پیارے حبیبؐ سے علی کی زبان میں علی کی آواز میں کلام کیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۶۲۹ اور دور جدید کے عالم الحاج صائم چشتی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا میں تحریر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسولؐ خدا سے سنا

لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج اللہ تعالےٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علیؑ کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا یہ کہ علیؑ فرمایا اے احمدؐ میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل میں تسلی رہے۔ مشکل کشا کا اس سے بڑا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم نے آپ ہی کی زبان میں کلام کرنا پسند فرمایا۔

نصرتِ علیؑ سے ۱۱۷

مولا علی مشکل کشا کی روشن کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ ہر مقام پر نام علی نظر آتا ہے عرش ہو یا فرش ہر مقام علی علی ہے۔ الحاج صائم چشتی السنی الحنفی اپنی کتاب مشکل کشا میں مستند حوالوں کے ساتھ حضرت ابی حمراء سے روایت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ معراج کی شب آسمانوں کی طرف گئے تو آپ نے اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پائے پر یہ لکھا ہوا پایا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور انہیں علی کے ذریعہ سے امداد و نصرت فرمائی گئی۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز بادام تھا اس نے وہ بادام حضورؐ کی گود میں پھینکا تو آپ نے اسے اٹھا کر چوما اور پھر اسے توڑا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر ایک سبز کپڑا ہے جس پر سنہری حروف میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی

یہ بھی تحریر ہے کہ میں نے علی کے ذریعہ آپ کی مدد کی ہے۔

آسمانوں پر نکاح ۱۱۸

تخلیق آدم سے لیکر اب تک اور روز قیامت تک کیا یہ سعادت کسی کے حصہ میں آئی کہ کسی شخص کا نکاح عرش پر آسمانوں پر ہوا تھا تو جواب میں نہ ملے گا۔ گو کہ بڑے بڑے انبیاء بڑے بڑے اولیاء بڑے صاحب ایمان حضرات گذرے مگر یہ مولا علی مشکل کشا کا ہی ایک معجزہ ہے یہ خدا کی مولا علی پر عنایت ہے کہ آپ کا نکاح اس زمین سے قبل آسمانوں پر کر کے آپ کو وہ شرف وہ بلندی عطا کی جس سے ہر ایک محروم ہے ہر ایک بے بس و عاجز ہے چونکہ میرے نزدیک یہ شرف کس طرح بھی ایک بہت بڑے معجزے سے کم نہیں اس لئے قارئین کی دلچسپی کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔

حب دار اہلبیت الحاج صائم چشتی اپنی مشہور تصنیف مشکل کشا میں مختلف مستند ترین روایتوں کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا اور جنت کے سفید ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا۔ اس ریشمی کپڑے پر نور سے دو سطریں مرقوم تھیں رسول اللہ نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے برادر مکتوب کا مضمون کیا ہے۔

جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اللہ نے آپ کو تمام مخلوق میں برگزیدہ فرمایا ہے اور آپ کے لئے بھائی اور ساتھی کا انتخاب فرمایا ہے اور فاطمہؑ کو اسی کے سپرد کر دیا آپ فاطمہؑ کے ساتھ اس کا عقد فرمائیں اور اسے اپنی دامادی میں قبول فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا اے جبرئیلؑ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ بنت محمدؐ

کے ساتھ اپنے بندہ خاص علی مرتضوی کا نکاح کر دیا ہے تو بھی اس ... مبارک کو ملائکہ کرام میں منعقد کریں لئے اللہ کے حکم کے مطابق ان دونوں ہستیوں کا عقد نکاح کر کے تمام ملائکہ کو گواہ کیا اور یہ تمام واقعہ دستاویز کی صورت میں اس ریشمی کپڑے پر مرقوم کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ کی خدمت میں پہنچا دوں۔

نزہتہ المجالس میں مزید روایت بھی موجود ہے حضورؐ نے علی سے فرمایا کہ جبرئیل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے میری بیٹی فاطمہؑ کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا اور شجر طوبیٰ کو حکم دیا ان پر موتی یاقوت اور زیورات و ملبوسات کو نثار کریں۔ مزید تفصیلات الصواعق المحرقہ۔ البیان والتبیین نزہتہ المجالس ریاض النضرۃ ارجح المطالب و دیگر کتب میں دیکھئے۔

مشکل کشا کا دعویٰ [۱۱۹]

حضرت مولانا محمد عبدالسلام قادری السنی الحنفی اپنی کتاب شہادت نواسہ سید الابرار میں صفحہ ۱۴۳ پر مولا علی مشکل کشا کے فضائل کے لئے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ میرے نزدیک مشکل کشا کا سب سے بڑا معجزہ ہے کیونکہ کسی ہستی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ اعلانیہ اتنا بڑا دعویٰ کرے۔

حضرت سیدنا ابوالطفیل عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنی کانوں سے علیؓ کو یہ فرماتے سنا۔ مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والے ہیں تم کو بتا دوں گا تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ حضرت سعید بن مسیبؓ روایت کرتے ہیں ہمارے زمانے میں سوائے علی کے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ فرمایا ہو۔ پوچھو ... لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے میں تم کو خبر دے گا۔ مولف کتاب مزید آگے لکھتے ہیں کہ ثابت ہوا حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ ...

تک کے احوال کی خبر رکھتے تھے اور اسی لئے بالاتفاق تمام علوم سمندر کتا آپ ہی ہیں اور تمام علم کی نہریں ان ہی کے چشمہ سے چلی ہیں۔ ولی۔ قطب، غوث ابدال، اوتار، درویش، قلندر، سالک، قادری، نقشبندی، سہروردی چشتی، معرفت، حقیقت، طریقت، شریعت، یہ سب علم کی نہریں باب مدینتہ العلم کے فیض رساں ہیں۔

علی قرآن ناطق ہیں [۱۲۰]

حضرت مولانا محمد عبدالسلام قادری الحنفی السنی اپنی کتاب شہادت نواسہ سید الابرار میں لکھتے ہیں مولا علی کا یہ معجزہ ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے جس کے لئے ہر کتاب دیکھی جا سکتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی نے پوری شب بسم اللہ کے صرف حرف با کی تفسیر شروع فرمائی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اگر اور رات ہوتی تو بیان کرتا واللہ یہ سمندر سے قطرہ بھی بیان نہیں کیا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لاد دے جائیں تو بھی تفسیر سورۃ فاتحہ ختم نہ ہو سکے۔

حضرت سرکار مولا علی المرتضیٰ رکاب میں ایک پاؤں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھنے تک پورا قرآن پڑھ کر ختم فرماتے اللہ اللہ یہ شان کرامت کمال تھی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اور ہر حرف جو ہے اس کے ایک ظاہری اور دوسرے باطنی معنی ہیں اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم حضرت علی کو ہے۔

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں۔
نہ ہو جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ۔ (صفحہ نمبر ۳۴۴)

جب علی سوار ہوئے ۱۲۱

جناب صائم چشتی نے اپنی کتاب مشکل کشا میں محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب کے حوالے سے مولا علی کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو ایک بڑا معجزہ ہے کیونکہ دیگر اصحاب کرام کو پہلے آزمایا گیا جس کی تفصیر یہ ہے کہ جب اہل قبا کی درخواست پر حضور اکرمؐ نے وہاں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہمارے ناقہ پر سوار ہو کر اُسے پھرائے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ناقہ کی پشت پر سوار ہو گئے مگر ناقہ رسولؐ نہ اٹھا بعد ازاں حضرت عمرؓ سوار ہوئے مگر پھر بھی ناقہ رسولؐ نہ اٹھا اس کے بعد علی مرتضیٰ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھا ہی تھا کہ ناقہ رسولؐ اٹھ کھڑا ہوا (صفحہ ۳۵۲) یہ ہے مولا علی کے پاؤں مبارک کا معجزہ کہ ناقہ رسولؐ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میدان جنگ میں ۱۲۲

مولا علیؑ مشکل کشا کے قدم قدم پر ہمیں معجزات ملتے ہیں آپ کی حیات مبارکہ کا ایک اور اہم بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ فتح مند ہوئے بغیر واپس نہ آئے اور جب میدان جنگ میں ہوتے تو دائیں بائیں حضرت جبرئیلؑ حضرت میکائیلؑ ہوتے۔ حضرت عمرؓ عمر بن حبشی، عثمان بن عبداللہ حضرت امام حسن روایت کرتے ہیں رسولؐ خدا جب علی مرتضیٰ کے ساتھ فوج روانہ فرماتے تو جبرئیلؑ ان کے دائیں طرف اور میکائیلؑ ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور آپ فتح کئے بغیر نہیں لوٹتے تھے اور ہر جنگ میں علی مرتضیٰ اسلامی لشکر کے علمبردار ہوتے۔

مشکل کشائی خدا کی ۱۲۳

بعض نافہم ناسمجھ حضرات نہ جانے کیوں فضائل علی بیان کرنے والوں پر بہتان لگاتے ہیں جبکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت علی کو مشکل کشا کسی فرد نے یا کسی قوم نے یا کسی فرقہ نے یا کسی جماعت نے نہیں بنایا۔ علی مرتضیٰ کو مشکل کشائی خدا کی طرف سے عطا ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر دور میں مشکلات کے بھنور میں گرے۔ انسانوں کو اپنی ہدایت سے مشکلات سے نجات دلائیں گے یہ سلسلہ یوم الحساب تک رہے گا۔ ہر دور میں جاری وساری رہے گا۔ آپ کی مشکل کشائی کے لئے ایک دلیل ہم یہاں پر جوامع الکلم ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۱۸۵ مشائخ کے خرقہ کی ابتدا کے بارے میں کے عنوان سے درج کر رہے ہیں۔

شب معراج رسولؐ خدا نے بہشت میں ایک حجرہ دیکھا جس کا دروازہ اور تالا سب سونے کا تھا رسول اللہ نے جب اندر جانا چاہا تو خدا کی اجازت کے ساتھ آپ اندر تشریف لے گئے۔ آپؐ اندر گئے تو بہت بڑا صندوق دیکھا جس پر سونے کا تالا تھا حکم خدا کے بعد اس تالے کو کھولا گیا اس میں ایک اور صندوق نکلا۔ اس پر بھی سونے کا تالا تھا آخر صندوق کھولا گیا جو کہ سونے کا تھا۔ اس کے اندر خرقہ مشائخ رکھا ہوا تھا۔ حضور اکرمؐ کو اس خرقہ کی خواہش ہوئی تو خداوند کریم نے فرمایا ہزاروں پیغمبرؑ آج تک ہوتے ہیں میں نے یہ کسی کو بھی نہیں دیا۔ یہ تمہارے لئے رکھا ہے۔ لو آج میں تمہیں عطا کرتا ہوں۔ سنو۔ رسول اللہؐ نے پھر سوال کیا کہ یہ میرے لئے ہی مخصوص ہے یا میں اپنی امت میں سے بھی

کسی کو دے سکتا ہوں ۔ خداوند کریم نے فرمایا میں تمہیں ایک سوال بتا دیتا ہوں اور اس کا جواب بھی جو بھی اس سوال کا جواب میرے جواب کے مطابق دے اسی کو یہ خرقہ عطا کر دینا ۔

آپ زمین پر تشریف لائے سب سے پہلے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو تمام حالات بتائے اور فرمایا اگر میں تمہیں یہ خرقہ عطا کر دوں تو تم کیا کرو گے ۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا ۔ صدق اور سچائی اختیار کروں گا ۔ رسول اللہ نے فرمایا جاؤ اپنی جگہ بیٹھ جاؤ ۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا اگر میں تمہیں یہ خرقہ عطا کر دوں تو تم کیا کرو گے ۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ۔ عدل وانصاف اختیار کروں گا ۔ یہی سوال حضرت عثمانؓ سے کیا گیا آپ نے جواب دیا میں عبادت ۔ حیا و شرم قبول کروں گا ۔ رسول خدا نے جواب سنکر فرمایا جاؤ اپنی جگہ بیٹھ جاؤ ۔ اس کے بعد علی مرتضیٰ سے سوال کیا حضرت علی نے جواب دیا کہ میں بندگان خدا کے عیوب کی پردہ پوشی کروں گا ۔ رسولؐ خدا نے یہ جواب سن کر فرمایا ۔ یہ تمہارے لئے ہے اور تم اس کیلئے تم اس کو پہنو ۔ یہی خرقہ مشائخ پیغمبر اعظمؐ سے حضرت علی کو اور ان سے ان کے سلسلے کے مشائخ کو پہنچا ۔ اس لئے اولیاء کے سردار علی کرم اللہ وجہہ ہیں ۔

مزید آگے لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ خلافت دو قسم کی ہے ۔ خلافت کبریٰ اور خلافت صغریٰ ۔ خلافت کبریٰ خلافت باطنی ہے ۔ اور خلافت صغریٰ ظاہری خلافت ہے ۔ خلافت کبریٰ اجماع امت پہ ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے لئے مخصوص ہے اور خلافت صغریٰ امت کے درمیان اختلافی ہے ۔ سنیوں کو اس پر اتفاق ہے کہ وہ خلافت ابوبکرؓ کو ہے ۔ شیعہ اور رافضی جماعت علی کرم اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں (اس واقعہ کی تفصیل کتاب کوکب دری و

مشکل کشا و دیگر میں بھی موجود ہے ۔

ہلاک ہوگیا ۱۲۴

کوکب دری نے شواہد النبوۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابراہیم والی مدینہ ہر روز جمعہ کو مجھے منبر کے نزدیک بٹھا کر امیر المومنین کی اہانت میں زبان کھولتا اور نا سزا کہتا ۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا ۔ میں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سو گیا ۔ دیکھا کہ قبر رسولؐ شق ہوئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبداللہ اس شخص کی باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں ۔ میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے جب میں نے آنکھ کھولی دیکھا کہ تو وہ منبر سے گرا اور مر گیا ۔

ابر کی اطاعت ۱۲۵

علی مرتضیٰ مشکل کشا کی روحانی قوت معجزاتؑ ، اختیارات کا احاطہ کرنا بشری قوت سے بالاتر ہے آپ کے معجزات اس قدر ہیں جس کے شمار نہیں اور ایسے ایسے معجزات ہیں کہ جس کے سامنے عقل بے بس رہ جاتی ہے اور جب یہی معجزات اور مشکل کشائی اور ذکر علی کے واقعات کوئی محب علی سنتا ہے تو اس کے ایمان میں مزید پختگی اور تازگی آجاتی ہے آپ کے معجزات میں سے ایک ادنیٰ سا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے شہزادوں کو ابر کے ٹکڑے پر دنیا بھر کی سیر کرائی جس کی تفصیلات محمد صالح کشفی ۔ الحنفی ۔ السنی ۔ نے اپنی کتاب کوکب دری میں فوحات القدس کے حوالے سے بیان کی ہے ۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسنؑ

جناب امیر المومنین حضرت علی کے سامنے تقریر فرما رہے تھے اور قرآن مجید سے حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کا حال بیان کرتے تھے۔ اس اثنا میں ذکر کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں۔ اور آپ یا امیر المومنین اس امت میں سب اولیاء سے افضل اور تمام علماء سے اعلم ہیں اور خدا تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا تھا۔ آپ کو کیا چیز عطا کی ہے امیر المومنین حضرت علی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ فوراً ایک ابر کا ٹکڑا ہوا ایس نمودار ہوا اور اونٹ کی طرح آپ کے آگے آکر زمین پر بیٹھ گیا۔ دونوں شہزادے اور حضرت امیر المومنین اس ابر کے ٹکڑے پر سوار ہوتے آپ کی اجازت سے میں بھی اس ابر کے ٹکڑے پر آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا اور بادل نے پرندے کی طرح اڑنا شروع کر دیا۔ اور ایک خشک درخت کے پاس جاکر اترا۔ امیر المومنین نے امام حسن سے فرمایا۔ اس درخت سے حال دریافت کرو۔ امام حسن نے علی کے حکم کے مطابق اس درخت سے حال دریافت کیا۔ درخت گویا ہوا اور عرض کی حضرت علی امیر المومنین اس مقام پر عبادت فرمایا کرتے تھے ان کے قدموں کی برکت سے میں ہرا بھرا رہتا تھا۔ جب سے رسولؐ خدا اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمائی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی نے آنا ترک کر دیا ہے۔ آپ کی جدائی کے غم میں میری یہ حالت ہو گئی ہے جب امام حسن نے امیر المومنین کی خدمت میں درخت کا حال فرمایا تو آپ نے دعا فرمائی اور درخت پھر سے ہرا بھرا ہو گیا اور اس کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا۔ اس کے بعد ابر کا ٹکڑا کئی مقامات پر لئے پھرتا رہا پھر دونوں شہزادوں نے عرض کی اب گھر چلنا ہے امیر المومنین نے بادل کے ٹکڑے کو حکم دیا بادل تھوڑی دیر میں مدینہ میں پہنچ گیا (کوکب دری صفحہ ۲۹۶ ۲۰۰)

مشکل وقت اور مشکل کشا

اس بات کو سمجھتا ہے جو خود عقیل ہے
حیدر کی ذات قدرت حق کی دلیل ہے

عرب جیسی گمراہ اور سرکش قوم جن کے دل برائیوں سے سیاہ زنگ آلود ہو چکے تھے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے بے شمار خداؤں کو خدا ماننے والوں کو جب پیغمبر اعظم نے دین حق و سچائی کے راستہ پر چلنے کی دعوت دی تو مکہ کے بڑے بڑے سردار مخالفت میں سینہ تان کر آپ کی راہ میں حائل ہوتے اور اپنی تمام تر قوت دین حق کی مخالفت میں صرف کر دی اور دین حق کی مخالفت میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دئے اور یہ بھٹکے ہوئے انسان اپنی سر توڑ کوشش کے باوجود بھی دین حق کو پھیلنے سے روک نہیں سکے۔ خدا کا شکر ہے خدا کی تائید و نصرت کے ساتھ دین حق عرب سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اور آج دین حق کے جانثار دنیا کے چپہ چپہ پر موجود ہیں۔ خداوند کریم نے اپنے پیارے دین سے اس جگ کو منور کیا تھا وہ خوب جانتا تھا کہ اس راستہ میں کس قدر مشکلات آئیں گی اور ان مشکلات کے لئے خداوند کریم نے ایک مشکل کشا کو بھی بھیجا جو قدم قدم پیغمبر اعظمؐ کا نائب بن کر ان مشکلات کو آسان بناتا گیا۔ مخالف نے ہر طرح سے آزمایا۔ ہر مشکل پیدا کی مگر مشکل کشا اسے آسان بناتے گئے۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ دین اسلام پر جب بھی مشکل آئی جب بھی ایسا لمحہ آیا تو علی مرتضیٰ آگے بڑھے اور دشمنان اسلام کے ارادوں کو خاک میں ملاتے ہوئے

بارگاہ رسالت سے مستند سندیں حاصل کرتے گئے ۔ تاریخ گواہ ہے
کہ دین اسلام کی پہلی مجلس میں علی مرتضیٰ نے پیغمبر اعظمؐ کے ارشاد کی تائید
کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مشکل و کٹھن حالات میں مشکل کشائی مجھ سے ہی
ہو گی اور اس قول کی صداقت قدم قدم پر آپؑ کی دین اسلام کا کوئی بھی کٹھن
لمحہ کوئی بھی مشکل وقت لے لیں تو پتہ یہی چلتا ہے کہ علی مرتضیٰ مشکل کشا
کی بدولت دین اسلام کو پریشانی و مصائب سے نجات حاصل ہوئی ہو ۔
تاریخ اسلام کی پہلی جنگ جو جنگ بدر کے نام سے یاد کی جاتی ہے اس
جنگ میں علی مرتضیٰ کی ذوالفقار کفار کے سروں پر اگر نہ برستی تو اسی دن
ہی دین اسلام کا کام تمام ہو جاتا ۔ جنگ احد میں علی مرتضیٰ کی جانثاری
بے مثل ہے ۔ جنگ خندق میں اگر عمرو بن عبدود کے کھلے چیلنج کے لئے
علی مرتضیٰ آگے نہ بڑھتے ۔ تو غیر مسلم بلا دھڑک یہ کہنے میں حق بجانب
تھے کہ دین اسلام میں کوئی سرفروش ہی نہیں دین اسلام میں
کوئی بہادر ہی نہیں نہ جانے وہ کیا کچھ کہتے ۔ خدا کا شکر ہے کہ علی مرتضیٰ
نے جنگ خندق کے روز دین اسلام کی لاج رکھ لی اور پیغمبر اعظمؐ کی مشکل
کو آسان بنا دیا علی مرتضیٰ نے جنگ خندق کے روز دین اسلام کی لاج
رکھ لی اور پیغمبر اعظمؐ کی مشکل کو آسان بنا دیا ۔ اگر علی مرتضیٰ خیبر کے دن
علم لیکر نہ جاتے تو اس دن اسلام کو جس شرمندگی اور ندامت کا
سامنا کرنا پڑتا اس کی ندامت تا قیامت تک نہ مٹتی ۔ یہ علی مرتضیٰ ہیں
جنھیں خداوند کریم نے روحانی قوت سے مالا مال کر کے اس دنیا میں خلق کیا
اور اپنے اس محبوب کے ذریعہ بتا دیا کہ دیکھ لو اسے یہ مشکل وقت میں
کس کس طرح آگے بڑھا اور کس طرح اس نے مشکل آسان بنا دی یہی
مشکل کشا ہے یہی مشکل کشا ہے یہ سب کچھ خداوند کریم نے اس لئے کیا
کہ آنے والا زمانہ بھی یاد رکھے کہ دیکھو جب تم پر بھی کبھی مشکل آئے تو در

علی پر چلے جانا یہ وہ در ہے جہاں ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور
تاریخ یہ بتاتی ہے آنحضرتؐ کے وصال کے بعد جب بھی خلیفہ اوّل
دوئم ، سوئم ۔ کو جب بھی کسی مقدمہ کے سلسلے میں یا کسی یہودی کے
سوالات کی وجہ سے یا کسی علمی معاملہ میں یا کسی جنگی معاملہ میں یا ملکی
اصلاحات میں یا کسی بھی معاملہ میں مشکل پیش آئی تو مشکل کشا کو
ہی یاد کیا جاتا اور خدا کا کرم ہے علی مرتضیٰ نے پلک جھپکتے ہی سب کی
مشکل آسان فرما دیتے اور سب سے داد وصول کرتے یہ نہیں کہ
دوستوں کو جب دشمن کو بھی مشکل پیش آئی تو اسی در کا سہارا لینے پر اور
مجبور ہوا ۔ وہ جانتے تھے کہ مشکلات کا حل سوائے اس در کے اور
کہیں نہیں ہے غرض کے جب بھی مشکل پیش آئی تو مشکل کشا کو یاد کیا گیا ۔
ہم دیکھتے ہیں آج بھی جب بھی کوئی مشکل کے بھنور میں گر جاتا ہے
تو اس مشکل وقت میں بے ساختہ زبان پر آپ ہی کا نام آتا ہے اور یہ
خدا کی عنایت ہے کہ آپ کا نام لینے والا آپ کو پکارنے والا کبھی نامراد
و مایوس نہیں ہوتا ۔ خدا کا کرم ہے اس نام پر اس نام کے طفیل سب
بامراد ہوتے ہیں ۔ خدا اور پیغمبر اعظمؐ نے ہم سب کو مشکل سے نجات
پانے کا در بتا یا ہے اب جس کا دل چاہے وہ مشکل وقت میں اس
در پر جھک جائے اور جس کا دل نہ چاہے وہ نہ جھکے تاریخ اسلام میں حیات
نبویؐ سے لیکر علی مرتضیٰ کی شہادت تک بے شمار ایسے مشکل واقعات
پیش آئے جو صرف علی مرتضیٰ نے اپنی روحانی قوت کی بدولت
آسان بنا دیئے اُن سب کا احاطہ کرنا اس کتاب میں ناممکن ہے
یہاں پر صرف چند مشہور و معروف واقعات مستند کتابوں کے
حوالوں کے ساتھ بیان کیئے جاتے ہیں جنھیں مسلم و غیر مسلم مورخین نے
اپنی کتب میں درج کیا ہیں ۔

معجزات دمشکل کشائی کے واقعات ملتے ہیں کہ ان کو یکجا کرنا ناممکن ہے ۔ بہر حال میں نے اپنی قوت اپنی صلاحیت اپنی فکر اپنی سوچ اپنے علم ۔ اپنے مطالعے اپنی معلومات کی روشنی میں جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے پیش کیا ۔

علی مرتضیٰؑ کے فضائل کے سلسلے کی پانچویں کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اس کتاب کی تکمیل کے در نجف پر ایک حاجت لیکر حاضر ہوا ہوں ۔ مشکل کشا تیرے دربار سے کبھی کوئی سوالی مایوس نہیں ہوا ۔ آج میری بھی لاج رکھ لے ۔ میں عاصی ہوں ۔ گناہ گار ہوں ۔ اسیر دنیا ہوں ۔ جو کچھ ہوں تو بہتر جانتا ہے مگر تیرا حب دار ہوں ۔ مولا تو بے نیاز ہے ۔ تیری شان نرالی ہے ۔ تو حجت خدا ہے ۔ تو ہی میرا وسیلہ ہے ۔ تیرے ذریعہ سے ہی حاجت پوری ہوگی ۔ اب تو ہی بتا تیرے حب دار جائیں تو جائیں کہاں ۔ حاجت میری پوری کردے ۔ تجھ سے ہی مولا جہاں میں مشکل کشائی ہے تیرا کام ہے کہ مشکل وقت میں مشکل حل کرنا گرتے کو تھام لینا ۔ تیرا ہی کام ہے ۔ میری عرض سن ۔ میری حاجت سن ۔ میرا سوال سن ۔ میری مشکل سن ۔ مولا سن ۔ مشکل کشا سن ۔ حیدر کرار سن ۔ سیدہ کے سرتاج سن ۔ حسنینؑ کے دلدار سن ۔ امامت کے سرتاج سن ۔ اولیا کے سردار سن ۔ حضرت نوحؑ نے تیرے نام کی برکت سے حفاظت پائی ۔ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ کی دعاؤں کا وسیلہ بننے والے ۔ مشکل کے وقت مہاتما بدھ اور کرشن جی مہاراج کی زبان پر آنے والے علی ۔ گوتم بدھ کو راستہ دکھانے والے علی سن ۔ میری بھی سن ۔ سندھ تیرے حب داروں سے مالا مال ہے تو کتنا بے نیاز ہے ۔ ایک چھوٹے سے قصبے میں ۔ سادات کے گھرانے میں ایک سیدزادی بیمار ہے ۔ زندگی بیزار ہے ۔ چلنے پھرنے سے محتاج ۔ بستر مرض پر لیٹی تیرے نام کو پکارتی ہے اب بھی مشکل کشا مشکل کشائی نہ کی تو کب کرے گا ۔ تیرے در پر سوالی ہوں میں نے تو کچھ نہیں مانگا ۔ ایک ادنیٰ سے عنایت کا طلب گار ہوں ۔ ایک بیمار کی شفایابی چاہتا ہوں ۔ تیرے

در پر سوالی ہوں میں نے تو کچھ نہیں مانگا ایک ادنیٰ سے عنایت کا طلب گار ہوں ۔ ایک بیمار کی شفایابی چاہتا ہوں ۔ تیرے در پر پہلا سوال لیکر آیا ہوں ۔ حاجت اپنی لیکر جاؤں گا ۔ یا علی مشکل کشا حجت خدا تیرا وسیلہ ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں دامن بھر دے حاجت پوری کردے اگر نہیں تو پھر اس زبان کو ہمیشہ کے لئے داغدار کردے تاکہ یہ زبان پھر کبھی کوئی حاجت لیکر نہ آئے ۔

میں اپنے بزرگوں کا بے حد ممنون و شکر گذار ہوں جن کی دعائیں میرے لئے خیر و برکت کا باعث بنیں ۔ اپنے شفیق والد اور والدہ مہربان نانا حضور ۔ پھوپھی جان ۔ چچا حضور کا تہہ دل سے احسان مند ہوں جن کی دعائیں لمحہ لمحہ میرے ساتھ رہیں ۔ ناانصافی ہوگی اگر میں اپنی اہلیہ نجمہ عابد کے اخلاقی تعاون خدمت ، اطاعت کا شکریہ ادا نہ کروں جس کی پرخلوص رفاقت قدم قدم میری ہمت افزائی کرتی رہی ۔ اس سلسلہ میں جناب پروفیسر منور الدین مخدوم صاحب جناب ڈاکٹر حیدر رضوی اور انتہائی قابل احترام ہستی سید علی بخش شاہ صاحب پرنسپل گورنمنٹ مہران کالج مورو کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل کے دوران نہ صرف اپنے ذاتی کتب خانوں سے مجھے چند انمول قیمتی کتب فراہم کیں بلکہ ساتھ ساتھ اپنے نادر و قیمتی مشوروں سے نوازا ۔ بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں خدا مجھے اپنے فضل و کرم سے جود و سخا کے طفیل ان شفیق بزرگوں کے سایہ شفقت میں رکھے اور مجھے اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے ۔

احقر

پروفیسر شوکت علی عابد
عقب حبیب بنک اسٹیشن روڈ
حیدرآباد پاکستان ۔

مشکل وقت اور مشکل کشا

ظاہر علی کی ذات سے ہے قدرتِ خدا
بازوئے مصطفٰے ہے درِ رحمتِ خدا

اعلان نبوّت کے وقت ۱۲۶

مولا علی مشکل کشا پیغمبر اعظم کی تربیت کا اوّل شاہکار ہیں۔ پیغمبر اعظمؐ و دین اسلام پر جب بھی نازک وقت آیا جب بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب بھی سنگلاخ دکٹھن راہوں سے دوچار پڑا جب بھی مخالف کا زد رہا ایسے نازک و مشکل حالات میں مشکل کشا کی ہستی سب سے آگے نظر آتی ہے۔ خدا و رسولؐ اعظم کی آپ پر خاص عنایت ہے کہ آپ کو خداوند کریم نے شب معراج کے وقت رسولؐ اعظمؐ کے ذریعہ پردہ پوشی کی ایک گدڑی عنایت فرمائی جس کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں مستند حوالوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے کہ آپ نے نہ صرف اپنی حیات مبارکؐ میں اپنی روحانی قوت کی بدولت لوگوں کی مشکلات حل فرمائیں بلکہ روز قیامت تک آپ ہر ایک کی مشکلات میں مشکل کشائی فرماتے رہیں گے۔ یہ خدا کا اور اس کے پیارے حبیب کا مولا علی پر لاکھ احسان ہے کہ مشکل کشائی کا ڈنکا صرف آپکے نام کے ساتھ ہمیشہ گونجتا رہے گا۔

دین اسلام کی ابتدا میں جن مشکلات اور جس مشکل حالات کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنا کرنا پڑا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں جب ہم تاریخ اسلام کے اولین اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی لمحات میں مشکل وقت میں مولا علی نے جس طرح مشکل

کشائی فرماتے ہوئے مشکلیں آسان فرمائی ہیں اس سے تاریخ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا کے مطابق جب قریش مکہ کو اسلام کی طرف پہلی دعوت دی اس کی تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب شان علی میں پیش کی جا چکی ہیں اس وقت تو صرف مشکل کشائی کے اشارے کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس کی تفصیلات صرف تاریخ اسلام ہی نے نہیں بلکہ غیر مسلم مورخین نے بھی اپنی اپنی کتب میں درج کی ہیں شاید ہی کوئی تاریخ ہے جس میں اس واقعہ کو درج نہ کیا گیا ہو۔ صرف ان کتب کے نام ہی درج کر دئے جائیں تو اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے مزید کسی کو اس سے اختلاف ہو تو وہ کوئی سی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔

حضرت علی کا سن مبارک چودہویں سال میں داخل ہو چکا تھا۔ آپ بچپن کی سرحد سے نکل کر جوانی میں قدم رکھ چکے تھے۔ رب کریم کو جن لمحات کا انتظار تھا وہ آ پہنچے حکم خدا کے مطابق رسولؐ خدا نے اپنے قریبی رشتہ دار کو بلا کر ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں چالیسؓ کے قریب لوگوں نے شرکت کی آپ نے اعلان نبوت فرمایا مگر ابو لہب کی مخالفانہ تقریر اور تمسخر سے یہ دعوت رائیگاں گئی مگر ابو لہب کی اس مخالفت سے نہ ہی رسول اللہؐ کی ہمتوں میں کمی آئی اور نہ ہی علی کی ثابت قدمی میں فرق آیا۔

رسول خدا کے حکم کے مطابق دوبارہ دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں حاضرین کی تعداد چالیسؓ کے قریب تھی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے لوگو میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور خدا نے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اس دین کی طرف بلاؤں۔ اب بتاؤ۔ اب تم میں سے کون شخص اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے گا تاکہ وہ میرا بھائی۔ میرا وصی۔ میرا خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔

آنحضرتؐ کے ارشادات ختم ہوئے حاضرین میں سناٹا چھایا ہوا تھا دین اسلام کی تبلیغ کا پہلا مرحلہ ہے اگر پہلے ہی مرحلے میں ناکامی ہو جاتی ہے تو اس دین کی بقا مشکل نظر آتی ۔ حاضرین میں جوان ۔ بوڑھے ۔ اپنے پرائے سب شامل تھے مگر تاریخ کے صفحات گواہی دے رہے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو رسولؐ خدا کے الفاظوں پر لبیک کہتا آپ کے کلام کی گواہی دیتا ایسے حالات میں اور ایسے ماحول میں کس قدر مشکل و پریشانی ہو رہی ہوگی اسلام کی ابتداء میں اتنی بڑی مشکل کہ پیغمبر اعظمؐ کے ارشاد کی تصدیق کرنے والا کوئی نہ تھا ایسے نازک لمحات ۔ مشکل حالات کٹھن وقت میں اس سناٹے کے پردے کو چاک کرتی ہوئی ایک بلند ہمت، مستقل المزاج ۔ کامل الایمان ، ابھرتے ہوئے نوجوان [illegible] آواز نے مشکل کو آسانی میں بدل کر رکھ دیا اس نوجوان نے پر تاثیر اور گرجتے ہوئے انداز میں فرمایا ۔ اے میرے آقا میں تمہارا ساتھ دوں گا ۔ میں آپ کا حکم بجا لاؤں گا ۔ یا رسول اللہؐ میں وصی بنوں گا ۔ میں آپ کی ہر میدان میں مدد کروں گا ۔ کبھی نہ ساتھ چھوڑوں گا میں آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا ۔ ان کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا ۔

اس آواز نے مکہ کی وادیوں کو ہلا دیا یہ آواز ہر تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی جس کے بغیر تاریخ اسلام نامکمل ہے ۔ یہ آواز سنکر خدا کے رسول فرماتے ہیں ٹھہر جاؤ ۔ پھر دوسری مرتبہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا پھر وہی آواز نے آپ کی اطاعت کی ۔ آنحضرت نے پھر فرمایا ٹھہر جاؤ ۔ تیسری مرتبہ آنحضرتؐ نے پھر اپنے کلام کو دہرایا مگر حاضرین میں سے کسی نے بھی تصدیق نہ کی ۔ سوائے علی ابن ابی طالب کے ۔ ایسے میں نبیؐ نے فرط مسرت سے اس ابھرتے ہوئے نوجوان کو اپنے سینے سے لگا لیا اپنی زبان مبارک اس نوجوان کے منہ میں ڈالدی ۔ رسولؐ خدا

اس جوان سے کس قدر مسرور و خوش ہوتے اس کا اندازہ تو صرف اللہ اور اللہ کے حبیبؐ ہی لگا سکتے ہیں اس جوان نے رسولؐ خدا کو مایوسی سے بچا لیا ۔ اس مشکل وقت میں کون کام آیا کس کی بدولت مشکل آسان ہوئی وہ جوان علیؑ ابن ابی طالب ہیں ۔ ذرا سوچیں ایسے نازک لمحات میں ایسے مشکل حالات میں علی بھی خاموش رہ جاتے تو اسلام کس طرح آگے بڑھتا بلکہ اسلام کو ابتدائی لمحات میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ۔ مگر مشکل کشا نے لاج رکھ لی ۔ حاضرین تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوتے یہ کہتے جاتے کہ نیا دین کیسے کامیاب ہوگا مگر ان دونوں مقدس کرداروں نے اپنے کردار کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ دین اسلام ہی واحد دین ہے جو حق و نجات کے راستے کا ضامن ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر آنحضرتؐ نے اس جوان کے گلے میں اپنے ہاتھ ڈال کر ارشاد فرمایا یہ میرا بھائی ہے ۔ میرا وصی ہے ۔ میرا خلیفہ ہے ۔ تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو ۔

یورپ کے مشہور مورخ گبن (GIBBON) لکھتے ہیں ۔ علی مرتضیٰ کی اس مردانہ ہمت اور دلیرانہ تقریر سے جس قدر جناب رسولؐ خدا مسرور تھے اس قدر مشرکین مخزون تھے ۔

یورپ کے مشہور زمانہ عالم و مورخ مسٹر کارلائل لکھتے ہیں کہ ایک ادھیڑ عمر کے وہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ایک سولہ برس کے لڑکے علی کا یہ فیصلہ کرنا کہ ہم دونوں مل کر دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کریں گے مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی مگر آگے چل کر یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ بات ہنسی کے لائق نہیں ۔ یہ نوجوان علی ایسا ہے کہ جس کو ہر ایک شخص پسند کرے گا یہ صاحب اخلاق و محبت سے بھرپور ایسا بہادر شخص تھا کہ جن کی آگ کی ایسی تیز اور تند جرات کے

سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ شیر سا تو بہادر تھا مگر اس کے باوجود ان
کے مزاج میں ایسی نرمی۔ رحم۔ سچائی۔ محبت تھی۔

اس واقعہ کی تفصیلات کم و بیش ان ہی الفاظوں سے تمام مورخین
محدثین۔ اور مفسرین نے بیان کی ہے اس کے علاوہ یورپی مورخین کی
تاریخ گبن۔ تاریخ اوکلی۔ تاریخ مسٹر کارلائل۔ تاریخ ایرونگ۔
تاریخ گلمن۔ تاریخ ڈیون پورٹ وغیرہ وغیرہ میں موجود ہے۔

حضرت علی نے دین اسلام کے ابتدائی مشکل وقت، مشکل
کشائی کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ خداوند کریم نے تو آپ کو پیدا ہی
صرف اس لئے کیا ہے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے رہیں اور یہ سلسلہ اس
دور جدید میں بھی جاری ہے تا قیامت تاکہ آپ حاجت مندوں کی مشکل
حل فرماتے رہیں گے۔

مکہ کے لڑکے ۱۲۷

علی تو پیدا ہی اس لئے ہوئے تھے کہ قدم
قدم پر رسولؐ خدا پر جان نچھاور کریں

اور دین اسلام پر جب بھی مشکل آئے اس مشکل کو آسان کریں چونکہ
اس باب کا نام مشکل وقت اور مشکل کشا ہے اس کی نسبت سے صرف
چند ایک واقعات بیان کرنے ہیں تفصیلات کے لئے تو ایک حیات
سکندر کی ضرورت ہے اس موقع پر یہ واقعہ بھی مشکل کشائی کے
زمرے میں تحریر کیا جا رہا ہے کہ جب پیغمبر اعظمؐ اعلان نبوت کے بعد تبلیغ
کا سلسلہ شروع کیا تو قریش آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے مگر حضرت
ابو طالب کی وجہ سے اعلانیہ مزاحمت نہ کرتے۔ کفار مکہ نے چند
نو عمر لڑکوں کو آپ کی ایذا رسانی کے لئے تیار کیا۔ اس واقعہ کو مختصر الفاظوں
میں نفس رسولؐ حصہ چہارم تحریر کیا ہے حضرت علی جس طرح جوانی

میں بہادر تھے۔ اس طرح بچپن میں بہادر تھے امام جعفرؑ سے روایت کی
گئی جنگ احد میں حضرت علی طلحہ بن ابی طلحہ سے نبرد آزما ہوئے
طلحہ نے حضرت علی سے پوچھا۔ صاحبزادے تم کون ہو۔ آپ نے
جواب دیا میں علی ہوں۔ ابو طالب کا فرزند۔ تو طلحہ نے کہا اے قضیم
میں پہلے ہی جانتا تھا کہ میرے مقابلہ پر تمہارے سوائے کسی کو آنے کی
ہمت نہ ہوگی امام جعفر سے دریافت کیا کہ یہ قضیم کے کیا معنی ہیں۔
امام نے فرمایا کہ جب پیغمبر اعظمؐ مکہ میں تھے تو ابتدا میں تبلیغ میں ابوطالب
کے ڈر کی وجہ سے کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی تو انھوں نے لڑکوں
کو ابھارا اور جب پیغمبر اعظمؐ راہ چلتے تو لڑکے آپ پر پتھر پھینکتے اور مٹی ڈالتے چونکہ
آپ اور حضرت ابو طالب عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے انھیں کچھ نہ کہتے اور یہ
مناسب بھی نہ تھا کہ آپ ان لڑکوں کے منہ لگتے ایک روز اس طرح
ان لڑکوں نے پھر یہ حرکت کی تو آپ دوسرے دن حضرت علی کو ساتھ
لے گئے اس وقت آپ ان لڑکوں کے ہم عمر تھے لڑکوں نے وہی ناپاک
حرکت کی حضرت علی ان پر ٹوٹ پڑے ان کے چہرے۔ ناک۔ کان
منہ توڑ ڈالتے۔ لڑکے اپنے گھروں کو روتے ہوئے پہنچے اپنے والدین سے
شکایت کی۔ کہ علی نے ہمیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے اسی وجہ سے آپ
کا نام بچپن ہی [illegible] بھی پڑ گیا تھا۔

ہجرت کی رات ۱۲۸

تاریخ کا اہم ترین موڑ ہجرت کی رات
جس کی تفصیلات مسلم و غیر مسلم تمام
مورخین نے بیان کی ہے جس کی مکمل تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب شان
علی میں پیش کی جا چکی ہیں اس وقت صرف اس نازک لمحات کٹھن
و مشکل وقت میں مشکل کشا کی جانثاری بیان کرنی ہے۔ تیرہ ۱۳ سالہ

مکی زندگی کا دور تمام ہوا۔ شمع نبوت کے گرد پروانوں کے ہجوم میں کافی اضافہ ہو چکا جس کی خوشبو دور دور تک پھیل چکی ہے مدینہ منورہ کی گلی گلی اس کی خوشبو سے مہک چکی ہے مکہ کے کفار کے اذیتیں بھی انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ بحکم پیغمبرؐ اسلام مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اب صرف مکہ میں پیغمبر خدا۔ حضرت علی اور حضرت ابوبکر باقی رہ چکے تھے اب نہ حضرت بی بی خدیجہ ہیں نہ حضرت ابوطالب ہیں۔ کفار مکہ پیغمبر اسلام کے خون کے پیاسے ہر طرف آپ کے قتل کے چرچے ہیں۔ ایسے میں حکم الہی ہوتا ہے کہ آج رات مدینہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔ آپ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔ مگر کسی طرح کفار مکہ کو آپ کے مدینہ کوچ کرنے کی اطلاع مل گئی۔ کفار کے معززین نے مل کر یہ طے کیا کہ آج رات ہی محمدؐ کا کام تمام کر دیا جائے اس کام کے لئے ہر قبیلہ سے نامور بہادر کا انتخاب کیا گیا۔ خدا نے کفار مکہ کے اس ناپاک ارادے کی بشارت دی۔ ایسے نازک مشکل۔ کٹھن حالات میں کون ہے جو کام آئے۔ اس سے زیادہ مشکل وقت پیغمبر اعظمؐ پر نہ آیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں ایک ایسے ہمراز۔ جری۔ جانثار کی تلاش تھی جو جان کا عوض دے سکے۔ آخر نظر انتخاب اسی نوجوان پر گئی جس نے پہلی دعوت میں لاج رکھی تھی۔ آپ کی نگاہیں علی بن ابی طالب کی متلاشی ہیں شام ہوتی علی آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے آپ نے فرمایا۔ مشرکین آج میرے قتل پر آمادہ ہیں کچھ دیر بعد ہی میرے مکان کا محاصرہ کرلیں گے۔ ہم مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں آج تم میرے بستر پر ہماری سبز چادر اوڑھ کر سونا۔ آپ کا حکم تھا کہ علی مرتضیٰ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ میرے کیا سونے سے آپؐ کی جان بچ جائیگی۔ فرمایا ہاں۔ علی مرتضیٰ۔ فرط مسرت سے

کھل اٹھے۔ علی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آپ بڑے مسرور تھے کہ میں فدیہ بن رہا ہوں۔ آپ نے قریش مکہ کی تمام امانتیں علی مرتضیٰ کے سپرد کیں اور فرمایا یہ امانتیں ان سب کو دیکر تم بھی چلے آنا۔ پیغمبر اعظم بہجرت مدینہ کی طرف روانہ ہوتے آپ بڑے آرام و سکون کے ساتھ آنحضرتؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور بڑی آرام کی نیند سوتے رہے جس کیلئے حضرت علی کا فرمان ہے کہ شب ہجرت جس قدر سکون و آرام کی نیند سویا ہوں ویسی نیند کبھی نہ کی۔ امام غزالی تحریر فرماتے رہیں در علی بستر رسولؐ پر رات سو رہے اس وقت خداوند عالم نے جبرئیل و میکائیل پر وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی بنایا اور تم میں سے ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ کی تم میں کون ایسا ہے جو اپنی فاضل عمر اپنے بھائی کو دے اس وقت خدا نے فرمایا تم دونوں علی جیسے کیوں نہیں میں نے علی اور رسولؐ کو بھائی بنایا۔ وہ رسولؐ کے بستر پر سو کر اپنی جان فدا کر رہا ہے تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ اور علی کو دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرئیل پہنچے اور کہتے جاتے مبارک ہو مبارک اے فرزند ابوطالب تمہاری وجہ سے ملائکہ فخر کر رہے ہیں اس موقع پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ومن الناس من یشری الخ۔ لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔

کفار مکہ تمام رات گھر کو گھیرے رہے تاکہ صبح ہوتے ہی آپ کو قتل کرسکیں۔ ان لمحات میں تمام رات علی مرتضیٰ بستر رسول پر اپنے استقلال۔ ثابت قدمی۔ جاں نثاری۔ اور سرفروشی کے جوہر دکھلاتے رہے نہ دل میں کافروں کا خوف نہ موت کا خوف تھا۔ صبح ہوئی۔ کفار مکہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بستر رسولؐ پر رسول اعظمؐ کے بجائے علی بن ابی طالب ہیں۔ کفار نے تلواریں نکال لیں اور کہا کہ محمدؐ کہاں ہیں مگر

آپ کا جواب جو بلند ہمتی جوانمردی ۔ شجاعت کا آئینہ دار ہے ۔ آپ نے فرمایا محمدؐ کو تم مجھے دے کر گئے تھے جو تم لینے آئے ہو ۔ آپ نے صبح تک امانتیں لوگوں کے سپرد کیں کفار نے بہت کوشش کی کہ آپ پیغمبر اعظم کا پتہ بتا دیں مگر دنیا کی تاریخ ایسا واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ ان پر خطر حالات میں آپ نے اپنی مضبوطی ۔ ثابت قدمی میں ذرا بھر بھی فرق نہ آنے دیا ۔ آپ تمام احکامات پورے کرنے کے بعد چند خواتین کو لیکر بحکم پیغمبر اعظم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جس کے لئے یورپ کے مشہور مورخ کاسن ڈی پرسیوالی cousin de perceval کی تحقیق کے مطابق یہ جون کا مہینہ تھا ۔ گرمی کے دن ۔ ریگستان کا علاقہ جس کا ذرہ ذرہ تمازت میں آفتاب سے کم نہیں تھا ۔ پہاڑوں کے پتھروں پر ایک سو چھبیس میل تک پیادہ سفر کرنا ۔ اس قیامت کے سفر میں آپ کے پاس سواری تک بھی نہ تھی ان کی ثابت قدمی اور کامل الایمان نے ان مشکلوں کو بھی آسان کر دیا ۔ چلتے چلتے آپ کے پاؤں سوجھ گئے ۔ یہاں تک کے خون بہنے لگا ۔ جب رسولؐ خدا کو آپ کے آنے کی اطلاع ملی اپنے سرفروش جانثار کے دیدار کے لئے آپ کی آنکھیں بیتاب تھیں ۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اس حال میں دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے بیساختہ دوڑ کر علی سے لپٹ گئے اپنے ہاتھوں سے ان کے گرد و غبار صاف کرنے لگے آپ نے اپنا لعاب دہن زخموں پر لگایا ۔ پھر کبھی آپ کے پیروں کو تکلیف نہ ہوئی ۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس شدید گرمی اور دشمنوں ہی دشمنوں میں تن تنہا اتنا سفر کرنا ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جس کی نظیر امت اسلامیہ میں تو کیا اور امتوں میں بھی کمتر ملے گی اس سے آپ کے ایمان صبر ، توکل ۔ جرات ، ہمت و شجاعت کا پتہ چلتا ہے ۔

(مزید تفصیلات کے لئے کتاب شانِ علی دیکھئے ۔)

امانت کی تقسیم ۱۲۹

میں نے اس واقعہ کی تفصیل کسی کتاب میں یا تاریخ میں تو نہیں پڑھی اور نہ ہی ہے یہ ایک عقلی سا واقعہ ہے جو مشکل کشا کی روحانی علم کی عکاسی کرتا ہے میں نے یہ نکتہ اپنی کتاب شانِ علی میں بھی بیان کیا ہے ۔ میں پڑھنے والوں کو بھی اس چیز پر آمادہ کروں گا کہ میرے اس نکتہ پر غور فرمائیں ۔ سوچیں کہ اس میں کہاں تک حقیقت کا پہلو نظر آتا ہے ۔

یہاں تک تو ہر مسلمان نے ہر عام کتب میں پڑھا ہے کہ کفار مکہ پیغمبر اسلام کے دین سخت مخالف تھے مگر اس مخالفت کے باوجود تمام کفار مکہ آپ کی امانت و دیانت اور شرافت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی امانتیں نبیؐ کریم کے پاس رکھوایا کرتے تھے ۔ جب بحکم خدا آنحضرتؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اس شب کی شام کو آپؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم آج رات میرے بستر پر آرام کرنا اور لوگوں کی یہ امانتیں دیکر تم بھی مدینہ چلے جانا ۔ یہاں تک کے واقعہ تمام تاریخ میں ملتا ہے اور تاریخ یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ آنحضرتؐ نے وہ تمام امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں مگر دنیا کی کوئی تاریخ کوئی کتاب ایسی نظر نہیں آتی جس میں آنحضرتؐ نے تمام مال و اسباب کی فہرست اور ان لوگوں کی فہرست بھی حضرت علی کو دی ہو ۔ جب کہ مکہ کے تقریباً تمام افراد ہی آپ کے پاس امانتیں رکھواتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ اس کی تعداد بھی زیادہ ہوگی ۔ بغیر فہرست مہیا کئے ہوئے مولا مشکل کشا نے وہ تمام امانتیں ان تمام افراد کے سپرد کر دیں جن کی تھیں کسی کو کوئی چیز زیادہ نہیں ملی اور نہ ہی کم ملی اور نہ ہی اس کی تقسیم میں ذرا بھر بھی رد و بدل ہوئی بلکہ جس کی جو امانت تھی وہ امانت اس شخص کو مل گئی ۔ اس کے بعد بھی تاریخ بیان کرتی ہے کہ کوئی مکہ کا ایسا فرد نہیں جس نے امانت کا دعویٰ کیا ہو ۔ امانت لینے والے نبیؐ اور دینے والے

علی ہیں مگر کوئی فرق نہ آیا یہ روحانی علم کی بدولت ہے جو نبی اپنے لعاب
سے علی کو سیراب کرتے رہے اس مقام پر ماننا پڑے گا ہر مشکل ۔ اہم
گمشدہ رازوں کے جاننے والے ان مراحل کو حل کرنیوالے صرف اور صرف
علی ہیں ۔

مشکل وقت میں ۱۳۰

مکی زندگی کے بعد مدنی زندگی کا دور شروع
ہوا مشکل کشا علی مرتضٰی جس طرح اپنی
ولادت سے لیکر شب ہجرت تک قدم قدم پر جاں نثاری کے جو نمونے
پیش کرتے رہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے مدنی دور میں بھی قدم قدم
پر جن کٹھن، سنگلاخ اور مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاریخ
عالم گواہ ہے کہ مولا مشکل کشا قدم قدم پر جاں نثاروں کی سند حاصل
کرتے رہے اس کی تفصیلات میں کتاب شان علی، شیر خدا کے
فیصلے میں دے چکا ہوں ۔ اس وقت خاص خاص نکتوں کو اجاگر کرتا
ہوا آگے بڑھنا چاہتا ہوں ۔ صرف اتنا بتانا ہے کہ مشکل کشا نہ ہوتے
توان مشکل حالات میں کون سنبھالتا ان مشکلات پر کیسے قابو پایا جاتا
ان حالات اور واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ مشکل کشا نہ ہوتے تو دین اسلام
کو قدم قدم پر ناکامی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ۔ اب پڑھنے والے اس سے
بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب جناب سیدہ فاطمہؑ کے عقد کا مسئلہ درپیش
آیا تو نظر انتخاب آنحضرتؐ کی مشکل کشا پر لگی ۔ اور آپ کا ارشاد گرامی ہے
کہ علی نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا اس دنیا میں کوئی کفو نہ ہوتا ۔ اور جب علی ہی نہ ہوتے
تو حسنینؑ نہ ہوتے ۔ شہادت کا تصور ختم ہو جاتا ۔ جنت کی سرداری ختم
ہوتی یہاں یہ بات ماننی پڑے گی کہ علی ہی کے دم سے سب کچھ قائم ہے
اس طرح جب مدینہ منورہ میں اخوت کی تمام فضا قائم کی گئی آنحضرتؐ نے

انصار و مہاجر کے درمیان بھائی چارہ کی فضا قائم کر دی آخر میں اپنے بھائی کے
انتخاب کے لئے مشکل کشا کو منتخب کیا گیا فتح مکہ کے موقع پر جب کعبہ
بتوں سے پاک کرنے کا مرحلہ آیا تو تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ مشکل
کشا آنحضرت کے شانہ اقدس پر سوار ہوئے اور ان بتوں کو گرایا اس
طرح خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے فرائض بھی مولا علی نے انجام دئے
اس طرح جب تبلیغ سورہ برات کے وقت مشکل آئی تو حکم خدا کے
مطابق ایسے قابل اعتماد پر خلوص کی ضرورت پڑی تو اس مشکل وقت
میں بھی مشکل کشا کا انتخاب کیا گیا ۔ اس طرح نجران کے نصرانیوں
کے ساتھ مباہلہ کا وقت آیا تو تاریخ فرہنگ مستند روایت کے ساتھ
تحریر کرتی ہے کہ آپ نے نجرانی عالموں، دانشوروں اور ماہر علم نجوم
کے مقابلے کے لئے جن افراد کو منتخب کیا ان میں امام حسنؑ ۔ امام حسینؑ
جناب سیدہ فاطمہؑ اور ان کے ساتھ جو جوان تھے وہ علی مرتضٰی مشکل کشا
تھے زمانے نے دیکھا نصرانیوں کے عالم ان پاک، مقدس، معصوم چہروں
کو دیکھ کر گھبرا اٹھے ان کے سب سے دانا عالم نے کہا اے نصرانیوں
ان سے مباہلہ نہ کرو میں ان کے چہروں پر ایسا مقدس نور دیکھ رہا ہوں کہ
اگر یہ پہاڑ سے کہیں تو پہاڑ چکنا چور ہو جائے ۔ اگر یہ بددعا کریں تو اس
زمین پر ایک نصرانی زندہ نہ رہے گا ۔ آخر یہ نصرانی مباہلہ سے باز آئے اور
کچھ شرائط پر صلح کی ۔ اس طرح کے اور بے شمار واقعات آئے جس میں
مشکل کشا جاں نثار کی حیثیت سے پیش پیش رہے ۔ دنیا بھر کی تمام
تواریخ گواہ ہیں کہ جب آنحضرت کی رحلت کا وقت قریب پہنچا آپ
پر غشی طاری رہنے لگی اس وقت آپ بی بی عائشہؓ کے حجرے میں قیام
فرما تھے ۔ آپ نے تین بار مولا علی کو یاد کیا ۔ آخر کار مشکل کشا آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اس غشی کے عالم میں مشکل کشا کے آتے ہی آپؐ

نے آنکھیں کھولیں مشکل کشائی گردن میں باہیں ڈال دیں حضرت
علی مرتضیٰ نے آپ کا سر مبارک اپنی آغوش میں لے لیا اور کافی دیر تک
سرگوشی فرماتے رہے ۔ جناب بی بی سیدہؑ سے سرگوشی فرمائی ۔ حسنینؑ
کو سینہ سے لگا لیا اور اسی حالت میں نبیوں کے سرتاج ۔ بنی ہاشم کے
سردار، یتیموں کے والی ۔ اپاہجوں کے مددگار، غریبوں کے خدمت گذار ۔
امت کے نگہبان، کل خدائی کے سرتاج اس جہان سے پردہ غیب میں
تشریف لے گئے ۔ آپ کا وصال ہوا ان مشکل و کٹھن حالات میں مشکل
کشا آپ کے پاس ہیں تاریخ اسلام ہو یا تاریخ عالم ہو۔ مسلم مورخ ہو
یا غیر مسلم مورخ ہر ایک نے اس کی شہادت دی ہے کہ اس نازک وقت
میں حضرت علی آپ کے پاس رہے اپنے ہاتھوں سے آنحضرتؐ سرکار
دوجہاں کو غسل فرمایا اپنے ہاتھوں سے کفن پہنایا ۔ آقا دوجہاں کو لحد
میں اتارا ۔ یہ شرف یہ رتبہ آپ کی عظمت و بلندی کی دلیل ہے

نماز جنازہ ۱۳۱

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب جناب
رسول اللہ کسی کے جنازے پر تشریف لے جاتے
تو اس آدمی کے کسی عمل کے بارے میں نہ پوچھتے ۔ بلکہ اس کے قرض کے
لئے سوال کرتے کہا جاتا کہ اس پر قرض ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے
سے ہٹ جاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو نماز جنازہ ادا
فرماتے ۔ ایک مرتبہ ایک جنازے پر تشریف لے گئے ۔ جب تکبیر کے لئے
بڑھے حسب معمول پوچھا کہ تمہارے دوست پر قرض تو نہیں ہے تو لوگوں نے

عرض کی دو دینار ہیں آپ نماز پڑھنے سے ہٹ کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب
سے فرمایا تم اپنے دوست پر نماز پڑھو ۔ جناب امیر بھی شریک تھے ۔
حضرت علی نے عرض کی میں اس کے دونوں دیناروں کا ذمہ لیتا ہوں یہ مرنے
والا اس قرض سے بری ہے اس کے بعد آنحضرتؐ نے آگے بڑھ کر نماز ادا
فرمائی ۔

قتل کا ارادہ ۱۳۲

تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ ابتداء اسلام سے
لیکر مولا علی مشکل کشا کی شہادت تک جب
بھی دین اسلام پر یا رسول خدا پر مشکل وقت آیا تو آپ ہی آگے بڑھے
اور اس مشکل کو حل فرمایا غرض کے مشکل کسی قسم کی ہوتی اس کا حل مشکل
کشا ہی فرماتے اس طرح کا ایک واقعہ آنحضرتؐ سرکار دوجہاں کی حیات
طیبہ کا ہے جس کی روایت امام زین العابدین فرماتے ہیں مختلف کتب
میں تفصیلاً تحریر ہے کہ ایک روز رسولؐ خدا نے نماز کے بعد فرمایا اے
لوگوں تم میں سے کون ہے جو ان تین مردوں کی طرف جائے جنھوں نے
میرے قتل کیلئے لات و عزیٰ کی قسم کھائی ہے ۔ مسلمانوں نے آپ کی آواز سنی
مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ آپ کی مشکل کے کام آتے اس موقع پر آپ نے فرمایا
معلوم ہوتا ہے کہ تم میں علی بن ابی طالب نہیں ہیں اسی اثنا میں عامر بن قتادہ
نے عرض کی یا رسول اللہ ۔ امیر المومنین کمزور ہیں اگر آپ فرمائیں تو میں ان
کو خبر کر دوں ۔ فرمایا بلالو ۔ جب ان کو خبر دی گئی تو آپ بہت جلد آنحضرتؐ
کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ عرض کی یا سید المرسلین کیا ارشاد ہے ۔ فرمایا
جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تین مشرکوں نے مجھے قتل کا ارادہ کر رکھا ہے
جناب امیر نے عرض کی یا رسولؐ آپ کی توجہ کی برکت سے میں اکیلا ہی ان
تینوں کے لئے کافی ہوں ۔ سرور کائنات نے اپنی زرہ پہنائی اپنا عمامہ

سر مبارک پر رکھا اپنی تلوار عطا کی اپنا خاص گھوڑا عطا کیا اس پر سوار کرا کے فرمایا جاؤ میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اس کام کے کرنے میں تین دن لگ گئے جناب سیدہ بے چین ہوئیں تو آپ نے ارشاد فرمایا حق علی کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد جناب امیر المومنین تشریف لائے۔ آپ دو آدمیوں کو قید کئے ہوئے ہے اور ایک آدمی کا سر جس آپ کے ہاتھ میں تھا۔ ان دونوں سے جناب امیر نے فرمایا اسلام قبول کرو۔ ایک بولا مجھ سے یہ توقع نہ رکھو جناب امیر نے سرور کائناتؐ کے ارشاد کے مطابق اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو سلام تحفہ بھیجا ہے اور فرمایا ہے اس شخص کو قتل نہ کرنا کیونکہ یہ شخص اس جماعت سے ہے جن کو ان کا حسن اخلاق اور سخاوت بہشت میں لے جائے گی اس یہودی نے جب یہ معجزہ رسولؐ دیکھا تو ایمان لایا۔ دوسرے شخص نے رسالتؐ سے انکار کیا تو جناب امیرؑ نے اسے قتل کر دیا۔

یہ علی مرتضیٰ ہی ہیں کہ جب بھی مشکل آئی تو آپ نے مشکل حل فرمائی یہ رسولؐ خدا کی خاص عنایت ہے کہ مولا علیؑ پر کہ آپ ہی مشکل کام ان ہی کے سپرد کرتے اور زمانے کے دیکھنے کے لئے مسلمانوں کو بتلانے کے لئے کہ دیکھ لو اس شخص ہی کی بدولت مشکل حل ہو سکتی ہے۔ آپ عالم اسلام کو اس در سے بار بار متعارف کرا رہے ہیں تاکہ ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے اپنی حاجت اس در کے طفیل طلب کریں۔

پر خطر کنواں ۱۳۳

مکہ ہو یا مدینہ منورہ ہو۔ میدان جنگ ہو یا مشکل مقام ہو دین اسلام اور مسلمانوں پر جب بھی کٹھن وقت آیا جب بھی مشکل حالات سامنے آئے تو ہر مقام پر علی ہی آگے بڑھتے اور دین اسلام اور مسلمانوں کو مشکلات سے نجات دلاتے ایسا ہی تاریخ اسلام

کا اہم واقعہ آنحضرت کی حیات طیبہ میں پیش آیا جس کی روایت مستند تواریخ و دیگر تمام کتب میں موجود ہے۔

عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب خاتم الانبیاءؐ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور منزل جحفہ میں فروکش ہوتے۔ وہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان شدت تشنگی سے بیتاب ہوتے اور اپنی بیتابی کا حال آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ اے مسلمانو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو چند مسلمانوں کو ساتھ لے جا کر فلاں مقام سے پانی بھر لائے۔ ارسولؐ خدا اسے ہمیشہ بہشت میں رہنے کی ضمانت دیتا ہوں یہ سنکر آپ کے صحابی اٹھے اور چند مسلمانوں کو ساتھ لیکر پانی لینے کے لئے روانہ ہوئے اس جماعت کا کہنا ہے کہ جب ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچے تو وہاں کچھ درخت تھے جن کی شاخوں سے ہم نے عجیب و غریب آوازیں سنیں۔ اور سب سے عجیب بات کہ بغیر لکڑی کے ہر طرف آگ جل رہی تھی جب ہم نے ایسے خوفناک مناظر دیکھے تو ہم میں تاب نہ رہی آگے بڑھنے سے ہمت جواب دے گئی۔ ہم واپس پلٹے اور آنحضرتؐ کو تمام باتوں سے آگاہ کیا جو کچھ ہم نے دیکھا تھا۔ آنحضرتؐ یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا یہ جنوں کی ایک جماعت تھی جو تم کو ڈرا رہی تھی اگر تم ان کے قریب جاتے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑتے۔ جب آپؐ سے یہ بشارت سنی تو ایک جماعت نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم اس خدمت کو انجام دیں گے۔ حضورؐ نے بدستور سالقہ سقے ان کے ساتھ روانہ کئے جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے تو انھیں بھی وہی خطرناک مناظر نظر آئے۔ آگے جانے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی ناکام واپس لوٹے اور تمام حال آنحضرتؐ کی خدمت میں سنایا۔ آفتاب غروب ہونے کو آیا۔ مسلمان پیاس سے مرنے کے قریب ہو گئے۔ ایسے میں حضرت علی کو طلب فرمایا اور فرمایا اے بھائی اب تم جاؤ اور سابقہ سقے آپ کے ساتھ روانہ کئے۔

مسلمہ بن الاکوع بیان کرتا ہے کہ ہم نے مشکیں کندھوں پر رکھیں اور تلواریں حمائل کر کے حضرت امیرالمومنین کے ہمراہ باہر نکلے اور امیرالمومنینؑ خضر علیہ السلام کی طرح آگے آگے چلے جاتے تھے اور ہم پیاسوں کی جماعت اس ساقی کوثر کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ہم اس مقام پر جا پہنچے جہاں سے آوازیں اور حرکتیں اس کثرت سے ظاہر ہوئیں کہ ہم پر خوف طاری ہوا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ امیرالمومنین پہلے رد کی طرح ناکام ہی واپس آئیں گے۔ اس اثنا میں ہماری طرف مخاطب ہو کر حضرت نے فرمایا آپ تم بقدم چلے آؤ۔ اور اس طلسمات سے جو تمہیں نظر آرہا ہے انشاءاللہ کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب ہم ان دونوں درختوں کے پاس پہنچے پہلے کی طرح آگ کے بڑے بڑے شعلے بھڑکنے لگے اور کٹے ہوئے سر نظر آتے تھے۔ اور ہولناک آوازیں کانوں میں سنائی دیتی تھیں کہ ہمارے ہوش و حواس جاتے رہے امیر دلیرانہ ان سروں سے گذرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے تم بیدھڑک میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور دائیں بائیں نظر نہ کرو تم کو کسی قسم کا خطرہ نہیں یہاں تک کہ ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچ گئے! بن مالک کا ایک ڈول تھا جو دو ڈولوں کے برابر تھا۔ جب ہم نے اس کو کنوئیں میں ڈالا تو رسی ٹوٹ گئی اور کنوئیں کے اندر سے قہقہہ مار کر ہنسنے کی آواز آئی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جا کر لشکر میں سے ڈول لے آئے اصحاب نے عرض کی آپ کی پیروی کی برکت سے تو ہم یہاں تک پہنچے ہیں اب کس میں اتنی ہمت و طاقت ہے کہ تنہا لشکر سے جا کر ڈول لیکر آئے ہیں تب امیرؑ کمر سے رسی باندھ کر اس کنوئیں میں اترے جب پانی کے قریب پہنچے تو آپ کا پاؤں لغزش کھا گیا

جب پانی کے قریب پہنچے تو آپ کا پاؤں لغزش کھا گیا اور آپ گر پڑے جس سے کنوئیں میں اک شور عظیم برپا ہوا۔ جیسے کسی کا گلا گھونٹ دیا ہو ناگاہ

امیرالمومنین نے با آواز بلند کہا (میں اللہ کا بندہ ہوں میں رسولؐ خدا کا بھائی ہوں) اور آپ نے مشکیں طلب فرمائیں اور ایک ایک کو بھر کر اوپر بھیجتے رہے۔ بعد ازاں کوئیں سے نکلے آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور سب ایک ایک مشک اٹھائے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب ان درختوں کے قریب پہنچے جنھیں پہلے دیکھا اور جنھیں سنا تھا ان کا نام نشان نہیں جب ہم آگے نکلے تو ایک ہاتف غیبی کی آواز سنی جو سید المرسلین کی نعت اور امیرالمومنین کی منقبت میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ امیرالمومنین بدستور ہماری رہبری کرتے ہوئے رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے یہاں تک کہ ہم جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ہاتف عبداللہ نام کا ایک جن تھا جس نے شیطان حسنا نام شحر کو کوہ صبا میں قتل کیا تھا

جنگ بدر کی رات ۱۳۴

احسن الکبار کے حوالے سے کوکب دری نے مشکل کشائی کے واقعہ کو درج کیا ہے جس کی روایت دیگر کتب میں بھی موجود ہے مشہور و معروف واقعہ ہے جو آپ کی مشکل کشائی کی دلیل ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ہی نے مشکل سے نجات دلائی چونکہ آپ آنحضرتؐ کی حیات کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے جب بھی رسولؐ خدا کو مشکلات کا سامنا ہوا رسولؐ خدا نے آپ ہی کو طلب فرمایا اور آپ ہی کے حق میں دعا فرمائی اور آپ ہی نے مشکل۔ کٹھن، سنگلاخ مراحل کو آسان کر کے مشکل کشائی کی سند پائی۔

اس طرح کا ایک واقعہ جنگ بدر کی رات پیش آیا جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب آنحضرتؐ اپنے اصحاب کو ہمراہ لیکر بدر میں فروکش ہوتے۔ اور کفار قریش بھی حضرتؐ کے ساتھ لڑنے کے لئے وہاں اترے۔ جب

رات ہوئی تو آنحضرتؐ کی لشکرگاہ میں پانی موجود نہ تھا۔ اصحاب کو پانی کی ضرورت ہوئی۔ آنحضرتؐ نے باآواز بلند فرمایا کوئی مرد ایسا ہے جو پانی لائے صرف حضرت علی امیر المومنین کے سوا کسی نے جواب نہ دیا اسی طرح آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا مگر تینوں مرتبہ حضرت علی نے جواب دیا آخرکار رسولؐ خدا کی اجازت کے بعد مشک اٹھائی اور اس نواح میں ایک کنواں تھا جو بہت دور اور سخت تاریکی میں تھا جب کہ دن میں بھی اس سے پانی لینا محال ہوتا تھا آپ اس کنوئیں میں اُترے اور مشک بھر کر جب اوپر آئے تو ایک تند ہوا چلی اور سارا پانی گرا دیا۔ جب دوبارہ پانی بھر کر لائے تو بھی اس طرح ہوا نے گرا دیا اس طرح تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جب چوتھی مرتبہ پانی لیکر باہر آئے تو ہوا نہ تھی۔ آخر پانی لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے بھائی پہلی ہوا تو جبرئیلؑ تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ہمراہ سلام کے لئے آئے دوسری مرتبہ میکائیلؑ تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ سلام کے لئے آئے تھے اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ نے ہزار فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا۔ اور پانی تمہارا اس لئے گرا دیا تھا کہ تمہاری ہمت اور شجاعت کو آزمائیں کہ کس درجہ کی ہے۔

یہودی کے سات سوال ١٣٥

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ فاروقی خلافت پر فائز ہوتے تو آپ کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور کہا کہ تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے میں اس سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ یہودی کے سوالات کافی کٹھن و مشکل تھے آپ کو مشکل پیش آئی تو آپ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہودی سے کہا کہ یہ

اس مشکل کو حل کر سکتے ہیں۔ یہودی آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میں آپ کی خدمت میں تین پھر تین اور اس کے بعد ایک سوال کروں گا آپ نے فرمایا اگر میں تیرے ساتوں سوالات کے جوابات دے دوں تو کیا مسلمان ہو جائے گا۔ یہودی نے اس بات کو تسلیم کیا آپ نے فرمایا پوچھ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے یہودی کے ساتوں سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(١) وہ کونسا خون کا قطرہ ہے جو اول زمین پر ٹپکا

(٢) وہ کونسا چشمہ ہے جو اول زمین پر جاری ہوا۔

(٣) وہ درخت کونسا ہے جو اول زمین پر پیدا ہوا۔

(٤) یہ کہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتنے امام ہیں۔

(٥) وہ کون سی بہشت میں رہیں گے۔

(٦) وہ پہلا پتھر کونسا ہے جو آسمان سے زمین پر اُترا۔

(٧) خاتم الانبیاءؐ کے وصی کی عمر کتنی ہوگی وہ مارا جائے گا یا اپنی موت مریگا

حضرت علی نے یہودی کے سوالات کے مندرجہ ذیل جوابات دئے۔

(١) وہ پہلا خون کا قطرہ حوا کے پیٹ کا ہے جو اس زمین پر گرا۔

(٢) پہلا چشمہ حیات ہے جس کو حضرت خضرؑ نے ذوالقرنین کے عہد میں پایا۔

(٣) پہلا درخت عجوہ (کھجور کی قسم) کا ہے جو حضرت آدمؑ بہشت سے لائے۔

(٤) بارہ امام عادل ہوں گے۔

(٥) یہ امام سید کائنات کے ساتھ بہشت عدن میں ہوں گے۔

(٦) پہلا پتھر حجر اسود ہے جو بیت الحرام میں ہے۔

(٧) وصی میں ہوں میری عمر ترسٹھ ٦٣ سال ہوگی میں تلوار کی ضرب سے مارا جاؤں گا۔

یہودی نے تمام جوابات سنکر اپنی آستین میں سے ایک تحریر نکالی اس میں آپ کے جوابات کو حسب منشا پاکر وہ یہودی فوراً ایمان لے آیا۔

(آپ کے علمی ارشادات پر مجھ حقیر کی کتاب شیر خدا نے فرمایا کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے مزید تفصیلات کتاب میں دیکھئے)

حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ۱۳۶

آنحضرتؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے دور میں قیصر روم کے سوالات کی وجہ سے کافی مشکل آئی۔ سوالات بھی کافی کٹھن و مشکل تھے آخر کار اس مشکل کو بھی مشکل کشا نے حل فرما کر مطمئن کیا جب مسلمان قیصر روم کے سوالات کے جوابات دینے سے عاجز ہوئے تو مشکل کشا نے جواب دے کر نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ خلافت کی بھی لاج رکھی جس کی تفصیلات مختلف کتب میں موجود ہے۔ تفسیر روح البیان میں تحریر ہے۔

انس بن مالک صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ بعد ذات پیغمبر اعظمؐ قیصر روم کی طرف سے ایک یہودی آیا اور مسلمانوں سے کہا کہ خدا کے رسول کا خلیفہ کون ہے۔ حاضرین نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرف اشارہ کیا یہودی حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کی اگر آپ تین سوالات کے جواب صحیح دے دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا آپ نے فرمایا دریافت کر یہودی نے کہا تین سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ چیز کونسی ہے جو خدا کے واسطے نہیں

(۲) وہ کونسی چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں۔

(۳) وہ کیا چیز ہے جس کو خدا نہیں جانتا۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان سوالات کو سننے کے بعد فرمایا یہ کیا کفر ہے جو تو کہتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے بھی اعتراض کیا۔ ابن عباسؓ بھی قریب ہی بیٹھے

تھے انہوں نے آپ دونوں کی خدمت میں عرض کی کہ اس سائل کو حضرت علی کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے وہی پیچیدہ و مشکل مسائل کو حل فرما سکتے ہیں آخر اس مشکل امر کے لئے یہودی کو حضرت علی کے پاس روانہ کیا گیا آپ نے اس یہودی کے سوالات سننے کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل جوابات دئے۔

(۱) جو چیز خدا کے واسطے نہیں وہ شرک ہے۔

(۲) جو چیز خدا نہیں جانتا وہ تمہارا قول ہے جو کہتے ہو کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور خدا اس کو اپنا بیٹا نہیں جانتا۔

(۳) جو چیز خدا کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے۔

جوابات سننے کے بعد یہودی فوراً اسلام لے آیا۔ امیر المومنین حضرت علی نے ایک طرف حضرت ابوبکرؓ کو پیش آنیوالی مشکل حل فرمائی۔ دوسری طرف آپ کے جوابات سے ایک یہودی دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔

(مزید تفصیلات کے لئے شیر خدا کے فیصلے، دیکھئے)

ایک اور مشکل ۱۳۷

دین اسلام اور مسلمانوں پر جب بھی مشکل وقت آیا سایہ سید المرسلین کے طفیل اس کا حل صرف مشکل کشا ہی کر سکے۔ مشکلات خواہ کسی معاملے کی پیش آئیں مگر ہر میدان کے شہسوار آپ ہی نظر آتے ہیں اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں آپ کو ایک مشکل پیش آئی جس کے حل کے لئے آپ اور آپ کے دیگر صحابہ قاصر رہے آخر کار حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اس مشکل امر سے صرف حضرت علی ہی نجات دلا سکتے ہیں جس کی تفصیلات تمام عام و خاص کتب میں موجود ہیں جیسے مناقب شہر آشوب کے حوالے سے درج کیا جا رہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے شراب

پی لی تھی ۔ آپ نے اس پہ حد جاری کرنا چاہی تو اس شخص نے کہا کہ میں نے شراب تو پی ہے مگر اس کی حرمت کے حکم سے لاعلم تھا ۔ کیونکہ میں ایسے آدمیوں کے درمیان بڑا ہوں اور مقیم ہوں جو شراب کو حلال جانتے ہیں ۔ اگر میں جانتا کہ شراب حرام ہے تو ہرگز نہ پیتا ۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے رائے طلب کی ۔ حضرت عمرؓ نے کہا مسئلہ مشکل ہے اور اس مشکل سے صرف حضرت علی ہی نجات دلا سکتے ہیں ۔ آخر حضرت علی کی خدمت میں مشکل پیش ہوئی آپ نے واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ اس شخص کے ساتھ ایک آدمی جائے اور تمام انصار و مہاجرین کی مجالس میں لے جائے اور دریافت کرے کہ آیا کسی شخص نے اسے آیت سنائی ہے اگر دو شخص گواہی دیدیں کہ اس کو شراب حرام ہونے کا حکم سنا دیا ہے تو اس پر حد جاری ہوگی ۔ بصورت دیگر اس سے توبہ کروا کر اس کو رہا کر دیا جائے وہ شخص اپنی زبان پر سچا نکلا آخر اسے رہا کر دیا گیا ۔

اس طرح مشکل کشا شیر خدا کی بدولت ایک شخص سزا سے بچ گیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مشکل رفع فرمائی ۔

(بحوالہ شیر خدا کے فیصلے)

حضرت عمرؓ کے دور ۱۳۸

کوکب دری کے مؤلف محمد صالح کشفی نے مختلف کتب کے حوالہ سے درج کیا ہے جس کی روایت کتب میں موجود ہے ۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور کہنے لگا ۔ میں حق سے بیزار ہوں ۔ فتنہ کو درست رکھتا ہوں ۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہوں ۔ مردے اور بے جان کو امام مانتا ہوں ۔ مرغ بسمل بے ذبح کھاتا ہوں ۔ حضرت عمرؓ نے جب اس شخص سے کلام سنا تو فرمایا کہ شخص ایسی برائیوں

میں ملوث ہے ۔ یہ واجب القتل ہے دیگر صحابہ نے بھی یہی مشورہ دیا کہ جو شخص ایسی برائیوں میں ملوث ہو اسے سخت سزا ملنی چاہئے ۔ چونکہ اس شخص نے بیان کیا تھا وہ کس کی سمجھ میں نہ آیا ایسے مشکل و کٹھن کام کے لئے کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت علیؓ کی رائے لینا ضروری ہے ۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے اس شخص کا کلام سننے کے بعد فرمایا جو کچھ یہ شخص کہتا ہے سب درست کہتا ہے بلا وجہ اس کو کیوں سزا دینا چاہتے ہو پھر آپ نے اس شخص کے کلام کی تشریح و مطلب بیان فرمایا تو حاضرین بے اختیار بول اٹھے کہ علی نہ ہوتے تو ہم اس مشکل سے نجات حاصل کر سکتے تھے ۔ حضرت علی نے فرمایا یہ جو کہتا ہے کہ میں حق سے بیزار ہوں ۔ وہ موت ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ میں فتنہ کو درست رکھتا ہوں تو گو اولاد و مال کو درست رکھتا ہے ۔ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے (تمہارے مال اور اولاد ہی فتنہ ہیں) اور جو یہ کہتا ہے کہ بن دیکھے گواہی دیتا ہوں تو وہ خدا کی ذات ہے جس کو کسی نے نہیں دیکھا مگر سب اس کی گواہی دیتے ہیں ۔ اور قرآن مجید جملہ کائنات کا امام ہے وہ ذی حیات نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ مرغ بسمل کو ذبح کئے بغیر کھاتا ہوں وہ مرغ بسمل مچھلی ہے اور سب بغیر ذبح کئے کھاتے ہیں ۔ حاضرین نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام سنا تو سب آپ کی تعریف کرنے لگے ان مقدمات کے تاریخ ساز فیصلوں کے لئے مجھ حقیر کی کتاب شیر خدا کے فیصلے شائع ہو چکی ہے جس میں ۲۰۰ سے زائد نادر فیصلے پیش کئے ہیں ۔

ایک سے زیادہ شوہر ۱۳۹

نہج الاسرار میں ۔ روضتہ الاحرار میں ۔ روضتہ الجنان و دیگر کتب کے حوالوں سے یہ واقعہ درج کیا ہے کہ ایک مرتبہ چالیس عورتیں حضرت عمرؓ کے دور خلافت

ہیں حاضر ہوئیں ان سب نے یک زبان ہو کر عرض کی کہ جب مردوں کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں رکھنے کی اجازت ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورت ایک سے زیادہ ایک وقت میں شوہر نہیں رکھ سکتی۔ حضرت محمدؐ خاموش ہو گئے آپ نے اس بارے میں اپنے دیگر صحابہ سے بھی مشورہ کیا کوئی بھی ان عورتوں کا جواب نہ دے سکا ایسے مشکل امر میں حضرت علی کی یاد آئی وہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو ہر مشکل کو آسان بنا سکتے ہیں آپ ان سب عورتوں کو ساتھ لیکر حضرت علی کے پاس آئے آپ نے ان عورتوں سے فرمایا تم سب ایک ایک گلاس پانی اس گڑھے میں ڈال دو۔ جب سب عورتوں نے اپنے اپنے گلاس کا پانی ڈال دیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اپنے اپنے گلاس کا پانی اس گڑھے سے نکال لو ان سب عورتوں نے یکجا ہو کر عرض کی کہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں اور نہ ہی ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ سارا پانی مل چکا ہے ہمیں کسی طرح بھی خبر نہیں ہو سکتی کہ یہ ہمارے گلاس کا پانی ہے۔ آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ایک وقت میں ایک عورت کو ایک سے زیادہ شوہر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگر ایسا ہوتا تو اولاد میں تفرقہ پڑ جاتا یہ کس طرح معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ فلاں شخص کی اولاد ہے سب نسب و میراث باطل ہو جاتی۔ (بحوالہ شیر خدا کے فیصلے)

حضرت عثمان کے دور میں ۱۴۰

ہر خاص و عام کتب میں اس واقعہ کی تفصیلات موجود ہیں کہ حضرت عثمان کے دور میں جب بھی کوئی مشکل پیش آئی تو حضرت علی ہی نے مشکل امر کو حل فرما کر آپ کو پریشانی سے نجات دلائی۔ اس طرح ایک مشکل اس وقت پیش آئی جب ایک عورت اور غلام آپ کی خدمت میں لڑتے

ہوئے آئے عورت کا کہنا تھا کہ یہ شخص میرا غلام ہے اور اس مرد کا کہنا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح ہوا ہے لہٰذا میں اس کا غلام نہیں شوہر ہوں جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ ایک شخص کی ایک کنیز تھی اس سے اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اس نے اس کنیز کا اپنے غلام سے عقد کرا دیا اتفاق سے خود مر گیا یہ عورت اپنے لڑکے کی ملکیت میں آ گئی اُس کا لڑکا اس کے شوہر کا وارث ہوا۔ کیونکہ وہ شخص اس کا باپ کا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا بھی انتقال کر گیا اب اس کنیز نے اپنے لڑکے کی بھی میراث حاصل کی جس میں یہ غلام بھی شامل تھا جس سے اس کا عقد کیا ہوا تھا۔ یہ دونوں حضرت عثمانؓ کے پاس لڑتے جھگڑتے آئے عورت کا کہنا تھا کہ میرا غلام ہے۔ غلام کا کہنا تھا کہ میں اس کا شوہر ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا یہ تو بڑی مشکل کی بات ہے اس کا فیصلہ ممکن نہیں آخر حضرت علی مشکل کشا نے ہی آپ کی اس مشکل کو آسان فرمایا حضرت علی نے اس عورت سے فرمایا جب سے تو نے اپنے لڑکے کی میراث حاصل کی ہے اس وقت سے اس شخص نے تجھ سے جماع کیا ہے یا نہیں عورت نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو میں اس کو ضرور سزا دیتا تو جا یہ تیرا غلام ہے۔ اس شخص کا تجھ پر کوئی حق نہیں اب تیری مرضی ہے تو اسے آزاد کر دے یا فروخت کر دے یا اپنی غلامی میں رکھے یہ سب باتیں اب تیرے اختیار میں ہیں۔ (بحوالہ شیر خدا کے فیصلے)

آنکھ کا قصاص ۱۴۱

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں اس وقت بڑی مشکل پیش آئی جب ایک اعرابی اپنی آنکھ کا قصاص لینے کے لئے بضد ہوا آخر حضرت نے اس مشکل امر میں مشکل کشائی فرماتے ہوئے آپ کو مشکل سے نجات دلائی جس کی تفصیلات۔ اصول کافی۔ مناقب آل ابی طالب، نہج الاسرار، عجائب

احکام و دیگر کتب میں موجود ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے ایک اعرابی کے سر پر اس طرح ضرب لگائی جس سے اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ یہ اعرابی حضرت عثمانؓ کی خدمت میں فریاد لیکر حاضر ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے اس اعرابی کو آنکھ کی دیت دینی چاہی مگر اعرابی رضامند نہ ہوا۔ بالآخر اس قضیہ کا کوئی حل نہ بن پڑا تو اس مشکل امر کے لئے حضرت علی سے رجوع کیا گیا آپ نے اعرابی کی خواہش پر آنکھ کی قصاص اس طرح پوری کی کچھ روئی اور آئینہ منگوا کر روئی کو تر کر کے غلام کے آنکھ کے اطراف رکھا اور آئینہ کو دھوپ میں اس طرح رکھا کہ آفتاب کی شعاعیں منعکس ہو کر اس کے چہرے پر گریں اور اس کو حکم دیا کہ آئینہ کو دیکھتا رہے وہ غلام اس کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ اس کی آنکھ کی چربی پگھل کر بہہ گئی اور وہ ایک آنکھ سے نابینا ہو گیا اس طرح اس مشکل امر سے حضرت علی مشکل کشا کی بدولت نجات ملی (بحوالہ شیر خدا کے فیصلے)

حضرت علی کے دور میں ۱۴۳

حضرت علی کے دور خلافت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میں آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دوست رکھتا ہوں اور ساتھ ہی اہلبیت کے بے شمار فضائل بیان کرنے لگا حضرتؑ نے فرمایا اے شخص تو جو کچھ کہہ رہا ہے تیرا دل اس کی تصدیق نہیں کرتا ہم اپنے سچے محبوں اور مخلصوں کے آثار خوب جانتے ہیں۔ یاد رکھو پانچ شخص ہمارے خاندان کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔ ریوث۔ مخنث۔ پشت انداز ولد الحرام۔ اور ولد الحیض وہ شخص یہ جواب سنکر امیر معاویہ کے پاس چلا گیا اور صفین میں حضرت علی کے خلاف جنگ میں مارا گیا۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ پیش کیا جارہا ہے کہ حضرت تمام حالات

طرف ہوتا ہے تو خواب نظر آتے ہیں۔ سچے خواب ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور جھوٹے خواب خبائث کی طرف سے پھر ان دونوں نے حفظ و نسیان کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے فرمایا کہ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا ان کے قلب پر ایک پردہ بھی ڈالا۔ پس جب کوئی بات دل پر گذرتی ہے اور وہ پردہ کھلا رہتا ہے تو انسان اس کو یاد رکھتا ہے اور جب پردہ کھلا نہیں رہتا تو بھول جاتا ہے۔ ان سوالات کے جواب جب مشکل کشا نے دیئے تو یہ دونوں نصرانی مسلمان ہو گئے۔

امیر معاویہ کی مشکل ۱۴۴

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نہ صرف خلیفہ اول۔ دوم۔ سوم کے دور میں مشکل حالات میں مشکل کشائی فرمائی بلکہ ہر دور میں جب بھی مشکل وقت آیا ہمیشہ آپ ہی سے رجوع کیا گیا ہے تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ امیر معاویہ گو کہ وہ ہمیشہ مخالفت میں رہے لیکن اس کے باوجود جب بھی انہیں مشکل پیش آئی تو اسی در پر جھکتے ہوئے نظر آتے ہیں اس طرح کا ایک عام واقعہ جو ہر کتب میں موجود ہے جس کی روایت امام جلال الدین سیوطی نے بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ کے پاس جب خنثہ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا تو آپ اس کو حل کرنے سے قاصر رہے آخر مجبور ہو کر جناب امیرالمومنین کے پاس اسے حل کے لئے بھیجا حضرت علی نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

سعید ابن منصور۔ اپنی اسناد میں لکھتے ہیں کہ میں نے جناب امیرالمومنین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمارے دشمن کو ایسا ہی کر دیا کہ جب اس کو بھی مشکل آئے تو وہ بھی ہم سے پوچھتا ہے۔ مولا مشکل کشا نے اس کے جواب میں لکھا کہ خنثہ کی میراث کا حل اس طرح

کاش علی ہوتے ۱۴۵

یہاں پر ایک واقعہ امیر معاویہ کے دور کا تحریر کیا جارہا ہے کہ جب انھیں مشکل پیش آئی تو بے اختیار ان کی زبان پر علی کا نام آیا۔ جس کی تفصیلات یہ ہیں۔

ایک روز امیر معاویہ کے دربار میں دو شخص ایک کپڑے پر جھگڑتے ہوئے آئے دونوں کا دعویٰ تھا کہ یہ کپڑا اس کا ہے آپ سے اس کا کوئی فیصلہ نہ بن پایا اس وقت بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا کاش اس مشکل وقت مشکل کشا ہوتے۔ ابن الحراجعلی کہتا ہے اس وقت میں نے معاویہ سے کہا کہ میں ایک روز حضرت علی کی خدمت میں حاضر تھا انھوں نے اس قسم کی مشکل کا حل اس طرح فرمایا تھا کہ جس نے کپڑے کے لئے گواہ پیش کئے کپڑا اس کو دے دیا گیا آخر امیر معاویہ نے اس طرح اس مشکل امر سے نجات پائی آپ کے طریقہ پر عمل کر کے اس مشکل قضیہ کا حل کیا۔

(بحوالہ شیرِ خدا کے فیصلے)

جنگ صفین میں ۱۴۶

مولا علی مشکل کشا کی مشکل کشائی صرف دوستوں اپنوں اور محبوں کے لئے ہی محدود نہیں بلکہ غیر اور دشمنوں پر بھی مشکل وقت آیا۔ آپ نے ان کی بھی مشکل کشائی فرمائی ایسا ہی ایک اہم واقعہ صفین کے میدان میں جنگ میں پیش آیا گو کہ امیر معاویہ ایک مخالف کی حیثیت سے مقابلہ پر آئے مگر آپ کی دریا دلی فراخدلی سے کون ہے جو متاثر نظر نہیں آتا۔ اس مقام پر ہمارے سامنے دو کردار سامنے آتے ہیں ایک علی کا اور دوسرا امیر معاویہ کا دونوں کردار اپنی اپنی فطرت۔ ظرف۔ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مشہور و معروف واقعہ ہے جس کو نہ صرف مسلمانوں کی تمام تاریخ نے بلکہ غیر مسلم مورخین نے بھی اپنی اپنی کتب میں درج کیا ہے جس کے لئے مزید ثبوت کی ضرورت نہیں

امیر معاویہ نے جنگ صفین کے موقع پر اپنی فوج کو دریا کے گھاٹ پر اتارا۔ مشکل کشا کی فوج دریا سے دور تھی۔ ایسے میں امیر معاویہ نے علوی فوج کے لئے پانی بند کر دینے کا حکم دیا اور کہا کہ علوی فوج کا کوئی فرد بھی اس دریا سے پانی نہ لے سکے۔ یہ خبر جناب امیر کو پہنچی۔ اگر آپ چاہتے تو اپنی روحانی قوت کی بدولت بھی اپنی فوج کو سیراب کر سکتے تھے مگر یہاں مقابلہ روحانی قوت کا نہیں بلکہ جسمانی قوت کا تھا۔ اور امیر معاویہ کو اپنی طاقت بتانا چاہتے تھے اس لئے اپنے ایک بہادر دستہ کے چند سپاہ کو پانی لانے کا حکم دیا۔ آپ کے چند سپاہیوں نے نہ صرف اس گھاٹ سے پانی حاصل کیا بلکہ امیر معاویہ کی فوج کو مار بھگایا۔ اور آپ کی فوج نے اس گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ امیر معاویہ کا لشکر پانی سے دور ہو گیا۔ مگر آپ کا یہ حکم تاریخ کے سینہ پر سنہری حروف سے لکھا گیا کہ آپ نے حکم دیا پانی پر کسی کی حاکمیت نہیں جو چاہے اس گھاٹ سے پانی لے سکتا ہے۔ اور امیر معاویہ کے سپاہی بھی اسی گھاٹ سے سیراب ہوتے رہے۔ آپ چاہتے تو ان پہ پابندی لگا کر انھیں پریشانی میں مبتلا کر سکتے تھے مگر آپ کا نام ہی مشکل کشا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے مخالف کو بھی پانی سے محروم نہ رکھا۔

(تاریخ اعثم کوفی)

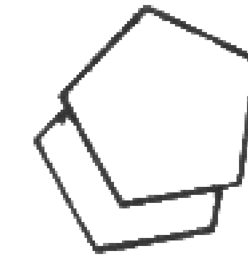
قاتل کو شربت ۱۴۷

دین کی تاریخ اس طرح کی مشکل کشائی کا واقعہ پیش کرنے سے عاجز ہے

بڑا ہی مشہور و معروف واقعہ جس کو مسلم و غیر مسلم تمام مورخین نے بیان کیا ہے جس کو اعثم کوفی سے تحریر کیا جارہا ہے۔ جب بدبخت ترین انسان ابن ملجم نے مشکل کشا کو ضربت لگائی جس سے آپ شدید زخمی

ہو گئے۔ قاتل بھاگنا چاہتا تھا۔ مگر تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ اس وقت قاتل کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ جناب امیر کو زخمی حالت میں جب دودھ اور شربت پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً دریافت کیا میرے قاتل کو بھی یہ کھانا دیا ہے یا نہیں۔ جواب میں جب نہیں آیا تو آپ نے حکم دیا کہ شربت اور دودھ میرے قاتل کو دیا جائے اور امام حسنؑ سے فرمایا یہ قاتل ہمارا مہمان ہے اس کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔

قاتل کے لئے اس طرح کی مشکل کشا کی مشکل کشائی کے سوا کسی اور ہستی میں تلاش کرنا فضول ہے وہ قاتل ہے مگر پھر بھی آپ کو اس کا خیال ہے



برو فیسر ایس۔ اے۔ عابد

کی ایک اور نئی انقلابی۔ منفرد اور بے مثال کتاب

حسین سب کا

مصطفٰے پبلیکیشن

حیدر آباد

حاجت مند اور مشکل کشا

قیمت نہ دے سکا کوئی جس کی حجاز میں
سائل کو بخش دی وہ انگوٹھی نماز میں

حیدر کرار۔ علی مرتضٰی۔ مشکل کشا جس گھر کے در ہیں وہ گھر ہے نبیؐ کا۔ اور یہ وہ دنیا کا واحد در ہے جہاں سائل نامراد آیا اور بامراد لوٹا۔ تاریخ عالم بڑے بڑے حاتم و سخی کی سخاوت و حاجت روائی کے بڑے بڑے واقعات پیش کرتی ہے۔ مگر مشکل کشا کی سخاوت و حاجت روائی کے سامنے ایسے ہی ہے جیسے سمندر کے مقابلے پر اک قطرہ۔ تاریخ کے صفحات مسلسل گواہی دے رہے ہیں کہ آپ کے سامنے جب بھی کسی نے ہاتھ پھیلایا خواہ وہ اپنا ہو یا غیر۔ دوست ہو یا دشمن، مسلم ہو یا غیر مسلم۔ وقت امن ہو یا میدان جنگ۔ گھر کی چار دیواری ہو یا مسجد کا صحن، حالت نماز میں ہوں یا حالت روزہ سے ہوں، جیب خالی ہو یا بھری ہوئی ہو، دورِ نبوت ہو یا دورِ خلافت ہو، مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی ہو۔ غرض کے کیسا ہی وقت ہو، کیسا ہی لمحہ ہو۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ایسی نظیر نہیں ملتی کہ آپ نے سائل کو نامراد کیا ہو۔ اکثر و بیشتر گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا اس حالت میں آپ مزدوری سے جو رقم لاتے مگر راہ میں سائل کی آواز پاؤں کی زنجیر بنتی اور آپ اسے بامراد کرتے ہوئے خالی ہاتھ گھر پلٹتے۔ تاریخ عالم بڑے فخر سے بیان کرتی ہے کہ فلاں سخی نے ہزاروں روپے حاجت مندوں میں تقسیم کئے مگر میں ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تاریخ میں کوئی ایسی نظیر بھی ہے کہ جس کے بیوی اور معصوم بچے تین وقت سے فاقے سے ہوں

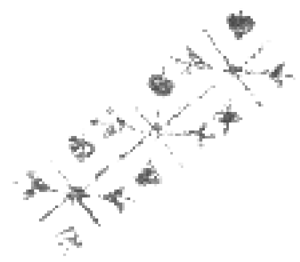
ایسے میں کھانا میسر آئے اور وہ کھانا سائل کو دیکر خود بھوکے سو جائیں کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسی مثال بھی ہے کہ جس نے حاجت مند کی حاجت پوری کرنے کے لیے اپنی سر کی چادر فروخت کر دی ۔ کیا تاریخ میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے میدان جنگ میں اپنے دشمن کو اپنی تلوار صرف اس لئے بخشدی کہ مجھے نامراد کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے ۔ کیا تاریخ عالم میں کوئی نظیر ایسی بھی ہے جس نے کسی یہودی کی حاجت پوری کرنے کے لئے اپنے دونوں شہزادوں کو رہن رکھوا دیا ۔ کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے سر طلب کرنے والے کو اپنا سر پیش کر دیا ۔ کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا بھی ہے جو حاجت مندوں کو نعمتوں سے نوازے اور خود کے پیٹ پر بھوک سے پتھر بندھے ہوں ۔ کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا بھی حکمران ہے جو لاکھوں کی رقم تقسیم کرے اور خود خشک روٹی کے ٹکڑے سے پیٹ بھرے ۔ غرض کے تاریخ اسلام کوئی ایک آدمی ادنیٰ سا بھی واقعہ ادنیٰ سی بھی نظیر ۔ کوئی ایسی روایت پیش کرنے سے قاصر نظر آتی ہے کہ مشکل کشا شیر خدا کے سامنے جس نے بھی اپنی حاجت بیان کی وہ آپ کے در سے نامراد پلٹا ہو ۔ یہ واحد در ہے جس کے در سے ہر سوالی بامراد پلٹا ہے ۔ ایک مرتبہ ایک یہودی آنحضرتؐ کی خدمت میں اپنی حاجت لیکر آیا آپ نے علی کو حکم دیا کہ اس کی مشکل آسان کرو ۔ اس واقعہ کو موجودہ دور کے شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے جس کا ایک بند پیش کر رہا ہوں ۔

فرمایا مصطفؐ نے علی سے کہ یا علی × مشکل کو اس کی حل کرو مشکل کشا علی
پورا کرو سوال یہ سائل کا تم ابھی × آسان کام کر دو یہ مشکل کا تم علی

خدائے بزرگ و برتر و پیغمبر اعظمؐ کی علی مرتضیٰ پر خاص عنایت ہے آپ کو پردہ غیب سے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے مقرر فرمایا ۔ اور حاجت روائی کا سلسلہ نہ صرف آپ کی حیات میں جاری تھا بلکہ یہ سلسلہ جاری ہے

اور رہے گا ۔ ہر دور ہر وقت ہر لمحہ جاری و ساری ہے آج بھی سنی شیعہ دونوں بھائی ہر مشکل کے وقت آپ ہی کے وسیلہ سے اپنی حاجت طلب کرتے ہوئے بامراد ہوتے ہیں ۔ دنیا بھر کی حاجت پوری کرنے والے ہر مشکل میں کام آنے والے جو ہر طلبگار کے مطلوب ہیں ان کی حیات پر نظر ڈالیئے کہ خود خشک روٹی کے ٹکڑوں سے پیٹ بھرنے معمولی کپڑا خود پہنتے اور اعلیٰ کپڑا غلاموں کو پہناتے آپ اسلامی حکومت کے امیر ہیں وسیع سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں اور جس حال میں اپنی حیات بسر کی اس کے لیے امام قرشی سوید بن عقلہ بیان کرتے ہیں ۔

میں نے علی مرتضیٰ کے گھر کو دیکھا آپ ایک پرانے بورئے پر تشریف فرما ہیں ہر ایک کو اسی بورئے پر بٹھاتے یہی آپ کے لیٹنے کی جگہ ہے اس کے سوا آپ کے گھر میں کچھ نہیں جو دنیا کے گھروں میں ہوتی ہیں آپ نے مجھ سے فرمایا عاقل ایسے گھر سے محبت نہیں رکھتا جسے چھوڑ دینا ہو ۔ میری نظر کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ۔ سوید کہتے ہیں آپ کے نصیحت آموز جملوں نے مجھے رلا دیا ۔ حاجت مند اور مشکل کشا کے عنوان کے تحت صرف چند واقعات پیش کئے جا رہے ہیں جو آپ کی حاجت روائی کی اعلیٰ مثال ہیں ۔



حاجت مند اور مشکل کشا

ایک اعرابی کے تین سوال ۱۴۸

حضرت علی امیرالمومنین خانہ کعبہ میں گئے ایک اعرابی کو دیکھا جو خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا باآواز بلند یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ یہ گھر تیرا ہے۔ میں تیرا مہمان ہوں آج رات میری مہمانی اپنی جانب سے کر اور میری مغفرت قرار دے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اے اعرابی اللہ بڑا کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔ دوسری رات ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ اے عزیز تو اپنی عزت کے ساتھ عزیز ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور تیرا ہی وسیلہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے اور تیرے حق کا جو آل محمدؐ پر واجب ہے سوال کرتا ہوں مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا کسی کی ملکیت میں نہیں ہے اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔ امیرالمومنین نے فرمایا اعرابی نے خدا سے جنت طلب کی ہے اور دوزخ سے دوری مانگی ہے خدا نے اس کو قبول کیا۔ تیسری رات پھر امیرالمومنین نے اس اعرابی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کو زینت دینے والے مجھے چار ہزار درہم عطا فرما۔ امیرالمومنین اس اعرابی کے قریب آئے اور فرمایا اے اعرابی جو کچھ تو نے سوال کئے وہ میں نے سنے خدا نے اُسے پورا کیا۔ آج رات تو چار ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ ان چار ہزار درہم کا کیا کریگا۔ اعرابی نے جواب دیا۔ ایک ہزار سے قرض ادا کروں گا۔ ایک ہزار سے مکان بناؤں گا۔ ایک ہزار سے عورت کا مہر ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔ اعرابی نے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے جواب

دیا۔ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اعرابی نے عرض کی آپ ہی تو مراد ہیں علی نے فرمایا۔ اے اعرابی تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ آؤ تو علی بن ابی طالب کا نام پوچھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ پہنچا تو اتفاق سے اس کی ملاقات امام حسنؑ سے ہوئی اعرابی نے عرض کی کہ میں علی بن ابی طالب سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے اپنے گھر لے گئے۔ حضرت علی سے ملاقات کی آپ نے اس اعرابی کی خدمت کی پھر سلمان سے فرمایا کہ تاجروں کو طلب کیا جائے تاکہ ان کے ہاتھ باغ فروخت کر دیا جائے۔ تاجر حاضر ہوئے آپ نے ان سے باغ کے فروخت کے لئے کہا جو حضرت مصطفےٰ نے میرے لئے لگایا تھا۔ تاجروں نے بارہ ہزار دینار کے عوض آپ سے یہ باغ خرید کیا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دئے اور فرمایا تمہارے آنے جانے کا کتنا خرچ آیا ہے۔ عرض کی چھبیس درہم آپ نے اسے مزید چھبیس درہم عطا کئے۔ بقایا تمام رقم فقراء، مساکین میں تقسیم کر کے آپ خالی ہاتھ گھر تشریف لے گئے۔ جناب سیدہؑ سے باغ کے فروخت کا ذکر کیا تو آپ نے پوچھا۔ اس کی رقم کہاں ہے۔ کیونکہ گھر میں فاقہ ہے کچھ کھانا منگوائیں۔ آپ نے فرمایا وہ تمام رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ مجھ سے سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں میں نے سوال کرنے سے پہلے ہی انھیں رقم دیدی۔ آپ دونوں حضرات نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس فاقہ میں بھی اتنی رقم آنے کے باوجود حاجت مندوں کی حاجت پوری کی اور خود فاقہ کے عالم میں شکرانے کے سجدے ادا کئے۔

حالت رکوع میں ۱۴۹

ہر جماعت نے اس کی روایت کی ہے عام و خاص کتب میں موجود ہے۔ ابوذر غفاریؓ

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا۔ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا۔ سب حالت نماز میں تھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نماز میں حالت رکوع میں تھے آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اور انگوٹھی اس کو عطا فرمائی۔ پس خدا نے یہ آیت آپ کے لئے نازل فرمائی۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

ایک کافر کا سوال ۱۵۰

بہت ہی مشہور واہم واقعہ ہے۔ ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے۔ میدان جنگ میں آپ عرب کے مشہور پہلوان سے مقابلہ کر رہے تھے گو کہ کافروں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ مگر حضرت علی کا میدان جنگ میں ہونا ہی فتح و نصرت کی علامت ہے۔ آپ اپنے مقابلے کے کافر کو زیر کر چکے تھے چاہتے تھے اس کے ذوالفقار سے ٹکڑے کر دیں۔ اتنے میں نہایت عاجزی سے اس کافر نے سوال کیا کہ یا علی اپنی تلوار تو مجھے ذرا دکھائیں۔ آپ نے اپنی تلوار اس کافر کو دے دی۔ کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا کہ آپ اب مجھے تلوار تو دے چکے ہیں آپ خالی ہاتھ ہیں اب آپ میرے سے کیوں کر بچ سکیں گے۔ امیر المومنین نے فرمایا مجھے میرا خدا بچائے گا۔ کافر نے دوسرا سوال کیا آپ تو جانتے ہیں کہ آپ کا پکا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی آپ نے مجھے تلوار دے دی آخر کیوں۔ امیر المومنین نے فرمایا تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح میرے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ مروت نے

تقاضا کیا تھا کہ ہاتھ پھیلانے والے کا سوال رد نہ کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ علی کسی کا سوال رد نہیں کرتا۔ کافر نے جب اس حالت میں بھی آپ کے اطمینان اور کلام کی یہ حالت دیکھی تو فوراً مسلمان ہو گیا۔

جنازے کی نماز ۱۵۱

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریمؐ جب کسی شخص کے جنازے پر تشریف لے جاتے تو اس کے اعمال کی نسبت کبھی سوال نہ فرماتے بلکہ اس کے قرض کی نسبت پوچھتے اگر عرض کی جاتی کہ اس پر قرض ہے تو آپ خود نماز نہ پڑھاتے اور اگر یہ کہا جاتا کہ اس پر قرض نہیں ہے تو آپ خود اس کی نماز پڑھاتے ایک دفعہ حضور پاکؐ ایک جنازے پر تشریف لے گئے جب آپ تکبیر کے ارادے سے اٹھے تو لوگوں سے پوچھا تمہارے اس دوست پر قرض تو نہیں لوگوں نے عرض کی اس پر دو دینار قرض ہے تمام افراد موجود تھے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دوست کی نماز پڑھاؤ اور خود بیٹھ گئے۔ اتنے میں جناب امیرؑ نے عرض کی ان دونوں دیناروں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور یہ بری الذمہ ہے۔ حضور پاکؐ اٹھے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا تجھے نیک جزا دے۔

مہر کا طلب کرنا ۱۵۲

حضرت علی امیر المومنین کا دستور تھا کہ آپ دو تین روز بعد کوفہ سے باہر تشریف لے جاتے اور وہاں بیٹھ کر دریا کا انتظار فرماتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ دریا کے نظارے میں مشغول تھے کہ آپ نے دور سے ایک کشتی کو آتے دیکھا جس میں ایک جوان بیٹھا تھا۔ نوجوان کشتی سے اتر کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اسے اپنے گھر لے گئے۔ مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

بعد ازاں اس سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے باشندے ہو اور اس شہر میں کس طرح آنا ہوا جوان نے جواب دیا میں یمن سے آیا ہوں۔ یمن میں دو بادشاہ ہیں ایک مسلمان اور دوسرا کافر۔ میں سبزی فروش ہوں میری دکان کافر بادشاہ کے محل کے دروازے پر ہے اس کی ایک لڑکی ہے جو بے حد حسین وجمیل اور خوبصورت ہے۔ ایک روز بناؤ سنگار کر کے حمام میں آئی۔ جب مجھے دکان پر بیٹھا دیکھا تو اپنا برقعہ الٹ دیا اس کا چہرہ دیکھ کر میں اس قدر دیوانہ ہو گیا کہ اس کی صورت دیکھے بغیر مجھے چین نہ آتا۔ الغرض کہ میں ہر روز سبزی پہنچانے اس کے محل میں جاتا۔ آہستہ آہستہ محل کے دربان میرے اس حال کو تاڑ گئے اور مجھ پر محل میں آنے کی پابندی لگا دی گئی اس مماثلت پر میں پکار اٹھا۔ گریبان چاک کر ڈالا۔ کسی بے درد نے محل کے بادشاہ کو خبر دی کہ محلے کا سبزی فروش آپ کی دختر نیک اختر پر عاشق ہو گیا اور رسوائی تک نوبت پہنچ گئی ہے جب میری نوبت اس کے عشق میں لاعلاج ہوئی تو ایک دن میں نے بادشاہ کے حضور میں اس کی لڑکی کی خواستگاری کی۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو نہایت غصہ میں آ گیا اور مجھے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا۔ میرے ہونٹوں پر بے اختیار دعا آئی یہ دعا کارگر ثابت ہوئی۔ اور بادشاہ کا پیادہ آیا۔

اور کہا کہ سبزی فروش کو بادشاہ نے طلب کیا ہے اس طرح میں بادشاہ کے حضور میں پیش ہوا۔ اس کا وزیر بڑا عاقل تھا۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ اسے معاف کر دے میں اس کے ذمہ ایسا کام لگاتا ہوں جس کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ وزیر مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کیا تو اس شہزادی سے شادی کا خواہش مند ہے۔ میں نے عرض کی دل وجان سے خواہ اس کے لئے مجھے جان کی بازی کیوں نہ لگانی پڑے۔ اس نے یہ شرط رکھی کہ تو علی

بن ابی طالب سے مقابلہ کر اور اس کا سر اتار لا۔ اگر تو نے یہ بات پوری کر دی تو تجھے بادشاہ دامادی کے شرف سے ممتاز کریں گے اور تجھے اس کی حکمرانی بھی عطا کریں گے۔

اے میرے مہربان میزبان میں اس غرض سے اس ملک میں آیا ہوں تاکہ علیؑ سے مقابلہ کروں اور اس کا سر بادشاہ کے حضور میں پیش کروں۔ مگر میں یہاں اجنبی ہوں۔ میں علی کو جانتا نہیں تو میری رہنمائی کر اور مجھے علی کے پاس چھوڑ آ۔ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔ امیر المومنین نے فرمایا یہ کام بہت آسان ہے میں تیری رہنمائی کروں گا اور تجھے اس کرب سے نجات دلاؤں گا۔ اگر تو مجھے دریا کے کنارے پر ہی کہہ دیتا تو میں تیری حاجت وہیں پوری کر دیتا۔ آپ اس اجنبی کو لیکر دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ کنارے پر پہنچ کر آپ نے اپنی ذوالفقار اس اجنبی کے ہاتھ میں دی اور فرمایا میرا سر کاٹ لے میں ہی علی بن ابی طالب ہوں۔ اجنبی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا فوراً تلوار ہاتھ سے چھوڑی اور آپ کے قدموں میں گر کر عرض کرنے لگا۔ آپ جیسے بلند و اعلیٰ اخلاق کے مالک پر ایک تو کیا ہزار شہزادیاں قربان کرنے کو تیار ہوں میں نے آج سے اس شہزادی کا خیال دل سے نکال دیا ہے۔ میں دل وجان سے آپ کا غلام ہوں میں آپ کا آستانہ چھوڑ کر کبھی نہ جاؤں گا۔

ایک روٹی کا طلب کرنا ۱۵۳

ایک دن ایک سائل حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور روٹی طلب کی آپ نے قنبر سے فرمایا سائل کو روٹی دے۔ قنبر نے عرض کی یا امیر المومنین روٹی اونٹ پر ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا روٹی اونٹ سمیت دے دو قنبر نے عرض کی اونٹ قطار میں ہیں پتہ نہیں کس اونٹ پر روٹی ہے آپ نے فرمایا پوری قطار سائل کو دیدی جائے۔ قنبر فوراً اونٹ کی مہار

چھوڑ کر الگ کھڑا ہو گیا۔ امیر المومنین نے دریافت کیا اے قنبر تو نے اونٹوں کی مہار کیوں چھوڑ دی۔ عرض کی یا امیر المومنین مجھ سے ستا اپنے دل میں خیال کر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی بخشش دو میں آپ کی خدمت سے محروم ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی مشکل ۱۵۴

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک وقت مدینہ میں قحط پڑا اور مجھے ایک دن اور ایک رات کھانے کو کچھ نہ ملا۔ میں ایک صحابی کے گھر گیا اور ان سے ایک آیت کے متعلق دریافت کیا حالانکہ میں ان سے اس آیت کے بارے میں زیادہ جانتا تھا۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے دروازے تک گیا۔ آپ نے مجھے رخصت کیا۔ پھر میں ایک صحابی کے گھر گیا اُن سے بھی ایک آیت کے لئے پوچھا حالانکہ میں اُن سے زیادہ جانتا تھا مگر انھوں نے بھی مجھے رخصت کر دیا۔ اس کے بعد میں حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے بہت اچھی طرح اس آیت کے لئے بتایا جب میں رخصت ہونے لگا تو آپ مجھے ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے میرے لئے دسترخوان بچھایا مجھے دو روٹیاں اور روغن دیا میں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ مجھے دیکھ کر مسکرا دئے اور فرمایا تم بتاؤ گے یا میں سب کچھ بتاؤں۔ آپ نے مجھے تمام حالات بتائے جو کچھ مجھ پر گذرے تھے اور فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے آگاہ کیا ہے۔ اس طرح حضرت ابوہریرہؓ کی حاجت درِ علی سے پوری ہوئی۔

افطار کے وقت ۱۵۵

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسنؑ و حسینؑ بیمار

ہوئے تو آنحضرتؐ اور جناب کے ساتھ دیگر صحابہ بھی حضرت علی کے گھر تشریف لے گئے۔ کسی نے آپ کو مشورہ دیا کہ یا ابوالحسن آپ اپنے شہزادوں کے لئے نذر مانیں۔ آپ نے نذر مانی کہ دونوں شہزادے ٹھیک ہو جائیں تو ہم تین روزے رکھیں گے۔ خداوند کریم نے آپ کے شہزادوں کو شفا عطا فرمائی آپ نے اور بی بی سیدہ نے روزہ رکھا گو کہ کھانے کو کچھ نہ تھا جب افطار کا وقت آیا تو کسی سے ادھار لیکر کھانے کا انتظام کیا۔ ابھی افطار میں چند لمحے باقی تھے کہ دروازے پر سائل نے آواز دی کہ میں اسیر ہوں فلاں وقت سے بھوکا ہوں حالات اور وقت کا تقاضا کچھ اور تھا۔ جناب نے اپنے نفس کو زحمت دینا گوارہ فرمایا اور تمام کھانا اس سائل کے حوالے کر کے پانی و نمک سے روزہ افطار کیا اور شکرانہ کی نماز ادا فرمائی دوسرا دن آیا روزہ رکھا گیا۔ عین افطار کے وقت ایک سائل کی آواز نے بے چین کیا۔ میں یتیم ہوں۔ بھوکا ہوں۔ آپ نے تمام کھانا اس یتیم کے سپرد فرمایا اور خود صبر و شکر سے کام لیا۔ نذر کے مطابق تیسرا روزہ رکھا گیا۔ عین افطار کے وقت ایک سائل کی صدا آپ کے کاشانہ سے ٹکرائی۔ پردیسی ہوں، بھوکا ہوں یہ ممکن ہی نہ تھا کہ کوئی اپنی حاجت لیکر آئے اور درِ علی سے خالی ہاتھ چلا جائے۔ گو کہ آپ خود فاقہ سے ہیں مگر تیسرے دن بھی آپ نے سائل کو کھانا عطا کیا آپ مسلسل تین دن تک نمک اور پانی سے افطار کرتے رہے کسی لمحہ بھی مشکل آئی تو مشکل کشا نے مشکل آسان فرمائی۔ درِ علی وہ در ہے جہاں سے مانگنے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی فوراً حضرت جبرئیل اس آیت کی خوشخبری دینے آئے ربِ العزت نے اس اطاعت کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا، وہ لوگ جو کھلاتے ہیں اپنے حب سے مسکین، یتیم اور اسیر کو۔ یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

۱۵۶ ایک بڑھیا کی صدا

مصور غم۔ علامہ راشد الخیری۔ اپنی کتاب سیدہ کا لال۔ میں آپ کی دریا دلی کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جوکہ ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت علی مشکل کشا جناب سیدہ اور بچوں پر ایک رات فاقہ سے گذری۔ نماز فجر سے فراغت پاکر خدا کا شیر تلاش معاش میں گھر سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی ذریعہ یا جگہ میسر نہ آئی دن کا بڑا حصہ ڈھلنے کو آگیا۔ اپنا خیال نہ تھا مگر بی بی سیدہ اور بچوں کے فاقے کی بازار کے متواتر پھیرے کئے مگر کوئی کام نہ ملا۔ آفتاب کی روشنی جھلملانی شروع ہوئی شیر خدا۔ سیدہ عالم خاتون جنت سردار جنت فاقے سے ہیں نماز مغرب کے بعد شام کی تاریکی پردہ دنیا پر چھا رہی تھی۔ ایک تاجر اپنا سامان لیکر پہنچا جن مبارک ہاتھوں نے خیبر کا دروازہ چشم زدن میں اکھاڑ پھینکا تھا جن کو توسہ دنیا کائنات فلکی کا فخر تھا وہ ہاتھ اسباب ڈھونے میں مصروف ہو گئے۔ دنیا کی آنکھیں اس سے زیادہ اور کیا دیکھ سکیں گی کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ کے داماد خاتون جنت کے سر کے تاج حسنین کا باپ خدا کا شیر بدی بچوں کا پیٹ بھرنے کے واسطے ان کندھوں پر جو حسن و حسین کا جھولا ہیں بھاری اسباب ڈھو رہا ہے۔ چہرہ خاک آلود ہے۔ لباس گرد میں اٹ رہا ہے اور انسانیت کی اس مجسم و مکمل تصویر نے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر میں جلدی جلدی قدم بڑھائے۔ مدینہ کی گلیاں ان مبارک قدموں کو ذوق و شوق میں بوسے دے رہی تھیں۔ مدینہ کی گلیاں اپنے سینہ پر علی کے قدم پاکر فخر سے سینہ تان رہی تھیں ایسے میں ایک بڑھیا لکڑی ٹیکتی ہوئی سامنے آئی اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر فرمانے لگی۔ علی میں اور میرا بوڑھا شوہر تین وقت سے بھوکے ہیں خدا کے واسطے ہمارا پیٹ بھر دے۔ بڑھیا کے الفاظ زنجیر بن کر جناب

امیر کے پاؤں میں پڑے۔ مقابلہ برابر کا تھا۔ تین ہی وقت کا فاقہ جناب سیدہ اور ان کے بچوں پر تھا۔ فطرت انسانی کا تقاضا کچھ اور تھا مگر شیر خدا جس کا دل، دل نہیں نور الہی کا ٹکڑا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ شیر خدا کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے اور سائل نامراد پلٹے۔ دو درہم اس بڑھیا کے حوالے کیا اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ صبر و شکر کے ساتھ خالی ہاتھ گھر کی طرف پلٹے۔ باب خیبر کو اکھاڑنے والے ہاتھوں کو جب شہزادی کونین خاتون جنت نے دیکھا تو چھالے پڑے ہوئے تھے ہاتھوں کو بوسے دئے اور فرمایا یا علی مجھے فخر ہے کہ میں تیری بیوی ہوں۔

۱۵۷ بھوک کی شکایت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بھوک کی شکایت کی۔ رسول اللہ نے اپنی ازواجؓ کے پاس اس شخص کو روانہ کیا۔ مگر ہر جگہ سے جواب ملا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ شخص پلٹا۔ آپؐ نے فرمایا آج کا کھانا اس شخص کو کون دے گا۔ حضرت علی بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ آپ اس شخص کو لیکر اپنے گھر تشریف لائے۔ آپ نے جناب سیدہ سے فرمایا کہ کھانے کے لئے کوئی چیز ہے جناب سیدہ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک بچے کا کھانا رکھا ہوا ہے مگر ہم ایثار سے کام لیں گے اور ہم اپنے مہمان کو کھانا کھلائیں گے۔ حضرت علی نے فرمایا اے دختر رسولؐ بچوں کو سلا دیں اور چراغ گل کردیں۔ آپ نے اس شخص کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ کھانے سے فارغ ہوتے جناب سیدہ نے چراغ روشن کیا تو دیکھا کہ پیالہ کھانے سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت

علی نے صبح کے وقت رسولؐ خدا کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب رسولؐ خدا نے نماز کا سلام پھیرا تو حضرت علی کی طرف دیکھ کر سخت روئے اور فرمایا اے علی تمہارے رات والے کام سے اللہ تعالیٰ تعجب میں ہے اور یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ (یعنی خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک بیوہ کی مشکل ۱۵۸

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گذر ایک بازار سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے کندھوں پر پانی سے بھری ہوئی مشک اٹھائے جا رہی ہے آپ فوراً اس عورت کے پاس گئے اور اس سے مشک لیکر خود اپنے کندھوں پر اٹھا کر اسے اس کے گھر تک چھوڑ آئے۔ آپ نے اس عورت کے حالات دریافت کئے۔ عورت نے کہا میرا شوہر شہید ہو چکا ہے اب اس کے یتیم بچے ہیں جن کی پرورش کے لئے مجھے یہ محنت و مشقت کرنا پڑتی ہے میرا کوئی سہارا نہیں اس وجہ سے مجبوراً مجھے لوگوں کی خدمت کرنا پڑتی ہے آپ نے فرمایا میرا انتظار کریں ابھی آتا ہوں۔ کچھ دیر بعد آپ ایک تھیلا لئے ہوئے اس عورت کے گھر پہنچ گئے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا تجھے اختیار ہے کہ تو آٹا خود گوندھے اور روٹی پکائے جب تک میں ان بچوں کو بہلاتا ہوں یا ان بچوں کو بہلاؤ میں کھانا تیار کرتا ہوں۔ عورت نے عرض کی میں کھانا تیار کرتی ہوں عورت کھانا پکانے میں مشغول ہو گئی۔ آپ جب تک بچوں کو بہلاتے رہے کھانا تیار ہونے کے بعد آپ ان بچوں کو اپنے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر بچے اور ان کے منہ میں ڈالتے ہوئے فرماتے۔ بچوں مجھے معاف کرنا مجھ سے اتنی کوتاہی ہوئی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اتنے میں ہمسایہ کی

ایک عورت آئی۔ اس عورت نے آپ کو پہچان لیا اور کہنے لگی تجھے شرم نہیں آتی۔ تو امیر المومنین حضرت علیؑ سے خدمت لے رہی ہے اس بات سے عورت شرمندہ ہو کر کہنے لگی یا امیر المومنین مجھے معاف فرمائیں مجھے پتہ نہ تھا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اے خاتون میں تم سے بہت شرمندہ ہوں مجھے تم معاف کر دینا میں نے تمہارے بارے میں اس قدر کوتاہی کی۔

ایک انار کا بدلہ ۱۵۹

مشہور محقق اہل سنت صائم چشتی اپنی کتاب البتول میں معتبر روایت کے ساتھ درج فرماتے ہیں ایک مرتبہ حیدر کرار حضرت علی باہر سے تشریف لائے تو گھر میں جناب سیدہ کو سخت بخار میں مبتلا پایا۔ جناب سیدہ کی یہ حالت دیکھ کر حیدر کرار حضرت علی بیقرار ہوئے۔ آپ نے جناب سیدہ سے فرمایا اے بنت رسولؐ اگر آپ کا میٹھی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے تو میں انار بازار سے لیکر آؤں۔ آپ اٹھے اور بازار کی طرف جناب سیدہ کے لئے انار لینے کے لئے روانہ ہو گئے مگر دل میں خیال آیا کہ آپ کے پاس پیسے تو نہیں ہیں۔ آخر اس کا حل یہ کیا کہ آپ نے ایک دینار قرض لیا بازار سے ایک اچھا سا انار خرید فرمایا اور جلدی جلدی اپنے گھر کے جانب چلتے آپ کی مسرت و خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا کہ آج آپ جناب سیدہ کے لئے انار لئے جا رہے تھے ابھی راستے میں ہی تھے آپ نے ایک بوڑھے بیمار کو کراہتے ہوئے دیکھا یہ تو ممکن نہیں تھا کہ آپ کسی شخص کو اس حالت میں دیکھیں اور منہ موڑ کر چلیں جائیں آپ اس بوڑھے بیمار کے قریب گئے اور فرمایا بابا تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ بیمار نے عرض کی۔ یا علی پانچ روز ہو گئے ہیں اس طرح بیماری کے عالم میں پڑا ہوں لوگ مجھے دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔

کسی نے میرا حال نہیں پوچھا۔ اس بیماری میں میرا انار کھانے کو بڑا دل چاہتا ہے اس بیمار کی خواہش سنی تو دل میں خیال آیا مگر یہ ممکن بھی نہ تھا کہ آپ کے سامنے کوئی اپنی حاجت بیان کرے اور آپ اسے پورا نہ کریں فوراً انار اس بیمار کے حوالے کیا اسے اپنے ہاتھوں سے کھلایا۔ جب یہ شخص انار کھا چکا تو اس کا بخار بھی اتر گیا۔ اس حاجت مند کی حاجت پوری کرنے کا یہ اثر ہوا کہ آپ کے گھر میں جناب سیدہ بھی تندرست ہو گئیں۔ حضرت علیؑ شہر پلٹے ہوئے اور یہ سوچتے ہوئے گھر میں تشریف لے گئے کہ میں بنت رسولؐ کو کیا جواب دوں گا۔ آپ نے گھر میں قدم ہی رکھا تھا کہ جناب سیدہ نے اٹھ کر اس طرح آپ کا استقبال کیا کہ جیسے آپ کو بخار ہی نہیں تھا اور جناب سیدہ نے فرمایا یا علی آپ کیوں مغموم ہیں مجھے اللہ کی عزت و جلال کی قسم جب آپ اس مریض کو انار کھلا رہے تھے میرا دل انار سے پھر گیا تھا۔ حضرت علی آپ کو تندرست پا کر بہت خوش ہوئے۔ ابھی چند لمحے ہی گذرے تھے کہ آپ کے دروازے پر کسی نے دستک دی حضرت علی نے دریافت کیا کون ہے۔ جواب آیا میں سلمانؓ فارسی ہوں۔ آپ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ سلمان فارسیؓ کے ہاتھ میں ایک طباق تھا جو رومال سے ڈھکا ہوا تھا یہ طباق آپ نے حضرت علی کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہاں سے لائے ہو۔ سلمان فارسیؓ نے جواب دیا خدا تعالیٰ نے رسول اللہ کی طرف اور رسول اللہ نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ جناب حیدر کرار نے اس طباق سے رومال اٹھایا تو اس میں نو انار تھے آپ نے فرمایا کہ یہ انار اگر میرے لئے آئے ہیں تو دس ہونے چاہئے تھے کیونکہ خدا کا فرمان ہے جو ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں جناب سلمان نے ایک انار جو انہوں نے آپ کا امتحان لینے کے لئے آستین میں چھپا رکھا تھا وہ دے دیا اور کہا بیشک آپ نے درست فرمایا ہے کہ انار دس ہیں

میدان جنگ اور مشکل کشا

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار

شجاعانِ عالم کی اگر فہرست مرتب کی جائے تو چند نمایاں نام دنیا کے سامنے آتے ہیں ان میں بغیر کسی عقیدت کے بغیر کسی تعصب کے جو نام سرفہرست ہو گا وہ ذات گرامی علی بن ابی طالب کی ہو گی جس کا مدمقابل کوئی نہیں جس کو زیر کرنے والا کوئی نہیں جس کے مقابلے پر آتے ہوئے عربستان کے بڑے بڑے قوی ہیکل لرزہ جاتے۔ خوف سے دل بیٹھ جاتا جس کا نام سنتے ہی دشمن میدان جنگ سے بھاگ اٹھتے۔ میرا چیلنج ہے کہ تاریخ اٹھا کر دیکھیں حق و باطل کا کوئی ایسا معرکہ نہیں جس میں ذوالفقار حیدری برق بن کر دشمنوں پر نہ گری ہو۔ تاریخ خاموش ہے کہ جب بھی کفرستان کے نامور بہادروں نے لشکر اسلام کو چیلنج دیا تو کسی میں اتنی ہمت و جرات نہیں ہوئی جو عمرو بن عبدود۔ مرحب عنتر۔ طلحہ بن طلحہ کا غرور خاک میں ملا دے۔ ایک ہی تلوار میدان جنگ میں چمکتی ہوئی دشمنوں کا غرور خاک میں ملاتی ہوئی نظر آتی ہے وہ "تلوار ذوالفقار حیدری" ہے۔

سنو مسلمانوں! تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے علی کی "تلوار تخت و تاج کے لئے نہ تھی۔ علی کی تلوار نے شہروں کو ویران نہیں کیا۔ علی کی تلوار نے دیہاتوں کو برباد نہیں کیا۔ علی کی "تلوار کا مقصد اپنی قوت اور اپنی شجاعت کا لوہا منوانا نہ تھا۔ اگر علی کی تلوار کا مقصد حکومت ہوتا تو علی محول میں دنیا بھر کو فتح کر کے فاتح اعظم بن کر دنیا پر حکمرانی کر سکتے تھے۔ لیکن علیؑ کا مقصد حکمرانی نہ تھا۔ تخت و تاج نہ تھا۔ علی کی "تلوار فقط اللہ کے نام کے لئے تھی۔ علی کی تلوار نصرت اسلام اور رفاقت خیر الانام کے لئے اٹھی

تھی جو حق کو بلند کرنا چاہتی تھی باطل کو سرنگوں دیکھنا چاہتی ہے جو ظالم کے لیئے تازیانہ تھی مظلوم کے لیئے ڈھارس تھی۔ کیا کوئی تاریخ عالم میں ایسا بھی ہے جس کی جنگ کا مقصد صرف رضا الہٰی ہو۔

تمام غزوات کی تفصیلات ہر تاریخ میں موجود ہے۔ اور میرا چیلنج ہے سنی، شیعہ بھائی متفق ہیں۔ کوئی فرد اس کو رد نہیں کرسکتا تھا کہ تمام غزوات میں اسلام لشکر کا پرچم نہ صرف علی کے پاس رہا بلکہ تمام غزوات میں مشرکین کے لشکر سے مارے جانے والوں میں سے علی مرتضٰی نے تن تنہا نصف سے زائد تعداد کا خاتمہ کیا۔ جب بھی کسی غزوہ میں مشکل و کٹھن وقت آیا۔ دشمن کی للکار چیلنج بنی۔ مسلمانوں کو ناکامی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ تو اس وقت علی ہی آگے بڑھے اور ذوالفقار حیدری کے کمال و جمال نے اسلامی لشکر کی شکست کو فتح میں تبدیل کرکے رکھدیا۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ متعدد مرتبہ ایسے مناظر بھی دیکھنے میں آئے کہ اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا۔ تمام مسلمان پیغمبر اعظمؐ کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے مگر ایک علی ہیں جو سایہ کی طرح نصرت اسلام اور رنا تنت خیر الانام کا ساتھ نبھائے جاتے ہیں۔

آج کے دور میں مسلمان جب علی کی قوت شجاعت، بہادری، پر نظر ڈالتا ہے تو اس کی عقل بے بس ہو جاتی ہے کہ کیا کسی ایک فرد سے ایسا ممکن ہے تو اس مقام پر میں یہ کہوں گا کہ علی کے لیئے جو کچھ تم نے پڑھا ہے وہ ان کے کمال حرب و ضرب سمندر کے قطرے کے مانند ہے۔ علی مرتضٰی کی قوت کا اندازہ ہے، نا بشری عقل و فطرت سے بالاتر ہے۔ علی مرتضٰی کیا ہیں۔

ذات حیدر کو کوئی کیا جانے
یا نبی جانے یا خدا جانے

حضرت ابی حمرا سے روایت ہے جب رسولؐ خدا معراج کی شب آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تو عرش کے پائے پر یہ رکھا ہوا پایا۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور انہیں علی کے ذریعہ سے امداد و نصرت فرمائی گئی (بحوالہ مشکل کشا)

جابرؓ روایت کرتے ہیں جب آنحضرتؐ علی کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے تو جبرئیل اس کے داہنے طرف اور میکائیل اس کے بائیں طرف ہوا کرتے تھے اور وہ بغیر فتح کے واپس نہیں آتے۔ (بحوالہ ارجح المطالب)

کوکب دری نے حکایات ناصری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ امیر المومنین علی شیر کی طرح نعرہ مارتے اور شیر کی طرح جھپٹ کر حملے کرتے۔ آپ کی قوت شیر سے بدرجہ بڑھی ہوئی تھی جس نے در خیبر کی بنیاد کو اکھاڑ ڈالا۔
(صفحہ ۵۰۰ کوکب دری)

عمدۃ المطالب جلد اول میں تحریر ہے کہ جب حضرت علیؑ مشرکین پر حملے کرتے تو وہ پہاڑوں کی طرف دوڑ کر بھاگ جاتے۔ قریش آپ کو جنگ میں دیکھتے تھے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے تھے۔

حدیث خیبر میں رسولؐ اللہ نے آپ کا نام بار بار حملہ کرنے والا اور نہ بھاگنے والا رکھا رسول اللہ۔ علی کا نام گرامی لیکر کفار کو ڈرایا کرتے تھے

ایک جنگ میں ایک شخص نے علی مرتضٰی کو دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ اور کہتا جاتا موت کا فرشتہ ادھر ہوتا ہے جہاں علی ہوتے ہیں۔ دشمنان علی بھی۔ آپ کی شجاعت کے لئے بے ساختہ کہہ اٹھے۔

مروان کہتا ہے خدا کی قسم علی کو قتل کرنا ایسا ہے جیسے وادی کے اژدہ یا جنگل کے شیر کو قتل کرنا۔

عمرو بن عاص کہتا ہے میں نے علی سے زیادہ جنگ سے فرار کو عار سمجھنے والا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

جب حضرت علی شہید ہوئے تو عمرو بن عاص معاویہ کے پاس آیا اور کہا تمہیں بشارت ہو کہ شیر مارا گیا۔

غرض کے مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ خداوند کریم نے دین اسلام کی نصرت اور رسول خدا کی مدد علی کے ذریعہ فرمائی۔ مولا علی مشکل کشا نے اپنی ہمت، استقلال، بہادری ثابت قدمی سے ہر لمحہ یہ ثابت کر دکھایا کہ بجز لوکر نصرت اسلام اور رفاقت خیر الانام میں مجھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ ذوالفقار حیدری اگر نصرت اسلام کے لیے نہ اٹھتی تو دین اسلام کا خاتمہ پہلے ہی مرحلہ میں ہو جاتا۔ عربستان کی سرزمین میں اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا بلکہ جگہ جگہ بت ہی پوجے جاتے۔

دیکھا یہی گیا ہے کہ ہر دور میں جب بھی مشکل وقت کٹھن لمحات آئے بے ساختہ ہر زبان پر علی کا نام آیا۔ سنہ ۱۹۴۷ء، سنہ ۱۹۶۵ء، سنہ ۱۹۷۱ء کے معرکے میں ہر رن میں ایک ہی نعرے کی صدا بلند ہوتی ہوئی نظر آئی۔ یا علی یا علی۔ نہ صرف پاکستانی فوج بلکہ ہندی فوج جب بھی پسپا ہوتی تو وہ اپنی قوت بڑھانے کی خاطر علی کا نام لیتے۔ آج بھی جب کوئی پہلوان میدان کے لیے مقابلہ میں جاتا ہے تو یا علی کا نعرہ ہی بلند کرتا جاتا ہے نعرہ یا علی صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ غیر مسلم عقیدتمند بھی اپنی قوت اپنی شجاعت میں اضافہ کے لیے نعرہ حیدری لگاتے ہیں۔ روم کے سردار اپنی تلوار پر آپ کا نام مبارک کندہ کرتے ہیں کہ آپ کے نام کو فتح و نصرت کی علامت سمجھا جاتا ہے

تیرا خاک میں ہے شرر اگر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

عقیل وہ ہے جو دو بڑی بلا سے بچے
علیؑ کی تیغ سے زہرا کی بد دعا سے بچے

جنگ بدر ۱۶۰

حق و باطل کا پہلا معرکہ جسے تاریخ اسلام جنگ بدر کے نام سے یاد کرتی ہے۔ پیغمبر اعظمؐ اپنے ۳۱۳ جانثاروں کے ساتھ کفار مکہ کے ایک ہزار اسلحہ پوش جری بہادروں کے مقابلہ پر خیمہ زن ہوئے کفار اپنی پوری آب و تاب اپنے جوانوں کی قوت کے نشہ میں چور آلات جنگ و کثرت تعداد پہ نازاں، ہر جوان شجاعت میں اپنی مثل آپ حرب و ضرب کے ماہر مکاری و عیاری کے استاد کامل سردار لشکر ابوجہل اس ناپاک ارادے سے اپنے تین آزمودہ جری جوانوں کو میدان بدر میں روانہ کرتا ہے کہ ان کی للکار کا لشکر اسلام میں جواب دینے والا کوئی نہیں۔ پیغمبر اعظم نے۔ معاذ، معوذ اور عوف انصاری کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا مگر ان سرکشوں اور اپنی شجاعت پر نازاں کافروں نے یہ کہہ کر لڑنے سے انکار کر دیا یہ ہمارے جوڑ نہیں ایسے میں پیغمبر اعظمؐ کو بنی ہاشم کے جوان یاد آئے اور فرمایا۔ عبیدہ۔ حمزہ، علی اٹھو اور ان سے مقابلہ کرو۔ یہ سننا تھا کہ تینوں اپنے شکاروں پر جھپٹ پڑے پل ہی پل میں ان کا غرور خاک میں ملا دیا اب تو جو بھی کافر آتا علی آگے بڑھتے۔ شیر کی طرح اس پر جھپٹ کر اس کا کام تمام کرتے دیکھتے ہی دیکھتے علی نے میدان بدر کو پامال کر ڈالا۔ وہ غرور وہ طاقت وہ شجاعت، علی کی تلوار نے تمام کر ڈالی۔ ذوالفقار حیدری نے یہ ثابت کر دکھایا کہ اگر میدان بدر میں ذوالفقار حیدری دشمنوں کے سروں پہ نہ برستی تو دین اسلام کا بدر کے میدان میں اسلامی لشکر کی شکست کے ساتھ ساتھ خاتمہ ہو جاتا۔ یہ علیؑ ہیں جن کی بدولت نہ صرف لشکر اسلام کو شاندار فتح حاصل ہوئی بلکہ کفار مکہ کے غرور خاک میں ملا دئے اور ذوالفقار حیدری نے اسلامی پرچم کو سرنگوں ہونے سے بچا لیا۔

میرا چیلنج ہے کہ دنیا کی تاریخ لکھنے والا خواہ کوئی بھی ہو کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو کس دین سے تعلق رکھتا ہو مگر یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ کفار مکہ کے ستر جہنمیوں میں سے ۳۹ جہنمی آپ کے ہاتھوں مارے گئے اس حقیقت کے سامنے سب کو اعتراف کرنا ہوگا کہ اگر بدر میں اہل اسلام کو کامیابی نہ ہوتی تو مشرکین آج ہی کے دن اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر ڈالتے۔ ہر تاریخ گواہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے مخصوص ان لوگوں کو چن چن کر قتل کیا۔ جو عداوت اسلام اور آنحضرتؐ کے بدترین دشمن تھے اور بالخصوص ایسے لوگوں کو اپنی تلوار سے ٹکڑے کیا جن کی شجاعت۔ طاقت حرب وضرب پر اہل مکہ کو ناز تھا میرا مقصد جنگ کی تفصیلات بیان کرنا نہیں غرض صرف اتنی ہے کہ علی نہ ہوتے تو بدر کا میدان پامال نہ ہوتا، سنی، شیعہ، مسلم وغیر مسلم تمام مورخین متفق ہیں کہ علی مرتضیٰ کے ہاتھوں کم از کم ۔ ۲ میں سے ۳۶ بعضوں نے تعداد چالیس تک بیان کی ہے ہم یہاں پر ان جہنمیوں کے نام درج کرتے ہیں۔

(۱) ولید بن عتبہ (۲) عاص بن سعید (۳) طعیمہ بن عدی (۴) نوفل بن خویلد (۵) عامر بن عبداللہ (۶) نضر بن حارث (۷) عبداللہ بن منذر (۸) حاجب ابن سائب (۹) عاصی ابن منبہ (۱۰) ابوالعاص بن قیس (۱۱) اوس بن مغیرہ (۱۲) معاویہ بن مغیرہ (۱۳) حرملہ بن عمر (۱۴) حرملہ بن اسد (۱۵) مسعود ابن المغیرہ (۱۶) ابوالعیس بن الفاکہ (۱۷) عقبہ بن ابی معیط (۱۸) عمر ابن عثمان (۱۹) عمر ابن قیس (۲۰) قیس ابن الولید (۲۱) ابن المغیرہ (۲۲) حنظلہ بن ابوسفیان (۲۳) عتبہ بن ابی ربیعہ (۲۴) زمعہ بن اسود (۲۵) عقیل بن اسود (۲۶) علقمہ ابن کلدہ (۲۷) ابوالعاص بن قیس (۲۸) غانم ابن ابی عوف (۲۹) نوزان بن ربیعہ (۳۰) اوس بن المغیرہ۔
(۳۱) زید بن ملیص (۳۲) غانم ابن ابی عوف (۳۳) سعید بن وہب (۳۴) عبداللہ بن جمیل (۳۵) ابوالحکم بن الاخنس (۳۶) ہشام بن ابی امیہ

(بحوالہ عمدۃ المطالب، کوکب دری، نفس رسول جلد چہارم، مشکل کشا و دیگر کتب)

پئے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لیکر
چلا میدان میں شیر خدا نام خدا لے کر

جنگ احد ۱۶۱

تاریخ اسلام کا دوسرا بڑا اہم معرکہ جسے تاریخ عالم جنگ احد کے نام سے یاد کرتی ہے۔ کفار مکہ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے تجربہ کار سالار ابوسفیان کی قیادت میں ایک مرتبہ پھر ۔۔۔ ، جاں نثاروں اور دین اسلام کو مٹانے کے لئے ۵۰۰۰ نامی گرامی ۔ آزمودہ تجربہ کار، حرب وضرب کے ماہروں کو لیکر مقابلہ کے لئے اس مرتبہ ذلیل ترین مخالفِ اسلام ہندہ بھی اپنی تمام تر مکاریوں، عیاریوں دلفریبیوں، کے ساتھ اپنے جوانوں کی ہمت بڑھانے کی غرض سے میدان جنگ میں پیش پیش رہی۔

مسلمانوں نے اس جنگ میں پیغمبر اعظمؐ کی نافرمانی کی اور آپ کی زبردست تاکید کے باوجود بھی دنیاوی طمع ولالچ کی وجہ سے اس گھاٹی کو چھوڑ دیا جس کے لئے پیغمبر اعظمؐ نے فرمایا تھا کہ خواہ لشکر اسلام کسی حالت میں بھی ہو شکست ہو یا فتح۔ خواہ کچھ بھی ہو مگر تمہیں یہ گھاٹی نہیں چھوڑنی اس تاکید کے باوجود بھی انہوں نے گھاٹی چھوڑ دی اور مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی جو عظیم تھی اس سے نہ صرف محروم رہ گئے بلکہ حضرت امیر حمزہؓ و دیگر نامور صحابی ان نافرمان مسلمانوں کی وجہ سے جدا ہو گئے۔ آخر کار مولا علی مشکل کشا کی سخت جنگ کے بعد آخری فتح مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔

مشکل کشا علی شیر خدا نے احد کے دن جس جوانمردی۔ حوصلہ مندی ثابت قدمی، شجاعت استقلال کا مظاہرہ فرمایا وہ تاریخ اسلام کے لئے باعث فخر ہے مجھے یہ کہنے میں ذرا بھر بھی عار نہیں محسوس

ہوتا کہ علی اگر اُحد کے دن نہ ہوتے تو مسلمانوں کی تاریخ عالم کے سامنے مجروح کر رہ جاتی۔ صرف علی ہی کی ذات ایسی نظر آتی ہے جو احد کے دن آخری وقت تک میدان جنگ میں ثابت قدم رہی۔ ایک طرف مشکل کشا نے کفار مکہ کے جتھوں۔ حرب وضرب کے ماہر اور بڑے بڑے نامور سرداروں کے جن کی جوانمردی ضرب المثل تھی انکیں موت کی نیند سلا دیا۔ احد کے دن آپ کا پہلا شکار عرب کا مشہور بہادر طلحہ بن طلحہ ہے جو مشرکین کا پرچم بلند کئے ہوتے لشکر اسلام کو بار بار للکار رہا تھا مگر آپ نے پل بھر میں اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اس طرح مشرکین کا پرچم جس نے بھی تھاما وہ علی کے ہاتھوں مارا گیا۔ باری باری کر کے علمبردار علی کے ہاتھوں مارے گئے۔ پھر کسی میں اتنی ہمت بھی نہ رہی کہ وہ اپنے لشکر کا پرچم بلند کرتا۔ کیونکہ یہ پرچم ایسا منحوس ثابت ہوا جس نے بھی تھاما وہ علی کے ہاتھوں مارا گیا۔ مشرکین کی فوج علی مرتضیٰ کے متواتر حملوں سے بالکل مجبور اور بے بس ہو چکی تھی۔ ایسے میں وہ تیر انداز جنھیں پیغمبر اعظمؐ نے اس گھاٹی کی حفاظت کے لئے معمور کیا تھا وہ مال غنیمت کی لالچ میں فرمان نبیؐ کو بھلا بیٹھے جس کی وجہ سے اچانک کفار نے حملہ کر دیا۔ ایک حبشی کے ہاتھوں حمزہؓ شہید ہوتے ایسے میں صرف علی ہی تھے جو مشرکین کے مقابلے پر ڈٹے رہے۔ دوسری طرف کفار نے یہ افواہ گرم کر دی کہ آنحضرتؐ مارے گئے۔ علی مشکل کشا نے آپ کو تلاش کیا آپ کو جب زخمی حالت میں پایا تو علی بے چین ہو گئے۔ ایک طرف علی پیغمبر اعظمؐ کے زخموں کی اصلاح فرماتے اور دوسری طرف مشرکین کے بڑھتے ہوئے حملوں کو روکتے ایسی حالت میں پیغمبر اعظمؐ نے علی سے پوچھا اور لوگ کہاں ہیں آپ نے فرمایا سب نے نقض عہد کیا ہے آپ نے فرمایا تم نے ان کا ساتھ کیوں نہ دیا۔ علی نے فرمایا ایمان

کے بعد کفر نہیں ہو سکتا۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ علی مرتضیٰ کی عظیم استقلال پائیداری، مستقل مزاجی نہ ہوتی تو دین اسلام کی خیر نہ ہوتی کیوں کہ مجاہدین میں سے کسی کی بھی ثابت قدمی نہیں ملتی ہے۔ علی مرتضیٰ نے ایک وقت میں دو اہم فرض ادا کئے ایک طرف نصرت اسلام اور دوسری طرف رفاقت خیر الانام اس موقعہ پر پیغمبر اعظمؐ نے اپنے جاں نثار و وفادار بھائی کی ہمت اور استقلال دیکھ کر عجیب محبت سے ارشاد فرمایا۔ "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں"۔ اس آواز کے بعد ایک اور صدا گونجی میں تم دونوں کے ساتھ ہوں یہ آواز حضرت جبرئیل کی تھی۔

علی مرتضیٰ کی شجاعت۔ بہادری۔ دلیری۔ ثابت قدمی کی بدولت رسولؐ خدا تمام غزوات میں کامیاب وکامران ہوئے اگر علی مرتضیٰ نہ ہوتے تو ہر معرکہ دین اسلام کے لئے آخری معرکہ ثابت ہوتا یا علی بھی دیگر مسلمانوں کی طرح میدان جنگ سے گھر کی راہ لیتے تو یقیناً لشکر اسلام میں کوئی بھی ایسا جری بہادر نہ تھا جو تن تنہا مشرکین کے نصف لشکر کا کام تمام کرتا۔ خصوصی طور پر اُحد کے دن علی مرتضیٰ کی ثابت قدمی، دلیری، شجاعت کا چرچہ صرف زمین تک ہی نہ تھا بلکہ آپ کی شجاعت کی داد کے لئے ہاتف غیبی نے صدا بلند کی اور تمام تاریخیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ آج ہی کے دن علی مرتضیٰ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کے لقب سے یاد کئے گئے اور آج ہی کے دن جناب رسولؐ خدا نے جناب علی مرتضیٰ کی مدح میں غیب سے نادعلیؑ کی بشارت پائی جو صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ہر مسلمان کی زبان پر درد و مصیبت کی حالت میں بے ساختہ جاری ہو جاتی ہے۔

دین اسلام احد کے دن علی مرتضیٰ کی حمایت اور نصرت کا بحد ممنون ہے۔ پیغمبر اعظمؐ آپ سے اس قدر مسرور ہوئے اور خاتمہ جنگ پر تمام اہل اسلام کے سامنے فرمایا۔

اے ابوالحسن اگر تمام خلقت کے ایمان میزان کے ایک پلہ میں رکھے جائیں اور تمہارے روز اُحد کے اعمال دوسرے پلہ میں تو تمہارے اعمال والا پلہ بھاری ہوگا۔ تمام خلائق کے اعمال سے خدائے تعالیٰ اور تمام ملائکہ مقربین نے اس دن تمہارے اعمال پر فخر و مباہات کیا اور بہشت اور اس کی تمام چیزیں تمہیں اس دن شوق کی نگاہ سے دیکھتی تھیں خداوند عالم تمہارے فعل سے خوش اور رضامند ہوا۔ اور اس روز کا صلہ وہ تم کو ایسا دے گا کہ تمام نبی، رسول، صدیق، شہید تک غبطہ کریں گے۔

(بحوالہ سراج المبین)

احد کا میدان جنگ صرف میدان جنگ ہی نہ تھا بلکہ ہمت استقلال، ثابت قدمی کا ایک امتحان تھا۔ اور اس امر پر دنیا کی تمام تاریخیں متفق ہیں کہ علی نے نہ صرف ذوالفقار حیدری سے دشمنان اسلام کے پرخچے اڑا دئے بلکہ جب تمام مسلمان اُحد میں پیغمبر اعظمؐ کو تنہا چھوڑ گئے اس زخمی و تنہائی کی حالت میں علی مرتضیٰ آپ کے مددگار بنے رہے۔ اس سے بڑھکر تاریخ عالم اور کیا مثال پیش کرسکتی ہے کہ علی مرتضیٰ نے اُحد کے معرکہ میں مارے جانے والے کل مشرکین میں سے نصف سے زائد کو تن تنہا قتل کیا ان میں۲ عرب کے نامور بہادر بھی شامل ہیں جن کے نام سے مکہ کے در و دیوار لرز جاتے تھے اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے کتاب شان علی دیکھیئے۔

(۱) سردار لشکر طلحہ ابن طلحہ (۲) طلحہ کا بیٹا ابوسعید (۳) اس کا بھائی خالد (۴) مخلد (۵) دکاوہ (۶) دمحاس (۷) عبدالرحمٰن ابن حمید۔

(۸) حکیم ابن اخنس (۹) ولید بن ارطاۃ (۱۰) امیہ ابن ابی حذلیفہ (۱۱) ارطاۃ ابن شرجیل (۱۲) ہشام بن امیہ (۱۳) مسافع (۱۴) عمرو ابن عبداللہ (۱۵) بشر ابن مالک (۱۶) صواب مولی عبدالبدار (۱۷) ابوحذلیفہ ابن مغیرہ۔ (۱۸) قاسط ابن شریح (۱۹) مغیرہ ابن مغیرہ (۲۰) ان کے علاوہ ان مشرکین کو بھی قتل کیا جو شکست کھا کر بھاگ گئے تھے۔

پڑی شمشیر جس پر کردئے ٹکڑے برابر کے
نیبرد شمشیر زن شاہ خیبر شکن ؟

جنگ خندق ۱۶۲

بدر و اُحد کی شرمناک شکست کے بعد مشرکین کے سینوں میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔

ابوسفیان ایک فیصلہ کن معرکہ کے لئے اس مرتبہ عرب کے دیگر قبیلوں کے جری جوانوں کی مدد سے ایک ہزار جاں نثاروں اور دین اسلام کو ہمیشہ کے لئے تہس نہس کرنے کے لئے اپنی مکمل تیاری کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ اور اپنے ساتھ عربستان کے مشہور جری بہادر طاقتور۔ حرب و ضرب کے ماہر عمرو بن عبدود کو ساتھ لایا جس کی شجاعت و بہادری سے نہ صرف اس کی قوم والے خائف تھے بلکہ تمام عربستان میں اس کے لئے مشہور تھا کہ اس جوان جیسا بہادر کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی تمام تاریخیں متفق ہیں کہ عمرو بن عبدود کی طاقت ایک ہزار سواروں کے برابر تھی۔ عرب کا کوئی جوان ایسا نہ تھا جو عمرو کے مقابلے پر آتا ہے عمرو کا نام ہی دہشت اور وحشت کی علامت بن چکا تھا۔ کسی میں اتنی جرأت نہ تھی جو اس سے آنکھ بھی ملاسکے ایسے بہادر کا ساتھ لانا اس بات کی علامت ہے کہ ابوسفیان اس مرتبہ نہ صرف اور احد و بدر کی شکست کا بدلا لینا چاہتا ہے بلکہ وہ دین اسلام

کو ہمیشہ کے ختم کرنا چاہتا ہے غرض کے ابوسفیان جن مشہور و معروف
جنگجو، لڑاکے، شہسواروں کو لیکر آیا تھا اس کے رعب و دبدبہ سے مسلمانوں
کے دل دہل گئے۔

سلمان فارسیؓ کے مشورے سے خندقیں تیار کی گئیں ان میں آگ روشن
کی گئی۔ اپنی طاقت کے نشے میں چور۔ عرب کا مشہور شہسوار، لشکر کفار کا
بہادر، دیو پیکر عمرو بن عبدود اپنے چار بہادر ساتھیوں کے ساتھ ایڑ
لگا کر خندق کو پار کر کے آپہنچا۔ بڑے تکبر و غرور۔ جوش و ناز سے پکار
پکار کر کہنے لگا ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے پر آئے۔ اس آواز کا
سننا تھا کہ لشکر اسلام پر مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ تین ہزار جانثاروں
میں جو نبیؐ کی محبت کا دم بھرتے تھے جو قدم قدم پر دین اسلام پر جان قربان
کرنے کا وعدہ کرتے تھے کسی میں بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آج دین اسلام کی
لاج رکھے۔ کوئی ایسا جوان نہ تھا جو آج باطل کے چیلنج کا مقابلہ کرے تاریخ
عالم پکار پکار کر کہہ رہی ہے بروز خندق عمرو بن عبدود کی للکار کا جواب
دینے والا لشکر اسلام میں کوئی فرد نہ تھا ایسے میں ایک جوان کی آواز فضا
میں گونجی اور عرض کی یا رسول اللہؐ میں مقابلے کے لئے جاتا ہوں تاریخ عالم
گواہ ہے وہ آواز شیر خدا۔ حیدر کرار علی مرتضیٰ کی تھی۔ رسول خدا نے
فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ لشکر اسلام پر مکمل خاموشی دیکھ کر عمرو کی ہمت
و استقلال میں اور اضافہ ہوا۔ ایک مرتبہ پھر با آواز بلند اپنے مقابلہ کے
لئے پکارا مگر اس مرتبہ بھی لشکر اسلام پر سکوت کا عالم تھا پھر وہی جوان
اٹھا مگر اجازت نہ ملنے پر بیٹھ گیا۔ دو مرتبہ مقابلے پر پکارنے کے بعد عمرو بن عبدود
نے جب میدان خالی پایا تو لشکر کفار خوشی و مسرت کے طبل بجانے لگا۔
ایک مرتبہ پھر عمرو نے بڑے فخریہ انداز میں اپنے مقابلے کے لئے پکارا۔
عمرو کی للکار سن کر علی مرتضیٰ حیدر کرار آبدیدہ ہو گئے اور رسول خدا کی خدمت

میں عرض کی اب مجھے جانے دیں تاکہ میں اس کا غرور خاک میں ملا دوں۔
تاریخ لکھنے والا سنی ہو یا شیعہ ہو۔ مسلم ہو یا غیر مسلم مگر روز خندق کے
لئے یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ عمرو بن عبدود نے جب بھی مقابلے کے لئے پکارا
تو لشکر اسلام میں صرف علی مرتضیٰ کی آواز گونجی۔ رسول خدا نے اپنے
ہاتھوں سے اپنا عمامہ باندھا۔ پوشاک زیب فرمائی اپنی تلوار عطا فرمائی۔
علی روانہ ہوئے مورخین نے اس موقعہ پر پیغمبر اعظمؐ کے اس ارشاد کو اپنی کتابوں
میں درج کیا ہے۔

آج کُل ایمان کُل کفر کے مقابلے کے لئے جا رہا ہے۔ (متفق علیہ)

میدان خندق میں دو تلواریں ٹکرائیں ایک اسلام کو مٹانے کے لئے
اور دوسری اسلام کو بچانے کے لئے۔ اس مقام پر ذرا سوچیں جو تلوار حق کو
بچانے کے لئے ٹکرائی۔ اگر تلوار ٹوٹ جاتی تو دین اسلام روز خندق ہی دم
توڑ چکا ہوتا۔ یہ ذوالفقار حیدری ہے جس نے ایک طرف عرب کے بہادر عمرو
بن عبدود کا غرور خاک میں ملایا اور دوسری طرف دین اسلام کو تباہ
ہونے سے بچا لیا۔

مورخین متفق ہیں کہ علی مرتضیٰ نے ہر جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری
سے دشمنوں کے لشکر کا صفایا کیا مگر خصوصی طور پر بروز خندق علی کی جنگ
تاریخ عالم میں ضرب المثل بن چکی ہے۔ اگر علی بروز خندق عمرو بن عبدود کے
مقابلے پر نہ جاتے تو تاریخ اسلام کے چہرے پر بزدلی کا بدنما داغ لگ جاتا۔
جو روز حشر تک نہیں دھل سکتا تھا۔ ذرا غور کریں تین ہزار کے لشکر اسلام
میں عمرو بن عبدود کے چیلنج کے جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ اگر اس مقام پر
علی نہ ہوتے ابوسفیان نہ صرف ان تین ہزار دل جانثاروں کو مار رکھتا بلکہ
عرب ان میں اللہ کا نام لینے والا کوئی بھی نہ ہوتا اور ہر طرف بتوں کی پوجا ہوتی۔
یہ علی ہیں جس نے قدم قدم پر دین اسلام کو مٹنے سے بچا لیا۔ بعض نافہم ناسمجھ

خارجی ٹولہ مسلمانوں کو گمراہ کرتا رہتا ہے کہ حضرت علی کی شجاعت و بہادری کی داستانوں کو بیان کر کے صحابہؓ اکرام پر طنز کی جاتی ہے ایسا ہرگز نہیں ہے شان علی بیان کرنا کسی پر طنز نہیں اور پھر کیا تاریخ کو جھٹلایا جا سکتا ہے میں اس خارجی ٹولہ سے سوال کرتا ہوں کہ تم ہی بتاؤ کہ اُحد ۔ بدر، خندق ۔ خیبر۔ حنین ، و دیگر معرکوں میں علی نہ ہوتے تو دین اسلام کو جس شکست کا سامنا کرنا پڑتا؟ ۔ اس کی وجہ سے اللہ کا نام لینے والے اس خطہ ارض پر کوئی نہ ہوتا یہ علی کا دین اسلام پر بہت بڑا احسان ہے کہ علی مرتضیٰ نے ہر معرکہ میں شکست کو فتح میں بدل دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ علی نے دین اسلام کی لاج رکھ لی دین اسلام کا بھرم رکھ لیا ورنہ عربستان میں طلحہ عکرمہ ۔ نوفل ۔ عمرو بن عبدود ، حارث ، مرحب و عنتر کی بہادری و شجاعت کے سامنے کوئی پر نہ مار سکتا تھا ۔

بروز خندق علی مرتضیٰ نے عربستان کے قومی ہیکل مشہور جری و بہادر عمرو بن عبدود کا سر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تو فرط مسرت سے آپ نے علی کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور با آواز بلند فرمایا جس پر ملت اسلامیہ کے تمام فرقے متفق ہیں ۔

بروز خندق علی کی ایک ضربت تمام جہان کے اعمالوں سے افضل ہے جو وہ قیامت تک بجا لائیں گے ۔

حدیث شریف کا ایک ایک لفظ غور طلب ہے عمرو بن عبدود کے مقابلے پر علی کا جانا اور علی مرتضیٰ کی صرف ایک ضربت ہی تمام جہان کے اعمالوں جس میں جن ۔ بشر۔ انبیاء ۔ سب ہی آ جاتے ہیں ان سب سے افضل ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی کی یہ ضربت نہ ہوتی تو اسلام بروز خندق فنا ہو جاتا کیونکہ عمرو کی فتح تمام شرکستان کی فتح ہے اور حیدر کرار کی فتح ایمان اور اسلام کی فتح ہے ۔

افسوس صد افسوس خارجی ٹولہ ہمیشہ حب دار اہل بیت سنی، شیعہ دونوں کے لئے یہی کہتا چلا آ رہا ہے کہ یہ دونوں فرقہ علی کو خواہ مخواہ بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اس کے جواب میں صرف اتنا کہوں گا کہ کسی بشر میں اتنی ہمت و طاقت نہیں کہ وہ شان علی کا احاطہ کر سکے ۔ چونکہ جب ہم میدان جنگ میں علی مرتضیٰ کی شجاعت و بہادری کو دیکھتے ہیں تو انسانی فکر و سوچ حیران و پریشان ہو جاتی ہے لیکن یاد رکھا جائے حیران و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں خداوند کریم نے رسولؐ خدا کی مدد و نصرت علی سے کی ہے ۔

(بحوالہ مشکل کشاؑ)

بروز خندق عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ لشکر کفار جس کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی ۔ عمرو کے قتل ہونے کے بعد کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ خندق عبور کر کے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کرتا بلکہ عمرو کا قتل ہوتے ہی لشکر کفار پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ تمام لشکر ادھر ادھر بھاگ گیا ۔ پل ہی پل میں خندق کے میدان میں مسلمانوں کے مقابلہ پر آنے والا کوئی بھی نہ تھا ۔ ایک ایک کر کے تمام قریش میدان جنگ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایسے بھاگے کہ پھر کبھی مدینہ کی طرف پلٹ کر نہ دیکھا اور خود ابو سفیان پر عمرو کے قتل ہونے کے بعد ایسی دہشت سوار ہوئی کہ مدینہ سے بھاگ کر منزل عقیق پر جا کر دم لیا ۔

بروز خندق عمرو بن عبدود کی لاش پر جب اس کی بہن آئی تو وہ اپنے بھائی کی لاش پر تمام آلات دیکھ کر کہنے لگی میرے بھائی کا قاتل یقیناً کوئی شریف اور بزرگ شخص ہے جب اپنے بھائی کے قاتل کا نام معلوم ہوا تو بے اختیار عمرو کی بہن نے کہا جسے تمام مورخین نے بیان کیا ہے ۔

اگر عمرو کا قاتل علی کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اپنے بھائی پر زندگی بھر روتی رہتی مگر عمرو کا قاتل تو وہ معزز و محترم ہے جس میں کوئی عیب نکال ہی نہیں سکتا اور

جس کو بیضتہ البلد مرد ار عرب کہتے ہیں ۔

بروز خندق علی کی ایک ہی ضربت نے کفار کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ۔ اور پھر قریش کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اسلام پر حملہ اٹھانے کی جرات کر سکیں کفار کے لئے عمرو کا مارا جانا اس قدر شرمناک شکست تھی کہ ان کے ارادے ہمیشہ کیلئے کمزور ہو گئے اور انتہائی ناکامی و مایوسی کے عالم میں جو شجاعان اپنی قوم کے لئے سرمایۂ ناز تھے وہ مدینہ آکر اسلام کے مطیع ہو گئے ۔ ابو سفیان ہی کو دیکھ لو کہ خندق کی شکست کے بعد کس ذلت سے مدینہ آیا آنحضرتؐ کی خدمت میں بڑی منت سماجت سے التجا کی مگر کسی نے اس کی استدعا پر اعتنا نہ کی ۔

غرض کہ مولا علی مشکل کشا نے اہل اسلام کے سامنے اپنے اس معاہدہ کو سچا کر دکھایا جو آپ نے دعوت قریش والے دن آنحضرتؐ کی حمایت اور اسلام کی نصرت کے لئے کیا تھا ۔ اہل اسلام اور مشرکین دونوں کو یقین کامل ہو گیا کہ اسلام کا سچا جانثار ۔ خدا کا سچا سرفروش اور رسولؐ خدا کا سچا جانباز اگر کوئی ہے تو وہ علی بن ابی طالب ہے ۔

بروز خندق ذوالفقار حیدری کے ہاتھوں واصل جہنم کئے جانے والے کفار (۱) عمرو بن عبدود (۲) نوفل بن عبداللہ (۳) عمرو کا بیٹا (۴) منبہ ابن عثمان (۵) جیرہ بن ابی جیرہ (۶) عبداللہ بن مخیرہ ۔ صرف یہی لوگ میدان میں آئے اور ان سب کو علی مرتضیٰ نے قتل کیا ان کے قتل ہونے کے بعد لشکر کفار میں ہلچل مچ گئی اور تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا ۔

جنگ خیبر ۳ ۱۶

کبھی دیوار ہلتی ہے کبھی در کانپ جاتا ہے
علی کا نام سن کر اب بھی خیبر کانپ جاتا ہے

میری منزل اسلامی غزوات کی تفصیلات بیان کرنا نہیں ۔ یہ تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب شانِ علی میں دیکھی جا سکتی ہیں ۔ میری منزل یہ ہے کہ اگر ان کٹھن و سنگلاخ و مشکل امر میں علی مرتضیٰ نہ ہوتے یا علی مرتضیٰ بھی دشمنان اسلام کے چیلنج کا جواب نہ دیتے تو کیا تاریخ اسلام کی شان و عظمت جو ہے کیا وہ ہوتی ۔ ہرگز نہیں بلکہ قدم قدم پر ناکامی و مایوسی کے سوا تاریخ میں کچھ نہ ملتا ۔ یہ خارجی ٹولہ ایک طرف سنی، شیعہ بھائیوں کو لڑانا چاہتا ہے اور دوسری طرف مولا علی مشکل کشا کی شان سے انحراف کرتا ۔ میرا دعویٰ ہے وہ اپنے ملاںؑ کی تاریخ لکھ کر لے آئیں اور علی مشکل کشا کو نکال دیں تو وہ تاریخ نہ صرف نامکمل ہے بلکہ وہ تاریخ ۔ تاریخ اسلام کبھی نہ کہلا سکے گی ۔ آخر یہ خارجی ٹولہ کس کس حقیقت کو جھٹلائے گا ۔ کس کس واقعہ کو مسخ کرے گا اس کے باوجود بھی مولا علی مشکل کشا کی شان و عظمت اتنی باقی رہ جاتی ہے کہ اس کے سامنے ہر ایک کو سر خم کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ سنی ہو شیعہ جب بھی باطل سے مقابلہ کرتا ہے تو اس وقت بے اختیار علی علی کا نعرہ زبان پر آتا ہے کیوں کہ اہل اسلام جانتے ہیں کہ میدان جنگ میں اس نعرے کے بغیر فتح حاصل کرنا ناممکن ہے کسی نے خوب کہا ہے ۔

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا
ہر رن میں نعرہ سنیوں کا بھی ہے یا علی

حق اور باطل کا ایک اور اہم معرکہ جسے تاریخ اسلام جنگ خیبر کے نام سے یاد کرتی ہے ۔ باطل اُحد بدر اور خندق کی شرمناک کاٹ کر جھنکتے رہے ۔ اگر علی اس مہم پر روانہ ہوتے تو یہودیوں کی

بشکست کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنی پوری آب و تاب ۔ اپنے حرب و ضرب کے آلات اور اپنی طاقت و قوت کے نشہ میں مغرور ہو کر خیبر کے مضبوط و آہنی حصار کی مدد سے ایک مرتبہ پھر اسلام کے متوالوں کو للکارنے کی جرأت کر بیٹھا۔ پیغمبر اعظم اپنے چودہ سو جانثاروں کے ساتھ اس غرور کو پاش پاش کرنے کے لئے خیبر کی طرف روانہ ہوئے ۔ تاریخ اسلام مسلسل روایت کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ سب سے پہلے اسلامی پرچم حضرت ابوبکرؓ لے کر قلعہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے آپ کو اس پر خطر مہم میں ناکامی ہوئی ۔ دوسرے دن حضرت عمرؓ پرچم بلند کئے خیبر کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے مگر افسوس اس مرتبہ بھی ناکامی ہوئی ۔ مسلسل دو مرتبہ کی ناکامی سے لشکر اسلام میں مایوسی کے آثار نمایاں ہونے لگے تاریخ عالم چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ لشکر اسلام خیبر کا قلعہ فتح کرنے سے معذور رہے ۔ مسلمانوں پر بڑا مشکل وقت ہے ہر مسلمان پریشان ہے ۔ خیبر کا قلعہ فتح نہ ہونے سے ہمتیں پست ہوتی جا رہی ہیں ۔ مایوسی کی گرفت بڑھتی جا رہی ہے ۔ اس مقام پر مجھے لکھنے دیجئے کہ آخر خیبر کیوں فتح نہیں ہو رہا آخر لشکر اسلام میں کس کی کمی ہے ۔ کیا چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے خیبر فتح نہیں ہو رہا ہے ۔ ہاں ابھی ایک فرد کی کمی ہے وہ علی ہیں جو لشکر اسلام میں موجود نہیں ایک علی کے نہ ہونے سے قلعہ خیبر فتح نہیں ہو رہا ۔ ایک علی نہیں ہیں تو مسلمانوں کو میدان جنگ میں پے در پے شکست و ذلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور صرف ایک علی کے آنے سے میدان جنگ تہس نہس ہو جاتا ہے خیبر کے در و دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ریت کی دیوار کی طرح فضا میں بکھر جاتے ہیں تو پھر اے خارجیو مانو ۔ مانو ۔ علی کے بغیر میدان جنگ میں فتح حاصل کرنا ناممکن ہے تاریخ اٹھا کر دیکھ لو ۔ جب تک ذوالفقار مقام خیبر پر فضا میں نہ لہرائی اس وقت تک ۔ مرحب ۔ عنتر ۔ حارث مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح

ٹڈی دل فوج لشکر اسلام کا پل بھر میں صفایا کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلامی پرچم کا نام نشان مٹا دیتی ۔ لیکن نہیں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ خداوند کریم نے اپنے پیارے حبیب پیغمبر اعظمؐ کی مدد و نصرت کا وعدہ علی کے ذریعہ کیا ہے جب تک علی ہیں اس وقت تک کسی کو جرأت نہیں جو لشکر اسلام اور حبیب خدا کی طرف میلی نظر اٹھا کر دیکھ سکے ۔

پیغمبر اعظمؐ کو مسلمانوں کے لشکر کی ناکامی کی اطلاع مسلسل مل رہی تھی ایسے موقعہ پر حکم خدا سے پیغمبر اعظمؐ کی زبان مبارک سے ارشاد ہوا ۔

"میں کل یہ علم اس شخص کو دوں گا جو بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہے اور بھاگنے والا نہیں ۔ جو اللہ کے اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ کے اور اس کے رسول بھی اس کو دوست رکھتے ہیں خدا اس کے ہاتھ فتح دے گا ۔ (متفق علیہ)

اعلان ختم ہوا تمام رات بڑی بے چینی میں گذری ۔ تمام صحابہ اس پرچم کی آس لگائے تھے ہر ایک کی تمنا تھی کہ پرچم مجھے ملے صبح ہوئی پیغمبر اعظمؐ اپنے تمام اصحاب کے درمیان ایک بلند پر مقام تشریف فرما ہیں ۔ ایسے میں آپ کی زبان مبارک پر اپنے بھائی اپنے دوست اپنے مددگار اپنے جاں نثار ۔ اپنے رفیق علی ابن ابی طالب کا نام آیا ۔ صحابہ نے عرض کی علی کی آنکھوں میں بڑی تکلیف ہے وہ جنگ تو کیا ایک دو قدم بھی چل نہیں سکتے ۔ آپ نے فرمایا علی کو حاضر کیا جائے ۔ علی حاضر ہوئے آپ نے اپنا لعاب علی کی آنکھوں میں لگایا لعاب لگتے ہی آنکھیں ایسی ٹھیک ہوئیں کہ زندگی بھر پھر کبھی خراب نہ ہوئیں ۔ اپنے ہاتھوں سے عمامہ باندھا ۔ خصوصی پوشاک پہنائی ۔ ذوالفقار عطا کی اپنے ہاتھوں سے سرحر کے ہیرو علی ابن ابی طالب کو گھوڑے پر سوار کیا ۔ برق رفتاری سے گھوڑا جب قلعہ خیبر کے نیچے پہنچا ۔ آپ نے ایک چٹان پر اپنے نیزہ کو گاڑ دیا یہ

دیکھ کر یہودیوں کا ایک مخبر جو قلعہ کے اوپر بیٹھا تھا وہ حیران ہو گیا اُس نے دریافت کیا۔ اے جوان تمہارا کیا نام ہے۔ مولا مشکل کشا نے فرمایا۔ مجھے علی بن ابی طالب کہتے ہیں یہ نام سنتے ہی یہودی پکارا۔ اے یہودیو تم برباد ہو گئے یہ موسے آ گئے ہم مغلوب ہوتے یہ جوان غالب ہوا۔

غرض کہ ذوالفقار حیدری مقام خیبر پر ایک مرتبہ پھر چمکی اور یہودیوں کے نامور بہادر جن کی قوت وطاقت ضرب المثل ہے جو اپنے وقت کے مشہور جری بہادر کہلاتے تھے تاریخ اسلام پکار پکار کر کہہ رہی ہے مرحب۔ عنتر۔ حارث، مرہ بن مروان، یاسر و دیگر دس مشہور و معروف پہلوان آپ کے مقابلہ پر آئے آپ نے تن تنہا ان سب کا فرد فرد خاک میں ملادیا جب اہل یہود نے اپنے ان قوی ہیکل پہلوانوں کو اس طرح خون میں لت پت دیکھا تو یہودی بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعہ میں پناہ لینے لگے۔ ایسے موقع پر ذوالفقار حیدری نے یہودیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیا۔

بروز خیبر آپ کی شجاعت۔ بہادری۔ طاقت کا مظاہرہ دیکھ کر فرشتے متحیر ہو گئے۔ اور آج بھی جب بھی شجاعت و طاقت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو خیبر کو یاد کر کے ہمت بڑھائی جاتی ہے تاریخ عالم کے صفحات گواہ ہیں کہ آپ نے خیبر کے مضبوط و آہنی قلعہ کو ہاتھ کے ایک جھٹکے سے اکھاڑ کر دور پھینکا جس کے لئے مشہور ہے کہ اسّی پہلوان مل کر بھی اس دروازہ کو ہلا نہیں سکتے تھے۔ مشکل کشا کے مصنف الحاج صائم چشتی بیان کرتے ہیں کہ جس دروازہ کو مشکل کشا نے ایک جھٹکے میں اٹھا پھینکا اس کا وزن آٹھ سومن تھا مشہور ہے اور تمام کتب میں آیا ہے کہ جب علی مرتضیٰ نے اس در کو جھٹکا دیا تو تمام عرش و فرش لرزہ اٹھے۔ سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ[1] تخت سے گر کر زخمی ہو گئی۔

[1] جناب صفیہ جب اسیر ہو کر [illegible] رسالت میں آئیں تو سرکار دو جہاںؐ نے انھیں اپنی زوجیت کے شرف سے نواز کر ام المومنین بنا دیا۔

تاریخ اسلام تو کیا تاریخ عالم میں کیا کوئی ایسا بہادر ایسا قوت والا ہے جو اپنے ایک ایک حملہ میں نامی گرامی پہلوانوں کے اس طرح ٹکڑے کرتا ہے جیسے گاجر کے کیا کوئی ایسا بھی قوت والا ہے جو آٹھ سومن وزنی دروازہ اپنے ہاتھ کے ایک جھٹکے سے اٹھا کر اسّی بالشت دور پھینکے۔ اس کا جواب خارجی تو کیا اور کوئی بھی نہیں دے سکتا یہ جسمانی قوت نہیں روحانی قوت ہے غرض کہ علی بروز خیبر اسلامی پرچم لیکر نہ جاتے تو خیبر کبھی بھی فتح نہ ہوتا اور اہل یہود تمام مسلمانوں کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کے لئے اسلامی پرچم کو ختم کر ڈالتے مگر علی مرتضیٰ نے دین اسلام کی لاج رکھ لی مسلمانوں کی عزت رکھ لی اور دین اسلام کو وہ بلندی و عظمت عطا کی۔ جس کے لئے تاریخ اسلام ہمیشہ آپ کے سامنے سرنگوں رہے گی۔

جنگ حنین ۱۶۴

یہ ادنیٰ معجزہ تھا آپ کی تیغ پیکر کا۔
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

فتح مکہ کے بعد حق و باطل کا ایک اور معرکہ پیش آیا جسے تاریخ اسلام غزوہ حنین کے نام سے یاد کرتی ہے۔ گذشتہ معرکوں اور جنگ حنین میں ایک بڑا نمایاں فرق یہ تھا کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے بعض صحابہ اپنی شرکت تعداد پر نازاں تھے یہ بات آنحضرتؐ کو کافی ناگوار گذری مسلمانوں کا عام خیال تھا کہ ہم اس معرکہ کو بڑی آسانی کے ساتھ فتح کریں گے مگر افسوس صد افسوس کے مشرکین کے پہلے ہی حملہ میں مسلمانوں کے بارہ ہزار لشکر کا شیرازہ بکھر گیا۔ پل ہی پل میں میدان جنگ سے تمام مسلمان فرار ہو گئے مستند روایت کے ساتھ متفق علیہ ہے کہ جنگ حنین کے روز صرف چار بعضوں نے اس کی تعداد دس تک بیان کی ہے بڑے شرم کی بات ہے کہ بارہ ہزار کے لشکر میں صرف چار یا دس پروانے رہ گئے تمام تواریخ متفق ہیں کہ اس تعداد

یہ سرفہرست علی بن ابی طالب ہیں جن کی جرأت، مستقل المزاجی، ثابت قدمی نے معرکہ حنین میں شکست کو فتح میں بدل دیا۔ یہ معرکہ بھی اُحد سے ملتا جلتا ہے ایک طرف ذوالفقار حیدری نے رسالت مآب کو دشمنوں سے بچالیا دوسری طرف ذوالفقار نے لشکر مشرکین کو تہس نہس کردیا تھوڑی دیر بعد میدان حنین مشرکین سے خالی ہوگیا۔ اس معرکہ میں ۷۰ مشرکین مارے گئے ۷۰ میں سے ۴۰ سے زائد مشرکین علی کے ہاتھوں مارے گئے اس سے زیادہ کیا کوئی بہادر ہوگا کہ ایک طرف بارہ ہزار لشکر اسلام صرف ۳۰ کو قتل کرے اور دوسری طرف تنہا علی ۴۰ کو قتل کریں۔ مشرکین کا مشہور جری بہادر سردار ابوجرول علی کے ہاتھوں مارا گیا۔

جنگ حنین۔ علی مرتضیٰ کی جرأت۔ ثابت قدمی۔ استقلال۔ شجاعت فتحیابی کا ایک ایسی روشنی مثال ہے اگر علی بھی دیگر مسلمانوں کی طرح میدان جنگ سے فرار ہوتے تو اسلام نے جو کچھ اس وقت تک شرف و عزت کامیابی و فتحیابی حاصل کیں تھیں وہ سب خاک میں مل جاتیں۔ اور پھر معرکہ حنین کے بعد اسلام کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔

تاریخ لکھنے والا خواہ سنی ہو یا شیعہ، مسلم ہو یا غیر مسلم اس امر پر متفق ہیں کہ معرکہ حنین میں جب دین اسلام اور پیغمبر اعظم پر مشکل وقت آیا اور جب بارہ ہزار جانثار آپ کو دشمنوں کے نرغے میں تنہا چھوڑ کر فرار ہوگئے اس وقت ذوالفقار حیدری کی بدولت لشکر اسلام ذلت آمیز شکست سے بچ گیا اور صرف ایک تلوار نے ہاری ہوئی جنگ کو جیت میں بدل دیا حنین کی فتح میں دین اسلام مشکل کشا کا احسان مند ہے۔

جنگ جمل ١٦٥

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ پیغمبر اعظم کے وصال کے ۲۵ سال بعد ذوالفقار حیدری ایک مرتبہ پھر جنگ

جمل کے میدان میں چمکی گو کہ اس وقت جوانی کا عالم تھا مگر اور آپ کی عمر مبارک ۵۵ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ تاریخ لکھنے والے یہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ جمل میں ایک تلوار کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے۔ یہ تلوار کبھی مشرق میں لہراتی، کبھی مغرب میں لہراتی، کبھی فضا میں لہرائی۔ میمنہ میں یہی تلوار نظر آتی ہے میسرہ میں یہی تلوار نظر آتی ہے۔ ہر بھاگتا ہوا یہ کہتا ہے مجھے علی نے بھگایا ہے۔ ہر مجروح یہ کہتا ہے مجھے علی نے زخمی کیا۔ ہر مقتول یہی کہتا ہے مجھے علی نے قتل کیا۔ ایک علی کی تلوار سے لشکر مخالف تہس نہس ہوگیا تاریخ داں مقتولین کی تعداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علی کی طرف کے ایک ہزار جاں نثار کام میں آئے فوج مخالف کی طرف کے سترہ ہزار قتل ہوئے۔

جنگ میں صرف آپ کی شجاعت، ہمت، بہادری، دلیری، قوت ہی فقید المثال نہ تھی بلکہ اس جنگ میں آپ کی عنایت، شفاعت، محبت اخلاق، رحمدلی، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک۔ اور اصول جنگ کے ایسے نادر اور عدیم المثال اصول پیش کئے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کے وہ سنہری الفاظ جو آج بھی ہر لشکر کے لئے رہنمائی کے اصول مرتب کرنے کے لئے بیش و بہا خزانہ ہیں۔

خبردار حملہ کی پہل نہ کرنا۔ کسی زخمی کو قتل نہ کرنا۔ کسی عورت بوڑھے اور بچے پر ہاتھ نہ اٹھانا! جو فرار ہو جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے جو امان مانگے اس کو امان دی جائے۔ کسی کی لاش کو برہنہ نہ کیا جائے۔ کسی کا مال و اسباب نہ لوٹا جائے۔ کسی کے گھر کو غارت نہ کیا جائے۔

جنگ صفین اور نہروان ۱۶۶

پیغمبر اعظمؐ اپنی حیات طیبہ میں مشکل کشا کے تین مقابلوں کے لئے فرما چکے تھے ایک جو بھی گذرا۔ اور دوسرا صفین اور تیسرا نہروان سے جنگ صفین کی تمام تر تفصیلات ہر عام و خاص کتب میں موجود ہیں۔ مولا علی مشکل کشا دربار رسالتؐ کی آغوش میں پل کر جوان ہوئے جو حق ہیں اور حق وہاں ہوتا ہے جہاں علی ہوتے ہیں آج پھر حق میدان صفین میں ایک مرتبہ پھر ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد کے لشکر سے مقابلے کے لئے آیا بڑے سخت معرکے ہوئے ذوالفقار حیدری نے ایک ایک دن میں کئی کئی سو افراد کو موت کی نیند سلا دیا۔ تاریخ نے جنگ صفین میں امیر معاویہ کی طرف سے ۴۵ ہزار بعضوں نے ۶۰ ہزار مقتولین کی تعداد بیان کی ہے علی مرتضیٰ کی طرف سے ۱۰ ہزار سے کم جانثار شہید ہوئے۔ آپ کی شجاعت، بہادری قوت ایمانی اس جنگ میں بھی احد، بدر، خندق خیبر، حنین سے کسی طرح کم نہ تھی آپ کی شجاعت سے امیر معاویہ اس قدر خوف زدہ تھا کہ ایک دن مولا علی نے امیر معاویہ کو مشورہ دیا ناحق تو کیوں لوگوں کا خون کراتا ہے اگر تجھے مجھ سے دشمنی ہے تو اور میں مقابلہ کریں۔ معاویہ کے ایک مشیر نے کہا اے معاویہ۔ علی کا مشورہ تو بہت اچھا ہے جس پر معاویہ نے جواب دیا تو چاہتا ہے کہ میں شیر کے منہ میں چلا جاؤں اور مارا جاؤں۔

اسی جنگ میں جب امیر معاویہ کے ایک بہادر سردار نے علی کو آتے دیکھا تو شکر سے بھاگ کھڑا ہوا اور کہا موت کا فرشتہ اس طرف ہوتا ہے جدھر علی ہوتے ہیں۔ جنگ صفین میں آپ کے ہاتھوں مارے جانے والوں کی تعداد ہزاروں ہے چونکہ آپ نے ایک ایک شب اور ایک ایک دن میں سینکڑوں آدمیوں کو ہلاک کیا۔

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ناشر نفیس اکیڈمی۔ کراچی صفحہ ۳۷

پر تحریر ہے کہ حضرت علی امیرالمومنین جنگ صفین میں آنکھ بند کر کے تیغ چلاتے تھے اور مشہور ہے کہ اس روز ان کے ہاتھ سے کئی ہزار آدمی تہہ تیغ ہوئے۔ تاریخ اعثم کوفی میں تحریر ہے کہ امیر معاویہ کے غلام حارث نے علی مرتضیٰ کی ذوالفقار کو میدان میں چلتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اے امیرالمومنین۔ اگر تیرا سارا لشکر بھی اس پر حملہ کریگا تو وہ بلا تامل سب کو ہلاک کر ڈالے گا۔

امیر معاویہ کا لشکر ذوالفقار حیدری کے سامنے بے بس اور عاجز ہو گیا امیر معاویہ نے دیکھا کہ اب تو اس کے نصف لشکر کا صفایا ہو چکا ہے تو ایسے میں اُسے اپنی پرانی خاندانی روایت یاد آئی اور ایک حکمت عملی جو عمرو عاص نے پہلے ہی سے سوچ رکھی تھی اس نے کام دکھایا ورنہ تو امیر معاویہ کا تمام تر لشکر اور امیر معاویہ جنگ صفین کے روز تمام ہو جاتے۔ غرض کہ مولا علی مشکل کشا کی شجاعت، بہادری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ذوالفقار حیدری سے ایک۔ ایک وقت میں سینکڑوں مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کسی میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ آپ کے مقابلے پر آتا ہے جب بھی لشکر معاویہ کے سپاہ آپ کے مقابلہ پر آئے تو سو سو سے زائد بہادر آپ پر حملہ آور ہوئے مگر آپ نے پل بھر میں ان کا صفایا کر دکھایا۔ اس جنگ کے اختتام پر اتنا اور لکھنا ہے جسے جوامع الکلم ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، ناشر نفیس اکیڈمی کراچی کے حوالہ سے تحریر کیا جا رہا ہے۔ امیر معاویہ کے خاص معاون، وزیر رفیق عمرو عاص کی آخر کس ذلت سے ہوئی کہ جب اس کا آخر وقت پہنچا تو اس نے اپنے سر کے نیچے سے ایک صندوق نکال کر اپنے لڑکے عبداللہ کو دینا چاہا۔ تو اس نے نہایت حقارت سے ٹھکرا دیا اور کہا یہ میرے کس کام کا ہے۔ عمرو عاص نے کہا یہ مال سے بھرا ہوا ہے۔ عبداللہ نے

جواب دیا کاش یہ نقرہ سے بھرا ہوا ہوتا۔ زرہ نہ لیا۔ لیکن علی سے جنگ کیا اور مرنے کے بعد جو حالات ہوئے اس وقت عمر وعاص سخت تکلیف دہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اور دیکھا جائے تو امیر معاویہ نے بھی اپنے بیٹے یزید کے لئے جس تخت کی راہ ہموار کی تھی وہ تخت اس کے لئے ایک سیاہ بدنما داغ ایک بدترین گالی بن چکا ہے۔ یہ داغ روز حشر تک بھی نہ دھل سکے گا۔

جنگ نہروان کے لئے آپ کی شجاعت وہمت کے لئے اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ آپ نے اس کے لئے پیش گوئی فرمائی تھی کہ لشکر اسلام میں سے ۱۰ سے کم آدمی شہید ہوں گے اور مشرکین میں سے ۱۰ سے کم ہی بچیں گے آپ کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی ذوالفقار حیدری نے پل بھر میں ہی لشکر مشرکین کا ایسا صفایا فرمایا کہ بمشکل ۹ آدمی زندہ بچ رہے وہ بھی اسلامی پرچم کے زیر سایہ آنے کی وجہ سے

میں نے انتہائی اختصار کے ساتھ مولا علی مشکل کشا کی شجاعت بہادری اور دین اسلام اور پیغمبر اعظم پر جب بھی مشکل دکٹھن وقت آیا اس وقت صرف مشکل کشا ہی کام آئے کی تفصیلات کے لئے ان مشہور جنگوں کا ذکر کیا ہے جن کے چرچے عام ہیں۔ گو کہ غزوہ بنی نضیر۔ غزوہ بنی قریظہ غزوہ حدیبیہ، جنگ رمل، غزوہ طائف، غزوہ ملق مصطلق۔ غزوہ وادی القری۔ فتح مکہ، غزوہ طائف ودیگر صرف آپ کی شجاعت وہمت کی وجہ سے لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان تمام غزوات میں جتنے بھی نامور مشہور بہادر مقابلے کیلئے آئے اُن سب کو مولا علی مشکل کشا نے قتل کیا۔ آپ کی شجاعت وبہادری اور مشکل کشائی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جتنے بھی غزوات ہوئے ان سب میں مارے جانیوالے کل مشرکین میں سے ۷۰ فیصد صرف اور صرف حضرت علی نے مارے بقایا لشکر اسلام نے مارے۔

مُشکل کشائی

شہادت سے دور حاضر تک

بیٹھا ہے مشکلات کے رستے میں ہار کے
او بدنصیب! دیکھ علی کو پکار کے

قبر مبارک سے ۱۶۷

مردہ بن قیس نامی ایک کافر بہت مالدار اور دبدبہ والا تھا بہت سے کافر بہادر اس کے غلام بھی تھے۔ ایک روز اس نے اپنے آباؤ اجداد کا حال دریافت کیا بعض تاریخ دانوں نے اس سے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے ہمارے ہزار ہا بزرگوں کو قتل کیا ہے۔ مالدار کافر طیش میں آیا اور کہنے لگا کہ وہ اب کہاں مدفن ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا مزار مبارک نجف اشرف میں ہے یہ کافر آپ کے قبر مبارک کی بے حرمتی کی غرض سے دو ہزار سواروں اور پانچ ہزار پیادوں کو ساتھ لیکر نجف کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے آباؤ واجداد کا انتقام لے سکے جب یہ لشکر اس منزل کے قریب پہنچا تو مجاور وسادات جو اس مقبرے پر محو رہتے تھے اس کے بد ارادے سے آگاہ ہوئے اس کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہوئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی مگر لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی آخر کار یہ سب روضہ مبارک میں جاکر پناہ گزین ہوئے انہوں نے اندر سے روضہ کی فصیل کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر لیا بدبخت کا لشکر آپ کے روضہ مبارک پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے روضہ کے اندر سے پتھروں، تیروں کی مدد سے چھ دن تک اس لشکر کا مقابلہ کیا آخر بدبختوں کا لشکر روضہ مبارک کی دیوار توڑ کر اندر گھس آیا اور مسلمان جام شہادت نوش کرتے رہے کچھ ادھر

اُدھر نکل گئے۔ کافر مالدار روضہ مبارک کے قریب پہنچا اور اپنی نجس زبان سے یہ کلمات ادا کئے اے علی تو نے ہمارے آبا و اجداد کو قتل کیا ہے میں فلاں بن فلاں کا بیٹا ہوں آج میں تجھ سے انتقام لوں گا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ ہم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے یہ بدبخت چاہتا ہی تھا کہ قبر مبارک کو اکھاڑ ڈالے اس اثنا میں روضہ مبارک سے حیدر کرار کی دو انگلیاں ذوالفقار کی طرح قبر سے نکلیں کہ اس طرح اس ملعون کی کمر میں آلگیں کہ وہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر فوراً دو سیاہ پتھر کا بن گیا اب تک وہ بت سیاہ اس طرح فصیل کے دروازے پر پڑا ہے جو کوئی بھی جاتا ہے اس کو ٹھوکر مارتا ہوا روضہ میں داخل ہوتا ہے۔

خلفائے بنی عباس ۱۶۸

فوحات القدس میں مرقوم ہے کہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں ایک شخص جو کہ مصری تھا وہ برابر اہل بیت رسولؐ کی مدح کہتا رہتا تھا۔ صبح و شام حمد و ثنا میں مشغول رہتا۔ ایک روز مسجد میں جہاں عام و خاص کا مجمع تھا سب عبادت الٰہی میں مشغول تھے یہ شخص بھی عبادت الٰہی میں مشغول تھا بعد ازاں اس شخص نے شاہ ولایت نور ہدایت علی بن ابو طالب کی مدح پڑھنی شروع کی جس سے دوستان علی کے دل میں ٹھنڈک اور دشمنان علی کے سینہ کباب کی طرح جل اٹھے۔ اس شخص نے اس جماعت سے ایک من حلوہ طلب کیا۔ اس آواز کو سنتے ہی مجمع سے ایک خارجی اٹھا کر اور کہنے لگا کہ میں تیری حاجت پوری کرتا ہوں خارجی اس شخص کو اپنے گھر لے گیا۔ گھر پہنچنے کے بعد اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اندر سے دروازہ بند کر لے اور جو کچھ میں کہوں اس کو مان لے اور یہ بات کسی کو نہ بتانا اس کے عوض میں تجھے آزاد کر دوں گا اور ساتھ میں اشرفی کی تھیلی بھی دوں گا غلام نے اپنے آقا کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اس رافضی کے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش کر غلام نے اس مرد مومن کے ہاتھ پاؤں اور زبان آقا کے کہنے پر کاٹ دی پھر کہا کہ اب اسے اسی حالت میں قبرستان ڈال آنا کہ یہ رافضی ذلت و خواری کے ساتھ اپنی جان دے غلام نے ایسا ہی کیا۔ اتفاقاً حضرت خضر علیہ السلام حضرت علی کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور آپ کی قبر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکایک قبر سے آواز آئی اے میرے بھائی مصر کی طرف جاؤ اور فلاں قبرستان میں اس میرے مداح کی خبر لو جو بے حال پڑا ہے۔ بعد ازاں حضرت خضرؑ کو تلقین فرمائی۔ اسم اعظم کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اسم اعظم کو کٹے ہوئے اعضا پر پڑھو بحکم خدا اس اسما کی برکت سے اعضاء صحیح و سالم ہو جائیں گے اور اس شخص سے کہو کہ علی فرماتے ہیں اسی مسجد میں جا کر اس طرح ہماری مدح و ثنا کرو پہلے کی طرح حلوا و نان کی حاجت کرو۔ ایک شخص تمہیں اپنے گھر لے جائیگا۔ تمہارے لئے دستر خوان بچھائے گا اور تمہارے لئے حلوا و نان لائے گا جب تو ان کے گھر جا کر بیٹھے گا تو ایک عجیب بات دیکھے گا۔ حضرت خضرؑ تمام ہدایت کے بعد ایک پل میں مصر کے قبرستان پہنچے اس مظلوم کے لئے جو کچھ حضرت علی نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا اور آپ اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہوئے اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں۔ زبان۔ اسم اعظم کی برکت اور حکم خدا سے فوراً ٹھیک ہو گئے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ زبان بولنے کے قابل ہو گئی۔ جب یہ شخص بالکل ٹھیک ہو گیا تو اسے آپ نے حضرت علی کا پیام سنایا۔ جب پیغام یہ شخص سنا آپ کی مدح کی غرض سے اس مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت علی کی مدح پڑھنے لگا۔ پہلے کی طرح نان و حلوا طلب کرنے لگا۔ یہ آواز سن کر ایک جوان اٹھا اور کہا کہ میں تیری حاجت پوری کروں گا۔ میں تجھے حلوا و نان دوں گا۔

یہ شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا جب گھر پہنچا تو اس شخص نے دیکھا
کہ یہ تو وہی گھر ہے جہاں ایک خارجی نے اس کے ہاتھ پاؤں جدا کئے تھے اس
سے وہ کچھ خوفزدہ ہوا۔ مگر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ حکم تو حضرت علی
کا ہے اس کی خلاف ورزی مناسب نہیں وہی بہتر کرے گا۔ غرض کہ
اس جوان نے دستر خوان بچھایا اور اس شخص کی خدمت میں نان وحلوا
پیش کیا۔ اس شخص نے جب یہ حال دیکھا تو اس نے جوان سے دریافت
کیا کہ کل اسی گھر میں ایک ظالم نے میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے قبرستان
پہنچا دیا تھا جہاں میں مرنے کے قریب تھا اور آج تو مجھ سے اسی گھر میں
اس قدر مہربانی ولطف سے پیش آرہا ہے آخر ماجرا کیا ہے۔ اس راز کو
مجھ پر عیاں کر تاکہ مجھے اطمینان ہو اور میرا تجسس ختم ہو۔ جوان نے اس
شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا تھا وہ میرا باپ
تھا۔ جس طرح میرے باپ نے تجھ پر ظلم وجفا روا ‌‌ ‌ وہ مجھے بہت
ناگوار گذری اور مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ اپنے باپ کے کئے گئے ظلم
پر روتا رہا۔ اس طرح رات ہو گئی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا
حضرت علی امیر المومنین غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا اے خرس سیاہ (کالے ریچھ) جو کچھ تو نے میرے مداح پر ظلم کیا
اس کی سزا دیکھی کہ تو اس دنیا میں مسخ ہوا اور آخرت میں دوزخ جانے
کا حقدار ہوا۔ اس خواب کی دہشت سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا
ہوں کہ میرا باپ سیاہ ریچھ کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ میں نے اس وقت
اس کے گلے میں زنجیر ڈال دی۔ اس وقت وہ ریچھ گھر میں موجود ہے۔
اٹھ کر دیکھ لو شاہ ولایت کی محبت کے نتیجہ سے اپنے دل کو خوش کرو۔
مداح نے گھر میں اس کالے ریچھ کو دیکھا تو شکر خدا میں نہایت عاجزی
سے سجدہ کیا اور اہل بیت کی مدح وثنا کرنے لگے اس وقت غضب

الٰہی سے بجلی چمکی اور کالے ریچھ کو جلا کر خاکستر کر دیا جب جوان نے
اپنے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدہ سے بیزار ہو کر اہل بیت کی
طرف متوجہ ہوا۔ اور تمام زندگی آل رسولؐ کی مدح وثنا میں گذار دی اور
دشمنان آل رسولؐ پر تبرا کرتا رہا۔

شہر اجمیر میں ۱۶۹ | نام علی کی کرامت جو کہ ہندوستان کے تاریخی شہر اجمیر شریف
میں جس کا ظہور ہوا۔ جس کو ہم یہاں۔ کوکب دری صفحہ
۳۵۸ کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔ سنہ ۱۰۲۴ھ میں حضرت علی امیر المومنین
کے نام سے شہر اجمیر میں ایک کرامت ظاہر ہوئی ۔ واقعہ یہ ہے کہ
سید نامی شقی کا ایک دوست تھا۔ جس کے خادم کا نام عثمان تھا۔ جب
اس سے بوجہ بشریت کوئی قصور ہو جاتا تو اس کا مالک اسے سزا دینا چاہتا
تو کہتا کہ تیرا نام حضرت عثمانؓ پر ہے اس وجہ سے میں تجھے سزا دینے سے قاصر
ہوں۔ ایک روز اس شقی نابکار نے از روئے جہل ونادانی بکواس کرتے ہوئے
اپنے دوست سے کہا۔ میں تمہاری مشکل آسان کر دینا چاہتا ہوں۔ تم
اس کا نام علی رکھ دو۔ پھر اس کی روز گردن توڑا کرو۔ اس نے ایسا
ہی کیا۔ اتفاقاً وہ بے ایمان شقی تین روز بعد اپنے دوستوں کے ساتھ شہر
سے باہر شکار کے لئے گیا۔ میدان میں جب گھوڑا دوڑایا۔ اتفاقاً ایک
سید نجفی کے گھوڑے کے مقابل آکر ایسی ضرب کھائی کہ سر کے بل زمین پر
گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سینہ پھٹ گیا۔ ناک اور
آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت روح بدن سے صفا رفت کر گئی۔
چونکہ یہ مردود شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس کے رشتہ
داروں نے اسے خواجہ معین الدینؒ کے روضہ مبارک میں دفن کیا۔ اس
کے دفن ہونے کے بعد تاجدار ہند نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ وقت دربار

حاضری کے لئے آئے تو انہوں نے ایک تازہ قبر کو دیکھ کر اس کے لئے دریافت
کیا تو لوگوں نے وہ تمام حالات بیان کئے تمام حالات سننے کے بعد شہنشاہ
ہند غضب میں آئے اور فرمایا جب اس شقی کا یہ عقیدہ ہے تو اسے اس
پاک دربار میں کس طرح دفن کیا جا سکتا ہے فوراً اس کی میت یہاں
سے کسی اور جگہ منتقل کی جائے۔ شہنشاہ ہند کے حکم کے مطابق اس
کا جسد قبر سے نکال کر ایک گندی جگہ ڈالدیا گیا اور کتوں نے اس نجس
جسد کو کاٹ کاٹ کر کھایا۔ اس طرح یہ بدبخت اپنے انجام کو پہنچا۔ جس
کی سزا روز محشر نہ جانے کس قدر سخت ترین ہوگی۔
اجمیر کے مکینوں نے آپ کے نام کی کرامت کو دیکھا۔

بے حرمتی کا انجام ۱۷۰

(۲۳۳ھ جب داؤد عباسی جو اس وقت
کوفہ کا حاکم تھا۔ لوگوں کا ہجوم قبر مبارک پر دیکھا
تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائیں۔ پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی
غلام کے ہمراہ جس کا نام جمل تھا جو قوت دیناری میں بہت زائد تھا نجف
روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں قبر ہے اس کو کھود دو۔ اس کی تہہ سے جو
کچھ برآمد ہو میرے پاس لے آؤ کیونکہ یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں
کہ یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسمٰعیل بن عیسیٰ عباسی
کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مقام
مذکور پر پہنچے۔ تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ
لوگ کھدائی میں مصروف ہوئے اور وہ لوگ لاحول پڑھتے جاتے تھے
یہاں تک کہ جب پانچ ہاتھ کی گہرائی تک پہنچے تو انھوں نے کہا کہ اب ہم ایک
ایسی سخت چٹان تک پہنچے کہ جس کو ہم کھودنے پر قادر نہیں۔ پھر ان
لوگوں نے اس گڑھے میں اس طاقتور حبشی کو اتارا۔ حبشی نے کدال ہاتھ

میں لیکر پوری قوت سے کدال چٹان پر ماری جس کی آواز پورے جنگل
میں گونج اٹھی۔ اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی۔ اب کے پہلی
مرتبہ سے زیادہ آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ کدال ماری اس مرتبہ پوری
شدت سے آواز آئی۔ ساتھ ہی غلام نے ایک زوردار چیخ ماری۔ اس
کی چیخ سن کر ہم سب لوگ گڑھے میں جھانکنے لگے۔ میں نے اس کے
ساتھیوں سے کہا پوچھو تو اس پر کیا گذری۔ اس کے ساتھیوں نے حبشی سے
پوچھا مگر اس کی حالت جواب دینے جیسی نہ تھی وہ برابر چیخ رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا
ہم نے اس کو نکال کر خچر پر لادا۔ اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ اتنے
میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے پھٹ پھٹ
کر گرنے لگا کچھ دیر بعد اس کے جسم کی ساری حالت یہی ہوگئی اور تمام گوشت
گرنے لگا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ داؤد کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا ہوا۔
ہم نے غلام کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ خود دیکھ لے پھر ہم نے سارا
ماجرا بیان کیا۔ (بحوالہ قومی ڈائجسٹ لاہور مارچ ۱۹۸۲ء)

ہارون رشید ۱۷۱

ہارون رشید جب تخت پر بیٹھا تو آپ کی
قبر مبارک سے یہ معجزہ رونما ہوا جس کی وجہ سے
ہارون رشید نے آپ کے روضہ مبارک کو اعلیٰ طریقہ سے تعمیر کرایا یہ
واقعہ سر عام و خاص میں موجود ہے۔ ہم یہاں پر قومی ڈائجسٹ، لاہور
شمارہ مارچ ۱۹۸۲ء کے حوالے سے تحریر کر رہے ہیں۔ جب ہارون رشید
تخت پر بیٹھا تو ایک روز پشت کوفہ پر شکار کی غرض سے نکلا تو اسے چند
ہرن نظر آئے۔ اس نے ان کے پیچھے اپنے شکاری کتے ڈال دئے۔ اور
خود بھی ان کا پیچھا کرنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ ان ہرنوں نے بھاگنا شروع
کردیا۔ بالآخر ایک مقام پر آکر رک گئے۔ ہارون نے خیال کیا کہ شاید ہرنوں

اور کتوں کے درمیان کوئی چیز ہے جسے دیکھ کر شکاری کتے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ ہارون نے اس مقام سے کتے ہٹالئے تو ہرن پھر باہر نکلے ہارون نے پھر کتے ان کے پیچھے دوڑائے مگر ہرن پھر اس مخصوص مقام پر رک گئے اور کتے آگے نہ بڑھے۔ اس طرح بار بار ہوا جس کی وجہ سے ہارون سخت پریشان ہو اور اسے بڑا تعجب ہوا۔ اس لئے وہاں کے پیر د مردوزن کو بلایا۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اور ان سے اس مخصوص مقام کی وجہ دریافت کی تو ان میں سے ایک بوڑھے نے عرض کی اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ ہارون نے کہا کہ تو مامون ہے۔ بیان کر اس بزرگ نے کہا ان ٹیلوں کے وسط میں حضرت علی مرتضیٰ کی قبر مبارک ہے۔ رشید کو بھی اس بات کا یقین آگیا اس پیرمرد کو انعام دیا گیا اور رشید نے قبر مبارک پر روضہ تعمیر کرایا۔

خواب میں دیکھا ۱۷۲

ابوالحسن بن علی بن ہارون منجم سے روایت ہے خلفائے بنی عباس میں سے ایک خلیفہ تھا نہایت پر زور اور مباحثے کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ علی بن ابی طالب نے معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے میں خطا کی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں ہرچند دلائل کے ساتھ امیرالمومنین کا حق پر ہونا ثابت کرتا تھا مگر وہ اسے قبول نہ کرتا تھا۔ بلکہ اس بادشاہ کا عناد اور بڑھتا جاتا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ اپنے عقیدے پر اصرار کرتا ہے تو اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ چند روز گذرے تھے مجھے بلا کر کہا کہ مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے امیر معاویہ حق پر نہ تھا۔ اس لئے کہ آج کی رات میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا سر کتے جیسا ہے میں نے اس سے اس کی شکل تبدیلی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ علی ابن طالب کو خطا پر لکھتا تھا اور امیر معاویہ کو ان سے زیادہ حقدار مانتا تھا تو اس سبب سے میری صورت بدل گئی چونکہ

یہ خدا کے غضب کا نشان ہے۔ اس لئے میں اس خواب کو دیکھ کر متنبہ ہو گیا ہوں اب میں علی بن ابی طالب امیرالمومنین کے حق میں کبھی بے ادبی نہ کروں گا۔

ابن ملجم عذاب میں ۱۷۳

ابوالقاسم حسن بن محمد المعروف بہ ابن الوفا سے منقول ہے کہ ایک روز میں مسجد کوفہ میں بیٹھا تھا کہ مقام ابراہیم کے پاس ایک عجیب و غریب مجمع پر نظر پڑی وہاں قریب جا کر دیکھا کہ ایک راہب جو صوف کا جبہ پہنے ہے اور نہایت خوش محاورہ اور قوی ہیکل ہے۔ مقام مذکور کے برابر میں بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہے کہ ایک دن میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا تھا کہ کوئی شخص میرے پاس آجا نہ سکتا تھا یکایک میں نے دیکھا کہ عقاب کی طرح کا ایک بڑا پرندہ اوپر سے نیچے اترا۔ اور دریا کے کنارے پر ایک پتھر کے اوپر بیٹھا اور بدن انسانی کا چوتھا حصہ قے کر کے چلا گیا۔ پھر آیا پہلے کی طرح چوتھا حصہ قے کر کے چلا گیا اس طرح چار مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ بدن انسانی ٹکڑا قے کر کے چلا جاتا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں ٹکڑے آپس میں مل کر ایک بدن انسان کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ وہ بدصورت مرد اٹھ کر اپنی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ پرندہ پھر آن پہنچا۔ اور اپنی چونچ سے اس کا چوتھائی حصہ کاٹ کر اڑ گیا۔ اس طرح چار دفعہ یہ پرندہ آیا اور ہر مرتبہ ایک حصہ لیکر اڑ جاتا۔ باقی اس طرح یہ پرندہ تمام جسم لیکر اڑ گیا۔ اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر میں نہایت تحیر اور متعجب ہوا اپنے دل میں نہایت افسوس کرتا رہا کہ کاش جب وہ شخص مکمل انسانی صورت اختیار کر چکا تھا تو اس وقت میں اس سے پوچھتا کہ کون ہے اور تو اس عذاب میں کیونکر گرفتار ہوا ہے اور یہ عذاب عظیم کیا ہے جو تجھے چار حصوں میں قے کرتا ہے اور پھر تجھے لے کر اڑتا ہے ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ پرندہ پھر آیا۔

آیا اور پہلے کی طرح بدن انسانی کا ایک حصہ قے کر کے چلا گیا اس طرح چار مرتبہ میں چار حصے قے کر کے چلا گیا اور پھر یہ حصے قریب آ گئے اور اس طرح مکمل بدن انسانی کی صورت اختیار کر گئے اور اس کی صورت اس قدر بدصورت تھی جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ میں جلد ہی اس کے قریب پہنچا میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور یہ عقاب کیا ہے اور تو کیونکر اس تکلیف دہ عذاب میں گرفتار ہوا اس شخص نے جواب دیا میں بدترین اولاد آدم عبدالرحمٰن بن ملجم ہوں جس نے علی بن ابی طالب امیر المومنین وصی برحق کو قتل کیا۔ اس روز سے اللہ تعالیٰ نے اس پرندے کو مجھ پر تعینات کیا ہے اور مجھ کو اس عذاب میں جو تو نے دیکھا ہے مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ عقاب ہر روز کئی مرتبہ مجھ کو ٹکڑے کر کے قے کرتا ہے اور جب میں زندہ ہو جاتا ہوں تو پھر مجھ کو یہ ذلت و خواری سے مار ڈالتا ہے جب اس راہب نے یہ دیکھا تو وہ مسلمان ہو گیا۔

(کوکب دری۔ ارجح المطالب)

تازہ خون نظر آنا ۱۷۴

حضرت علی امیر المومنین کی شہادت کے بعد جو قدرتی آثار زندہ معجزات نظر آئے ان میں ایک یہ بھی شامل ہے جو ہر عام و خاص کتب میں متعدد طریقوں سے روایت کیا گیا ہے یہاں ہم ارجح المطالب صفحہ ۸۱۱ کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانے کا ارادہ تھا پس میں عبدالملک بن مروان کے پاس سلام کرنے کو گیا وہ ایک خیمہ میں تھا۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبدالملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبدالملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔

میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اس کے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا اور کہنے لگا کیا بات ہے میں نے کہا اس روز بیت المقدس کا کوئی پتھر اٹھایا گیا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون نظر آتا تھا۔ عبدالملک کہنے لگا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اس راز سے خبردار نہیں ہونا چاہیے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

نجف پر حملہ ۱۷۵

ہر عام و خاص کتب میں موجود ہے جسے جماعت کثیر نے روایت کیا ہے اہل نجف کی زبان اس معجزہ کی گواہی ہے ایک مرتبہ مخالفین نے نجف اشرف پر حملہ کیا حب علی کے پرستاران کے مقابلے پر آئے اور آتشی اسلحہ سے لیس تھے ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی آخر کار نجف اشرف کا بچاؤ کرتے ہوئے سب روضہ مبارک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ باغیوں نے وہاں بھی حملہ کیا ناگاہ دیکھا کہ ایک شہسوار نورانی چہرہ چہرے پر نقاب ڈالے برق رفتاری کے ساتھ باغیوں کے لشکر پر حملہ آور ہوا دیکھتے ہی دیکھتے تمام لشکر کا صفایا کر دیا۔ صرف ایک شخص کو چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ جا کر شہر میں اطلاع دے کہ اس فوج کثیر کو علی بن ابی طالب نے ذوالفقار سے مولی گاجر کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ہے وہ شخص شہر میں گیا سب لوگوں کو آگاہ کیا بعضوں نے شک کیا ان میں سے ایک عالم اٹھا اور کہنے لگا تم سب لوگ جاؤ اور جا کر دیکھو کہ ہر لاش پر تلوار کا ایک ہی طرح کا نشان ہے اور دیکھو کہ لاشوں کے ٹکڑے برابر، برابر ہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں صحیح ثابت ہوں تو سمجھ لینا کہ سب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے اگر ایسا نہ ہو تو یہ سب مبالغہ ہے لوگ وہاں گئے سب نے لاشوں کو دیکھا تو سب پر تلوار کا ایک ہی نشان نظر آیا اور جب ان کے ٹکڑے دیکھے تو وہ بھی سب کے برابر برابر نظر آئے سب لوگ اس

معجزے کو دیکھ کر حیران رہ گئے اس حقیقت کی سب نے گواہی دی اور سب کو پورا پورا یقین ہو گیا۔

ہارون رشید کا خواب ۱۷۶

واقدی سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز میں ہارون رشید کے پاس گیا۔ محمد یوسف۔ شافعی اور محمد اسحاق بھی وہاں موجود تھے۔ ہارون رشید نے شافعی سے کہا تم کو فضائل علی کی کتنی حدیثیں یاد ہیں اس نے جواب دیا پانچ سو تک پھر یوسف سے دریافت کیا تجھے کتنی حدیثیں یاد ہیں اس نے جواب دیا کہ ایک ہزار تک پھر اسحاق سے کہا کہ تم کتنی حدیثیں روایت کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا اس جناب کے بے شمار فضائل متواتر احادیث کے ذریعہ ہم کو پہنچے ہیں۔ ہارون نے سننے کے بعد کہا کہ میں خود حضرت علی کی تم کو وہ فضیلت بتاؤں جو میں نے آنکھ سے دیکھی ہے اور تم کو بھی دکھاتا ہوں جو کچھ تم کو یاد ہے اس سے بہتر ہے۔ ان سب نے عرض کی فرمایئے ہارون نے بیان کیا کہ مجھ کو دمشق کے عامل نے لکھا کہ یہاں پر ایک خطیب ہے جو امیرالمومنین کو گالیاں بکتا ہے اور نا سزا کہتا ہے پس نے اس ملعون کو دمشق سے طلب کیا کہا کہ تو کس لئے گالیاں دیتا ہے اس نے کہا کہ اس لئے کہ اس نے میرے باپ دادا کو قتل کیا ہے۔ ہارون نے کہا کہ اس جناب نے جس کو قتل کیا ہے وہ حکم خدا اور رسولؐ کے حکم سے قتل کیا ہے اس ملعون نے کہا اگرچہ ایسا ہی ہے لیکن میں اس کا دشمن ہوں۔ پس میں نے جلاد کو کہا کہ اس کو ستو کوڑے لگا کر ایک مکان میں بند کردو۔ جب رات ہوئی تو میں نے سوچا کہ اس کو کس طریقہ سے قتل کروں آگ میں جلاؤں یا پانی میں غرق کردوں یا تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالوں اسی خیال میں میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے اور رسول خداؐ نیچے تشریف لائے اور پانچ حلے آپ کے زیب تن ہیں اور امیرالمومنین

بھی پانچ حلے پہنے نیچے آئے ہیں امام حسن امام حسینؑ بھی آپ کے پیچھے آئیں ہیں ایک پیالہ پانی سے بھرا صاف ہے وہ پیالہ رسولؐ خدا نے حضرت جبرئیل سے لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس دمشقی کو یہاں لاؤ جب اس کو مکان سے باہر لایا گیا۔ امیرالمومنین حضرت علی کی نظر اس پر پڑی فرمایا اے ملعون تو مجھ کو گالیاں دیتا تھا اور دعا کی اے خدا تو اس کو مسخ کر دے وہ ملعون فوراً کتے کی شکل میں ہو گیا آپ کے حکم سے اس کتے کو پھر اس مکان میں بند کر دیا گیا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی میں نے کہا اس کا دروازہ کھول کر اس دمشقی کو میرے پاس لاؤ۔ جب اس کو میرے پاس لائے تو ایک کتا تھا اور اب بھی وہ اس مکان میں موجود ہے پھر ہارون کے حکم سے اس کتے کو باہر لائے۔ لیکن اس کے کان آدمی کے کانوں سے کچھ مشابہت رکھتے تھے۔ انھوں نے اس کتے سے کہا تو نے خدا کے عذاب کو کیسا پایا اس نے سر جھکا دیا اور آنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ شافعی نے کہا کہ اس کو اس جگہ سے بہت دور لے جاکیونکہ یہ مسخ ہے عذاب خدا سے امن میں نہیں رہ سکتا جب اس کو اس گھر میں لے گئے بجلی اس گھر میں داخل ہوئی اور اس میں دمشقی کتے سمیت جو کچھ موجود تھا سب جلا دیا۔

امیر داؤد کا خواب ۱۷۷

عثمان سنجری سے منقول ہے کہ اہل خراسان کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ سلطان الپ ارسلان کے باپ امیر داؤد نے سید ابوعلی بن عبیداللہ بن علی بن عبیداللہ علوی پر ایک تہمت لگا کر اس کو قید کر دیا اور ہزار دینار اس سے وصول کئے اور اسے تکلیف دیتا تھا۔ ایک رات داؤد نے امیرالمومنین حضرت علی کو خواب میں دیکھا کہ نور سے بھرا ہوا ایک شیشہ اس کو دے کر فرمایا۔ ابو علی کو چھوڑ دے وہ میرا فرزند ہے اور جو کچھ اس سے لے لیا ہے وہ بھی واپس

کر دے۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس کو خواب یاد نہ رہا۔ دوسری رات خواب میں دیکھا کہ جناب امیر ایک گھوڑے پر بیٹھے تلوار کھینچے فرما رہے ہیں۔ میں نے تجھے نہ کہا تھا کہ سید ابو علی میرا فرزند ہے اس کو رہا کر دے اور جو آدمی جو سید ابو علی کے موکل تھے ان کے سر تلوار سے جدا کئے اور داروغہ کے منہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس کے داڑھی کے سب بال گر گئے اور تخار خرہ گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو سید ابو علی کو رہا کیا۔ اس کا مال اس کے حوالے کیا اور موکلوں کے بیٹوں کو بلا کر ان کے باپوں کا احوال دریافت کیا انھوں نے بیان کیا کہ جس مکان میں سید ابو علی قید تھے اس میں آج رات کو کسی نے ان کے سر بدن سے جدا کر دئیے ہیں داروغہ نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور وہ بالکل سچا ہوا اور سارا خواب ان سے بیان کیا (کوکب دری صفحہ ۲۷۶)

شیر کا زخمی ہاتھ ۱۷۸

موسیٰ بن محمد العابد سے منقول ہے کہ ایک روز بچپن کے زمانے میں میرا باپ مجھ کو اپنے کندھے پر اٹھائے امیر المومنین حضرت علی کے مرقد منور کے طواف کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں میں نے ایک شیر کو دیکھا جس کا ہاتھ زخمی تھا وہ بھی اس مقام شریف کی طرف جا رہا تھا۔ ظاہر معلوم ہوا کہ اس کو اپنا ہاتھ امیر کی تربت منور سے مس کرے۔ پس شیر نے اپنے زخمی ہاتھ کو مرقد منور سے ملا اور شفایاب ہو کر واپس چلا گیا۔

علوی کا قرض ۱۷۹

ابراہیم بن مہران سے روایت ہے کہ کوفہ میں ہمارے پڑوس میں ایک شخص قاضی رہتا تھا جس کی کنیت ابو جعفر تھی۔ جب آپ کے پاس کوئی علوی آدمی آتا تھا اور آپ سے کوئی چیز طلب کرتا تھا تو آپ اس کو دیدیا کرتے تھے

اور اپنے نوکر سے کہہ دیا تھا جو چیز اس نے لی ہے اس کو علی بن ابی طالب کے کھاتے میں لکھ دو۔ ایک عرصہ تک اس طرح زندگی بسر کرتا رہا۔ پھر وہ شخص غربت میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دن وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے حساب کتاب کو دیکھ رہا تھا اس کے پاس سے ایک شخص گذرا اس نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے بڑے قرضدار علی بن ابی طالب ہیں قاضی کو اس بات نے غم میں ڈال دیا۔ رات ہوئی اس نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحسن وحسین کو اپنے سامنے دیکھا۔ رسول اللہ نے اپنے دونوں شہزادوں کو کہا تمہارے باپ نے اس شخص کے بارے میں کیا کہا ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا اس شخص کا حق ہے۔ میں اس کو اس کے پاس لایا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کو دے دو۔ اس شخص کا بیان ہے کہ حضرت علی نے مجھے اون کی بنی ہوئی تھیلی دے دی فرمایا یہ تیرا حق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اولاد علی میں سے جو شخص بھی تمہارے پاس آئے جو کچھ تمہارے پاس ہو اس کو دینے میں دریغ نہ کرنا۔ چلے جاؤ اس دن کے بعد کبھی تم پر فقر طاری نہ ہوگا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نیند سے بیدار ہو گیا تھا۔ تھیلی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ میں نے اپنی عورت کو آواز دی اور کہا کہ چراغ لاؤ میری عورت نے دیا جلایا۔ تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک ہزار دینار تھے۔ میری بیوی نے یہ مال دیکھ کر کہا خدا سے ڈرو تم نے یہ مال کسی تاجر کا چوری کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم درحقیقت واقعہ ایسا ایسا ہے میری بیوی نے کہا اگر تم سچے ہو تو تم اپنے کھاتے کی کتاب میں دیکھو۔ اگر اس میں جو رقم تحریر ہے وہ ہزار دینار بنتی ہے تو تم سچے ہو۔ میں نے کھاتہ نکالا تو اس میں پورے ایک ہزار دینار تحریر تھے۔ (بحوالہ ینابیع المودۃ)

امیر رشید کا خواب ۱۸۰

مسعودی نے بیان کیا ہے کہ رشید نے خواب میں حضرت علی کو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک برچھی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے حضرت امام موسیٰ کاظم کو نہ چھوڑا تو میں تمہیں اس برچھی کے ساتھ ذبح کر دوں گا تو وہ خوف سے بیدار ہو گیا۔ اور اسی وقت اپنے پولیس آفیسر کو انھیں آزاد کرنے کے لئے بھیجا اور ساتھ تیس ہزار درہم بھی دئے اور کہا کہ میری طرف سے آپ کو ٹھہرنے یا مدینہ چلے جانے کا اختیار ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے موسیٰ ہادی نے آپ کو قید کیا تھا پھر رہا کر دیا۔ کیونکہ اس نے حضرت علی کو یہ کہتے دیکھا کہ کیا تمہیں زمین میں فساد کرنے اور قطع رحمی کے لئے حاکم بنایا گیا ہے۔

(بحوالہ صواعق المحرقہ)

حضرت غوث الاعظمؒ ۱۸۱

زمانہ قدیم سے لیکر زمانہ جدید تک جتنے بھی اولیاء کرام۔ غوث، قطب، درویش، قلندر، پیر یا۔ کوئی بھی روحانی قوت کا اختیار رکھنے والا ہے اس کی جب ہم حیات کا مطالعہ کرتے ہیں اس کا شجرہ نسب دیکھتے ہیں ان کی حکایت پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طریقہ سے اسی در سے فیض یاب ہوا جس نے سردار الاولیاء مشکل کشا حضرت علی بن ابی طالب کا دامن تھاما۔ مشکل کشا کی مشکل کشائی ہر دور میں جاری رہی جاری رہے گی اور روز محشر تک کسی نہ کسی طریقہ سے رہنمائی ہدایت اور مشکلوں کا حل فرماتے رہیں گے یہاں پر ایک ایسا ہی واقعہ حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانیؒ کا درج کیا جا رہا ہے جس کی روایت ہر عام و خاص تذکروں میں مستند طریقوں سے ملتی ہے

حضرت غوث شہر بغداد میں مقیم تھے ایک روز دوپہر کے وقت آپ ایک مسجد میں آرام فرما رہے تھے آپ کو خواب میں حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اٹھ تو ان لوگوں میں وعظ و تبلیغ کیوں نہیں کرتا تو لوگوں کو اپنی طرف کیوں نہیں کرتا تو لوگوں کو اپنی طرف کیوں نہیں بلاتا۔ آپ نے فرمایا یا رسول اللہ میں عجمی ہوں۔ اہل بغداد کی مانند میں زیادہ فصیح و بلیغ نہیں ہوں۔ رسولؐ خدا نے آپ سے فرمایا اچھا منہ کھولو۔ انھوں نے ایسا کیا حضور نے اپنے دہن میں سے لعاب کے سات قطرے حضرت شیخ عبد القادر کے دہن میں ٹپکائے۔ اس کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے۔ رات ہوئی آپ نے خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا مشکل کشا نے بھی فرمایا کہ تم تبلیغ وعظ کیوں نہیں کرتے حضرت شیخ نے وہی جواب دیا کہ میں عجمی ہوں میری زبان اہل بغداد کی طرح فصیح و بلیغ نہیں۔ مولائے مشکل کشا نے فرمایا اچھا اپنا منہ کھولو۔ حضرت شیخ نے ایسا ہی کیا۔ مشکل کشا نے اپنے دہن مبارک سے اپنے لعاب کے چھ قطرے شیخ کے منہ میں ٹپکا دئے۔ انھوں نے کہا چھ کیوں سات کیوں نہیں حضرت علی نے فرمایا اے شیخ یہ قطرے حضور سرکار دو جہاں کے ادب و احترام کی وجہ سے ٹپکائے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ بیدار ہوئے تو آپ کے دل میں تبلیغ کرنے کا جذبہ موجزن ہوا۔ اور آپ کی زبان میں اس قدر فصاحت و بلاغت و اثر پیدا ہو گیا کہ بڑے بڑے عرب آپ کے سامنے سر خم کرنے کو تیار ہو گئے۔

مشکل کشا کی مشکل کشائی تو دیکھئے کہ رسول اللہؐ اور حضرت علی کے لعاب کے صرف سات اور چھ قطروں نے وہ بھی جاگتے ہوئے نہیں خواب کے عالم میں کیا اثر دکھایا کہ آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ آج ہزار دل

بلکہ لاکھوں مسلمان آپ کے روضہ کی جالی کو بوسہ دینے پر فخر محسوس کرتے ہیں یہ ہے مولا علی مشکل کشا کی روشن کرامت کہ نواب نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

(بحوالہ اولیائے کرام و دیگر کتب)

۱۹۶۵ء کی جنگ[۱۸۲]

امن و آشتی کا ماحول ہو یا مصائب و پریشانیوں کے بھنور میں گرا ہو یا میدان جنگ ہو جب بھی مشکل وقت آیا تو بے اختیار زبان پر مشکل کشا کا نام آیا اور یہ شان مشکل کشائی کے خلاف ہے کہ کوئی مشکل کشا کو پکارے اور اس کی مشکل حل نہ فرمائیں۔ یہی سب سے بڑا معجزہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی عقیدت سے یا بغیر عقیدت مسلم ہو یا غیر مسلم ہو جب بھی اسے مشکل پیش آئی زبان پر نام آیا تو صرف ایک ہی نام آیا مولا علی مشکل کشا کا نام آیا میرے نزدیک یہی سب سے بڑا آپ کا معجزہ ہے کہ آپ کا نام مبارک فتح و کامیابی کی ضمانت ہے۔ سنہ ۱۹۶۵ء پاک بھارت کی جنگ میں جس محاذ پر بھی نظر ڈالتے ہیں تو ان نعرہ حیدری کے فلک شگاف نعروں سے گونجتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہر فوجی کی زبان پر علی علی کا ورد جاری ہے اس کے قدم دشمن کے مورچوں کو پامال کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ نام علی کا ہی معجزہ ہے۔ اس نام کی برکت و عظمت سے ایسا جذبہ و شوق کی شہادت بیدار ہوا کہ ہمارے جانبازوں علی علی کرتے ہوئے سیالکوٹ کے محاذ پر دشمنوں کے ٹینکوں کے نیچے لیٹ کر ان کی یقینی فتح کو شکست میں بدل دیا اور بے خوف و خطر یقینی موت کو گلے لگا لیا۔

سنہ ۱۹۶۵ء کی پاک و بھارت جنگ میں بے شمار ایسے واقعات سامنے آئے جو اپنی اپنی جگہ ایک معجزہ تھے۔ کسی نے کہا ہمارے محاذ پر غیبی طاقت مدد کر رہی تھی۔ کسی نے کہا کہ ایک بزرگ پردے میں آتے اور دشمنوں کی یلغار

کو روکتے کسی نے کہا کہ راوی کے پل کی بقا صرف غیبی قوت کی وجہ سے ہوئی کسی نے کہا جب ہم نے نعرہ حیدری بلند کیا تو دشمن اس نعرہ سے بھاگ اٹھے کسی نے کہا کہ نعرہ علی سے دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔ کسی نے کہا جب میں نے علی علی کی صدا بلند کی تو مجھ میں اتنی قوت آ گئی کہ میں تن تنہا دشمنوں پر حاوی ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ ہم شکست کے قریب تھے کہ بے اختیار ہم نے نعرہ حیدری لگانے شروع کئے نعرے لگتے ہی ہم میں ایسی قوت آئی کہ ہم قلیل ہونے کے باوجود بھی دشمنوں پر غالب آ گئے۔ غرض کے ہر ہر محاذ پر ایسے ایسے معجزات نعرہ حیدری کی بدولت رونما ہوئے جو اس بات کی دلیل ہیں کہ مشکل کشا ہر دور میں ہماری مشکلوں کو حل فرماتے ہیں یہاں پر صرف ایک دو واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جو پاکستان کے تمام بڑے روزناموں کی زینت بن چکے ہیں جو ہم علی علی سے نقل کر رہے ہیں۔ جو نام علی کے زندہ جاوید معجزات کی ادنیٰ سی جھلکیاں ہیں۔

روزنامہ انجام کراچی ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ کل یہاں پاکستانی فوج کے ایک افسر نے اخبار نویسوں کو حالیہ جنگ کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہوئے بتایا کہ بھارتی فوج نے ڈوگرہ اور جاٹ یونٹ پاکستانیوں کی نقل اتارتے ہوئے سیالکوٹ اور سچیت گڑھ سیکٹر میں حملے کے وقت یا علی " کا نعرہ لگا رہے تھے۔ جنگ کے شور میں پاکستانی فوجیوں نے بھارتی سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے یہ نعرے لگا رہے تھے انھوں نے کہا ہم یہ بات نہیں سمجھ سکے کہ بھارتی یہ نعرے ہمیں دھوکہ دینے کے لئے لگا رہے تھے یا اس طرح وہ اپنے اندر قوت اور اپنے حملے میں زور پیدا کرنا چاہتے تھے۔

نوائے وقت ۲۵ ۸/۶۵ اور **جنگ کراچی** ۲۶ ۸/۶۵ اپنی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ مظفر آباد سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات بھارتی فوج نے

چھاری سے آگے بڑھنے کی کوشش کی مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا
بتایا جاتا ہے مجاہدین یا علی مدد کا نعرہ لگا کر آگے بڑھے تو ایک بھارتی سپاہی
رام چرن دہشت سے وہیں گر کر ہلاک ہو گیا۔

نوائے وقت ۲۱ $\frac{۹}{۶۵}$ کی اشاعت میں تحریر کرتے ہیں۔

کھیم کرن میں پاکستانی فوجی افسر نقشہ زمین پر رکھ کر تمام صورت حال
سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں فضا میں دھوئیں کی ایک بھاری لکیر نمودار ہوئی
جوانوں کے چہرے فتح و کامران سے جگمگا اٹھے اور دور فضا میں نعرہ تکبیر
اور پنج نعرے پنجتن اور ایک نعرہ حیدری یا علی سے فضا میں ارتعاش
پیدا ہو گیا ہم نے ایسے روح افزا مناظر چار بار دیکھے۔

پاکستان کے تمام بڑے روزناموں میں نہ صرف یہ خبر شائع ہوئی
بلکہ لاکھوں مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ پاکستان کے مختلف شہروں
میں پچھلے چند روز سے علی الصبح چار اور پانچ کے درمیان آسمان پر جنوب
مشرق میں ایک تلوار نظر آتی ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غیبی امداد کی
بشارت اور سامراج کے مقابلے میں پاکستانی مسلمانوں کی فتح و نصرت
کا پیغام ہے۔

بھارت پر پاکستان کی فتح کا نشان قدرتی طور پر تلوار کی صورت
میں آسمان پر طلوع ہو رہا ہے۔ عقیدت مند دل کا خیال ہے کہ یہ ذوالفقار
ہے اور ذوالفقار۔ فتح و کامرانی کی نشانی ہے اور مسلمان جانتے ہیں یہ
تلوار مولا علی مشکل کشا کی ذوالفقار ہے جو اس مشکل و کٹھن حالات
میں ہماری فتح کی ضامن بن کر نمودار ہوئی ہے۔ صرف مسلمان ہی نہیں
بلکہ غیر مسلم بھی جانتے ہیں کہ نعرہ حیدری ہی واحد نعرہ ہے جو فتح و کامیابی
کی ضمانت ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی فوج بھی یا علی کے نعرے لگاتی
رہی کیا یہ علی کا معجزہ نہیں؟۔

علی علی کی صدا ۱۸۳

کائنات کا ذرّہ ذرّہ خالق کی گواہی
دے رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے
میں ہر ذرے میں خدا کا حسن، خدا کا نور جلوہ فرما ہے۔ ہر شے پر
نظر ڈال لیں۔ انسانی ذہن۔ فکر۔ سوچ بے بس ہے اور اس مقام پر
اس حقیقت کے سامنے سرخم کرنا پڑتا ہے کہ کائنات کو رواں دواں رکھنے
والی کوئی ہستی موجود ہے۔ وہ ہستی خدائے بزرگ و برتر کی ہے۔ یہ
سب کچھ سمجھنے کے بعد بھی آج بھی اس دنیا کی آبادی کا صرف چوتھا حصّہ
خدا کی وحدانیت اور خالق کا گواہ ہے۔ تین حصّہ اب تک گمراہی و اندھیروں میں
بھٹک رہے ہیں۔ لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ مشکل کشا۔ حیدر کرار کے
کشف و کرامات، معجزات اور مشکل کشائی کا سلسلہ نہ صرف حیات کاروں
کے ساتھ ساتھ جاری ہے بلکہ روز محشر بھی ان ہی کے طفیل مشکلات و مصائب
میں گھرے ہوئے مسلمان نجات پائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت
سنی، شیعہ دونوں بھائی مشکل وقت میں آپ ہی کا دامن تھامتے ہیں۔
آپ کے در پر جھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سیاہ دلوں کے قفل کھولنے کے لئے
مشکل کشائی ہیں ہر در میں ملتی ہے پھر بھی حقیقت کے سامنے کوئی سرخم نہ کرے
تو اس کی مرضی ہے کیونکہ دنیا کی آبادی کے تین حصّہ خدا کی وحدانیت سے انکار
کرتے ہیں تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے اس طرح مسلمان ہو کر مشکل کشا کا دامن
نہ پکڑے تو پھر اس کا کیا علاج ہے۔ ان ہی روشن کرامات میں سے آپ
کے نام لینے سے سندھ کی سرزمین سہون شریف سے تقریباً ۳۲ میل
کے فاصلے پر ایک کنوئیں سے یہ کرامت عیاں ہوتی ہے۔

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے واعظ مولانا سید محمد عارف صاحب
قبلہ نے مارچ سنہ ۱۹۳۲ء میں اپنے تبلیغی دورہ کے دوران بچشم خود اس
قصّہ کے حالات حسب ذیل الفاظ میں تحریر کئے ہیں جس کو علامہ آغا

مہدی صاحب نے بھی اپنی کتاب لال شہباز میں تحریر کیا ہے قصبہ ٹنگ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں امیرالمومنین حضرت علی یہاں خود تشریف لائے تھے۔ ایک کافر نہک نامی ظالم و جابر حکمران تھا۔ اس کی زمین میں ایک کنواں تھا۔ جس سے وہ اپنی زمینوں کی کاشت کرتا تھا اس کنوئیں سے جو پانی نکالنے کا ڈول تھا اس کو ننوّ آدمی مل کر کھینچتے تھے۔ کوئی آدمی ذرا سی بھی اپنے کام میں غفلت کرتا تو اس کو یہ بڑی بے رحمی سے مارتا۔ مظلوموں کی فریاد سنکر خود امیرالمومنین تشریف لائے اور آپ نے اس ڈول کو جو ننوّ آدمی مل کر کھینچتے تھے خود تنہا کھینچا۔ اس ظالم کو تنبیہ کی مگر وہ نہ مانا آخر وہ کافر مکان کی چھت میں دب کر مرگیا۔ اور کنویں کا پانی کنارے تک پہنچ گیا۔ اب تک یہ کنواں باقی ہے اس کنویں کی خاص بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کنارے پر کھڑا ہو کر علی علی کی صدا بلند کرتا ہے تو پانی جوش مارنے لگتا ہے۔ مولانا سید عارف صاحب لکھتے ہیں کہ میں چند مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر اس مقام کے قریب پہنچا تو کنارے کھڑے ہو کر علی علی کا نعرہ بلند کیا تو پانی میں تموج پیدا ہوگیا۔ جب ہم خاموش ہوئے تو پانی اپنی جگہ تھم گیا۔ یہ پانی جاڑے میں اتنا گرم ہوتا ہے جتنا غسل کے لئے درکار ہوتا ہے اور گرمیوں میں پانی نہایت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس کنوئیں کا پانی ہمیشہ ایک حال میں رہتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ جگہ علی باغ کے نام سے مشہور ہے (بحوالہ علی علی)

۱۸۴ کلکتہ کی خبر

کلکتہ۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء راجپوتانہ سے یہ حیرت ناک خبر موصول ہوئی ہے کہ وہاں کے ایک جنگل میں دو اشخاص کو ایک شیر نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ شیران دونوں کو جھپٹ کر پھاڑ ڈالے جب ان دونوں نے موت کو اتنے قریب دیکھا اس مشکل وقت میں بے اختیار زبان پر علی علی کا نام آیا۔ قبل اس کے کہ شیر ان دونوں پر حملہ کرتا یہ دونوں معمولی لکڑیوں کے ساتھ شیر پر علی علی کرتے ہوئے حملہ آور ہوگئے۔ ان ڈنڈوں سے مارتے ہوئے شیر کو دور تک لے گئے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک شیر ہلاک نہ ہوگیا۔ تمام راجپوتانہ میں اس خبر کا بڑا چرچہ ہوا۔ سب لوگوں کا یہی خیال تھا کہ ان دونوں نے صرف نام علی کی بدولت شیر کو ہلاک کیا ہے اور علی نے ہی ان کو نجات دلائی ہے اس نام کی بدولت وہ موت کی جنگل سے بچ نکلے۔ لوگ بڑی دور دور سے ان دونوں کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔

۱۸۵ ڈاکو سے نجات

علامہ مجلسی بحارالانوار میں تحریر کرتے ہیں جس کے راوی زید نساج ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا۔ یہ شخص کپڑے اتار کر غسل کرنا چاہتا تھا مجھے اس کی پشت پر ایک لمبا زخم نظر آیا جس سے پیپ بہہ رہی تھی اس شخص نے مجھ سے کہا کہ زخم کی وجہ سے غسل کرنے سے قاصر ہوں۔ تم میری مدد کرو تاکہ میں غسل کر کے نماز جمعہ ادا کرسکوں میں نے کہا کہ میں تجھے غسل میں مدد دینے کو تیار ہوں مگر میری یہ شرط ہے کہ تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اس زخم کے بارے میں ضرور بتائے گا یہ کیسے لگا اور کب کا زخم ہے کیونکہ زخم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زخم ابھی ابھی لگا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا میں نے غسل میں مدد کی جب یہ شخص غسل سے فارغ ہوگیا تو میں اس کے قریب بیٹھ گیا اور اس زخم کا احوال بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

ہم دس دوستوں کا ٹولہ تھا ہمارا مسکن کوفہ تھا لوٹ مار۔ چوری

مسافروں کو لوٹنا ہمارا پیشہ تھا اسی پر ہماری گذر تھی ہر رات ایک دوست کے ذمہ ہوتی کہ وہ تمام کھانے کا انتظام کرے میں گھر جاکر سویا تو میری بیوی نے کہا کہ کل طعام پیش کرنے کی تمہاری باری ہے جب کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں آج جمعہ کی رات ہے لوگ نجف کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ موقع بھی اچھا ہے اور مال بھی بہت مل جائے گا کیونکہ زیارت پر لوگ منتوں کا روپیہ اور سونا چڑھانے جاتے ہیں۔ میں اٹھا اپنے ہتھیار سجا کر راستے میں ایک خندق میں اپنے شکار کے لئے چھپ گیا۔ کافی اندھیری رات تھی لوٹ مار کرنے کی کے لئے اس سے بہتر رات اور کیا ہو سکتی تھی اتنے میں مجھے دور سے دو قدموں کے چلنے کی آواز سنائی دی میں ہوشیار ہوا وہ دونوں بہت قریب آ گئے۔ میں خندق سے باہر نکلا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا دیکھا تو یہ دونوں عورتیں تھیں۔ ایک کافی عمر رسیدہ تھی دوسری جوان تھی میں نے انھیں خنجر دکھایا اور زیور اور نقدی نکالنے پر مجبور کر دیا۔ یہ دونوں عورتیں بے بس ہو گئیں انہوں نے چپ چاپ تمام نقدی اور اپنے جسم کا زیور اتار کر ہمارے حوالے کر دیا۔ مگر میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا میں اس جوان لڑکی کی عزت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا تھا اس پر بوڑھی عورت نے کہا تو نے تمام نقدی اور زیور تو ہم سے لے لیا ہے اب میری بچی کو داغ دار نہ کر۔ چند دنوں میں اس کی شادی ہونے والی ہے ہمارا سارا خاندان رسوا ہو جائے گا۔ خدا کے لئے کچھ خوف کر اور ہمیں اب چھوڑ دے ہم مولا علی کی زیارت کو جاتے ہیں۔ تجھے اسی کا واسطہ ہمیں چھوڑ دے مگر میرے دل میں اس قدر خلل آ چکا تھا کہ میں نے اس بڑھیا کی ایک بات نہ سنی اور ان دونوں کو دھکیلتا ہوا خندق میں لے گیا۔ اس بڑھیا کو دھکا دیکر گرا دیا اور میں نے خوف دلانے کے لئے کہا اگر تو آئی تو میں تجھے اور تیری لڑکی کو جان سے ختم کر ڈالوں گا نہ عزت رہے گی نہ

جان رہے گی میں اپنی قوت سے اس لڑکی پر حملہ آور ہوا لڑکی بے بس پرندے کی طرح زمین پر پڑی تھی۔ میں اس کی دوشیزگی کو چاک کرنا چاہتا تھا کہ لڑکی نے بے اختیار چلانا شروع کر دیا۔ مولا علی ہم تیری زیارت کو آئے ہیں اور ہمارا یہ حال یا الٰہی مدد۔ مولا علی مدد۔ مشکل کشا مدد، یہ کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس اثنا میں ایک سوار ظاہر ہوا۔ جس کا لباس سفید جس نے عمامہ سے اپنا چہرے پر پردہ کیا ہوا تھا۔ اس سوار نے کہا اس لڑکی کو چھوڑ دے میں نے سوار سے کہا جا اپنا راستہ لے ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تو بھی مارا جائے۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص جلال میں آیا اور تلوار کی نوک میری کمر پر اس زور سے ماری کہ میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ نامعلوم میں کب تک اس بیہوشی میں پڑا رہا البتہ اس غشی کے عالم میں میں نے سوار سے عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا اپنے کپڑے پہنو۔ رقم اور زیور اٹھاؤ اور واپس چلی جاؤ۔ عورتوں نے عرض کی ہم مولا علی کی زیارت کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ سوار نے کہا تم واپس چلی جاؤ تمہاری زیارت قبول ہوئی۔

بھارتی اداکارہ ہیلن ۱۸۶

مشہور و معروف بھارتی اداکارہ ہیلن کا ایک انٹرویو اخبار جہاں مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ گو کہ ہیلن غیر مسلم ہے مگر اس کے باوجود مشکل حالات میں مشکل کشا سے اپنی حاجت طلب کرتی ہے یہ زندہ جاوید معجزوں میں ایک معجزہ ہے کہ غیر مسلم بھی مولا علی کے منت دھاگے گلے میں ڈال کر خوش حال نظر آتا ہے اخباری رپورٹر کے سوال کا جواب ہم علی علی سے نقل کرتے ہیں۔

اخباری رپورٹر کا سوال۔ ایک خبر اور بھی آپ کے لئے بہت مشہور ہے کہ آپ مسلمان ہو گئی ہیں کیا یہ سچ ہے۔

ہلین کا جواب :- یہ جھوٹ ہے کہ میں مسلمان ہوگئی ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علی کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے ایک منت حضرت علی سے مانی تھی وہ پوری ہوگئی۔ کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں۔ ملی ایک خاص بات یہ ہے کہ جب سے میں نے یہ دھاگہ پہنا ہے تب سے میری آنکھیں کھلی ہیں اور مجھے بے انتہا فائدے حاصل ہوئے ہیں میں یہاں پر ایک مثال دیتی ہوں کہ ڈی۔ ایف۔ کراکا کی زندگی پر حضرت علی کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ ہلین نے مزید کہا۔ علی ہمارے ہی مولا نہیں ہر انسان کے مولا ہیں۔ جو ان کو دل سے یاد کرتا ہے آپ اس کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔

یہ تھے ایک غیر مسلم فلمسٹار ہلین کے خیالات۔ اس پر اگر کوئی مسلمان ہوتے ہوئے بغض علی میں آپ کے کشف، کرامات اور معجزات سے انکار کرے اور یہ سمجھے کہ مشکل کشائی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے تو اس قدر افسوس کا مقام ہوگا۔ مگر خدا کا لاکھ احسان ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے عظیم فرقے سنی، شیعہ بھائی بھائی نہ صرف آپ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں بلکہ ہر مشکل وقت پر آپ کا نام زبان پر لاتے ہیں۔

یا علی کے نعرے ۱۸۷

جنگ کراچی مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ لاہور، ۸ دسمبر شہر لاہور میں ایک مرتبہ پھر جوش و خروش کی وہی لہر آگئی ہے جس کا مظاہرہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ہوا تھا۔ جنگ کے پہلے روز صوبائی دارالحکومت سے تقریباً دس میل دور توپوں کی گھن گرج اور توپوں کے شعلوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ہمارے صف شکن دشمنوں کی پسپائی میں مصروف ہیں۔ نصف شب گذر جانے کے باوجود۔ لاہور، جی ٹی روڈ پر انجینئرنگ یونیورسٹی سے شالامار

باغ تک بھی چہل پہل تھی۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلباء ہوسٹل کے باہر کھڑے ہوئے اپنی بہادر فوج کو نعرہ حیدری یا علی یا علی کی گونج میں رخصت کر رہے تھے۔ مرطرف علی علی کی صدا تھی جس سے ایک عجیب جوش تھا۔

امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ ۱۸۸

خطیب اہل سنت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب اپنی کتاب سفینہ نوح میں تحریر کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے والد حضرت ثابت اپنے باپ کے ساتھ بچپن میں حضرت علی کی زیارت کو گئے تھے تو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے حق میں دعا برکت اولاد فرمائی تھی تو جب اس دعا کے حضرت امام ابوحنیفہ پیدا ہوئے۔ مولانا صاحب بعنوان سیرت الشافعی میں امام شافعیؒ کا قصیدہ نقل کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے :- اے رسول اللہ کے اہل بیت آپ حضرات کی محبت کو اللہ پاک نے اپنے کلام قرآن کریم کے اندر عام مسلمانوں پر فرض کیا ہے آپ حضرات کی بزرگی کے لئے یہی کافی ہے کہ نماز کے اندر آپ حضرات پر جو درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اگر مولا علی سے محبت کرنے والے کو رافضی کہا جائے تو بندگان خدا میں سب سے بڑا رافضی میں ہوں۔

مولانا اشرف علی تھانوی ۱۸۹

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب بہشتی زیور میں اپنی پیدائش کا واقعہ تحریر کرتے ہیں جو خاندان بھر میں اس وقت سے مشہور رہے۔ آپ کے والد عبدالحق ایک ایسے موذی مرض میں مبتلا ہوگئے کہ کسی دوا سے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ آخر ایک ڈاکٹر نے اس کی دوا تجویز کی مگر اس کے لئے انھیں قاطع النسل کی قربانی

دینی پڑے گی ۔ عبدالحق صاحب اپنی بیماری سے بہت تنگ آچکے تھے ۔ اس لیے انہوں نے دوا یہ کہہ کر استعمال کر لی کہ بلا سے اولاد نہ ہو مگر کم از کم خود میں تو بچ جاؤں گا ۔ جب عبدالحق صاحب کی بیوی کو یہ معلوم ہوا تو بڑی پریشان ہوئی کیونکہ ان کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہتی تھی ۔ یہ خبر عبدالحق صاحب کی ساس صاحبہ کو پہنچی تو انہوں نے اس زمانے کے مشہور بزرگ حافظ غلام مرتضیٰ پانی پتی سے عرض کی میری بیٹی کی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی ۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی اولاد حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کی کشمکش میں مر جاتی ہے ۔ اب کے بار علیؑ کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا ۔ اس معمہ کو کوئی نہ سمجھ سکا مگر عبدالحق صاحب کی بیوی نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس معمہ کو حل کیا کہ حافظ کا مطلب ہے کہ ان کا باپ فاروقی ہے اور ماں علوی ہے اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے اب کے جو لڑکا ہوگا اس کا نام ننھیال پر رکھا جائے گا ۔ جس کے آخر میں علی ہو حافظ صاحب یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا میرا مطلب بھی یہی تھا ۔ یہ لڑکی کافی عقلمند معلوم ہوتی ہے انشاءاللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا ۔ دونوں صاحب نصیب ہوں گے ۔ ایک میرا ہوگا وہ مولوی اور حافظ قرآن ہوگا ۔ اور دوسرا دنیادار ہوگا ۔ آپ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور ایسا ہی ہوا ۔

صرف نام علی کے طفیل مولانا اشرف علی تھانوی نہ صرف زندہ رہے بلکہ شہرت بھی پائی دنیا اگر چاند اور سورج کو جھٹلانے کا قصد کرے تو یہ اور بات ہے ورنہ تو ہمیں ہر دور میں ہر مقام پر ہر مرحلہ پر مشکل کشا کی مشکل کشائی نظر آتی ہے ۔ صاحب بصیرت ، عاقل ، حقیقت شناس دل سب ہی اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔ روحانیت صرف اور صرف محمدؐ پاک و آل محمدؐ کے گھرانے کے طفیل ہے جس نے اس چوکھٹ پر سر خم کیا اسے دین و دنیا سب ہی مل گیا

کوئٹہ کی اہم خبر ۱۹۰

روزنامہ حریت ۔ پیر ۱۶ ربیع الاول مطابق ۴ فروری ۱۹۸۰ء

کوئٹہ ۳ فروری ۔ اے ۔ پی پی کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جو اس صدی کی اہم خبر ہے اور معجزہ محمدؐ و آل محمدؐ کا زندہ ثبوت ہے جسے ہم علی علی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں ۔ یہ ایسی زندہ خبر ہے جس سے بہت سے دلوں کو روشنی عطا ہوئی اور آل محمدؐ کے فضائل ۔ کشف ، کرامات اور معجزات کے قائل ہوئے ۔

کراچی سے ۸۰ میل دور لسبیلہ میں کوہ لاہوت لامکاں کے مقام سے ایک سنگ سیاہ دریافت ہوا جس پر عربی رسم الخط میں سفید حرفوں میں اللہ ۔ محمدؐ ۔ علیؑ ۔ فاطمہؑ ۔ حسنؑ ۔ اور حسینؑ کے نام کندہ ہیں ۔ یہ پتھر کوئٹہ کے سماجی کارکن کے پاس ہے اس کا کہنا ہے کہ ایک بزرگ نے خضدار میں اسے یہ پتھر دیا تھا ۔ بتایا جاتا ہے کہ بڑی تعداد میں لوگ اس جگہ کی زیارت کر رہے ہیں جہاں سے یہ پتھر نکلا ہے ۔

جن کا ایک درخت ۱۹۱

مستند روایت کے ساتھ مختلف طریقوں سے کتابوں میں درج ہے

اس معجزے کی روایت محمد بن سنان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ جن کا ایک آدمی دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت نے فرمایا کہ تجھے اجازت ہے ۔ وہ شخص اندر داخل ہوا آپ نے اس سے دریافت کیا تو کہاں سے آیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ملک جین کا رہنے والا ہوں آپ نے فرمایا تیرے شہر کے لوگ کیا ہمیں جانتے ہیں ۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں ۔ پھر آپ نے فرمایا تو نے ہمیں کیونکر پہچانا اور کہاں سے ہمارے

حالات کی خبر لی گئی۔ اس شخص نے جواب دیا۔ اے فرزند رسولؐ ہمارے شہر میں ایک درخت ہے جو سال میں دو بار پھول لاتا ہے۔ اول روز اس پر پھول کھلتا ہے اس پر لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔ آخر روز جو پھول کھلتا ہے اس پر علی ولی اللہ لکھا ہوتا ہے ہمیں اسی درخت سے رسولؐ خدا اور اس کے وصی اور اس کے [illegible] کا علم ہوا۔ وہاں بھی آپ کے دوست بے شمار ہیں۔ میں بھی [illegible] کی زیارت کے لئے یہاں آیا ہوں۔

بیمار شفایاب ہوئے ۱۹۲

مشکل کشائی کا سلسلہ [illegible] میں جاری وساری رہے گا [illegible] مبارک سے روزانہ ایسے معجزات عیاں ہوتے ہیں جسے دیکھ کر سخت [illegible] کٹر دل اشخاص بھی مشکل کشا کی مشکل کشائی کے سامنے سر خم کر دیتے ہیں اس کے باوجود بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر ان کا علاج کیا کر سکتا ہے۔ روضہ مبارک اب بھی بیماروں۔ بے سہاروں۔ لولے۔ لنگڑوں کے لئے شفا کا مرکز ہے دن رات بے شمار افراد جو دنیا بھر کے حکیموں ڈاکٹروں سے علاج کرانے کے بعد مایوس ہو جاتے ہیں آخر در نجف سے شفایاب ہو کر ہنسی خوشی گھروں کو لوٹتے ہیں ایسی بہت سی روایت مختلف کتابوں میں درج ہیں۔ ایک روایت۔

یہاں پر ہم مشہور عالم اہلسنت ابو عبداللہ محمد بن بطوطہ جو ایک بڑے تاریخ دان بھی تھے اپنے سفر نامے میں تحریر کرتے ہیں کہ جب میں مکہ معظمہ سے نجف اشرف گیا اور وہاں جناب امیر کے روضہ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جناب امیر کی قبر اسی شہر نجف میں واقع ہے اور یہاں شیعہ حضرات رہتے ہیں۔ حضرت علی کی قبر مبارک سے کافی کرامات ظاہر ہوتی ہیں ان کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کی رات جسے وہاں کے رہنے والے بیداری کی رات کہتے ہیں اطراف عراق۔ خراسان، روم۔ اور دیگر علاقوں کے لوگ یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ جو لولے، لنگڑے اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی ضریح مقدس کے پاس ان مبتلاؤں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور پھر انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کب یہ لوگ ٹھیک ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ جو ان کے گرد جمع ہوتے ہیں یا تو وہ نماز پڑھتے ہیں یا قرآن پاک کی تلاوت یا پھر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ ان مفلوج آدمیوں کو دیکھا کرتے ہیں کہ کب ٹھیک ہوتے ہیں۔ جب آدھی رات یا دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو اس وقت وہ تمام مریض جو چلنے پھرنے سے مجبور ہوتے ہیں یا ایسی موذی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ بالکل تندرست ہو جاتے ہیں اور وہاں سے کلمہ پڑھتے ہوئے علی علی کی صدا بلند کرتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ تھا مولا علی کے مزار مقدس کا معجزہ جہاں صدیوں کی طرح اب بھی اور قیامت تک پریشان حال لوگوں کو مصائب سے نجات ملتی رہے گی۔ میں ہر بہن بھائی سے درخواست کرتا ہوں جو بھی ایسے مرض میں مبتلا ہو وہ در نجف پر حاضری دے۔ انشاء اللہ وہ اپنی مراد پوری کر کے ہی واپس پلٹے گا۔ اس کے لئے خلوص اور محبت علی کا ہونا لازمی ہے ورنہ دل میں بغض ہو تو کچھ نہ ملے گا۔

ایک بیمار لڑکی ۱۹۳

موجودہ دور کے مشہور عالم سیدذکی للاجتہاد الرشتی ۔ کراچی ۔ کتاب علی علی

حصہ سویم کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ نجف اشرف میں دوران تعلیم مجھ کو جو معجزات دربار علی میں دیکھنا نصیب ہوئے ان میں دو معجزات یہ ہیں ۔

مولانا لکھتے ہیں حسب عادت تعلیم سے فراغت کے بعد میں حرم مولائے کائنات میں نماز مغرب کے لیے حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایک لڑکی کو صحن میں لیکر آ رہے ہیں ۔ یہ لڑکی بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہو رہی تھی ۔ پیٹ بالکل اندر دھنسا ہوا تھا صرف سانس چلتی ہوئی معلوم دے رہے تھی ۔ اس کے وارث اس کو صحن میں چھوڑ کر جانے لگے تو اس پر خدام نے کہا اب اس لڑکی میں کیا رکھا ہے چند گھنٹوں کی مہمان ہے یہاں سے لے جاؤ ۔ لیکن یہ لوگ اس کو چھوڑ کر چلے گئے ۔ یہ لڑکی دو دن تک اسی حالت میں صحن حرم میں پڑی رہی ۔ تیسرے دن اس لڑکی نے ایک زائر سے پانی مانگا اور پھر کھانا ۔ زائر نے اس لڑکی کو پانی دیا ۔ کھانا دیا اس لڑکی نے بڑے آرام سے کھانا کھایا اور اٹھ کر بیٹھ گئی ۔ اور اس طرح ہوگئی کہ جیسے یہ کبھی بیمار ہی نہیں تھی لوگ اس کے وارثوں کو بلا کر لائے ۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ ایک بہت بڑے تاجر کی لڑکی ہے ۔ جس کے والدین نے دنیا بھر میں اس کا علاج کرایا اور پھر مایوس ہو کر اس بارگاہ کا رخ کیا جہاں ہر فریادرس کی شنوائی ہوتی ہے ۔

چور کی جھوٹی قسم ۱۹۴

مولانا صاحب اپنی تعلیم کے دوران نجف اشرف دربار علی کا دوسرا معجزہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ ایک دن مغرب کے وقت سپاہی ایک شخص کو ہتھکڑیاں پہنائے ہوئے دروازے سے صحن میں لائے ان لوگوں کے پیچھے

کافی مجمع تھا یہ سب کے سب صحن حرم میں اس مقام پر کھڑے ہو گئے ۔ جہاں آقائے حکیم طباطبائی اعلی اللہ مقامہ نماز پڑھاتے تھے ۔ پھر سپاہیوں نے ہتھکڑی پہنے ہوئے شخص سے کہا کہ تم حضرت علی کی قسم کھاؤ کہ تم نے چوری نہیں کی ہے ۔ اس شخص نے قسم کھائی کہ میں نے چوری نہیں کی ہے بس قسم کھانا تھی کہ ایک زوردار طمانچہ کی آواز آئی فوراً سارے حرم کی بجلی بند ہو گئی ۔ اور یہ شخص فرش زمین پر گر گیا ۔ تھوڑی دیر بعد بجلی آگئی ہم سب نے دیکھا کہ یہ شخص زمین پر تڑپ رہا ہے اور اس کے منہ سے خون جاری ہے اور اس طرح کے سینکڑوں معجزات دن رات دربار علیؑ میں ہوتے رہتے ہیں ۔

ہر لاش پر ۱۹۵

مولا علی مشکل کشا کے زندہ جاوید معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے جس کے گواہ نجف میں تمام افراد ہیں ۔ نجف کا بچہ بچہ جانتا ہے علماء کی ایک جماعت نے مستند طریقوں جس کی روایت کی ہے اکثر کتابوں میں میں نے خود پڑھا ہے اس معجزہ کی مختصر تفصیلات یہ ہیں کہ ایک مرتبہ سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کر دیا ۔ دربار علی کے مجاور روضہ مقدس کی حفاظت میں شہید ہوتے رہے آخر کار سعودی یلغار کرتے ہوئے روضہ اقدس کے قریب پہنچ گئے ۔ تیسرے دن ایک شہسوار ظاہر ہوا جو ایک سفید اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر سوار تھا ۔ تلوار ہاتھ میں تھی اپنے نورانی چہرے پر پردہ کئے ہوئے تھے ۔ تن تنہا اس سوار نے سعودیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے تمام سعودی لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ۔ صرف ایک شخص کو چھوڑ دیا ۔ اور اس سے فرمایا جاؤ تم شہر والوں کو بتاؤ کہ علی بن ابی طالب نے تمام لشکر کا صفایا کر دیا ہے اور صرف تمہیں اس لئے زندہ چھوڑا ہے تاکہ تم یہ خبر دوسروں تک پہنچا سکو ۔

وہ شخص شہر روانہ ہوا اور لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ تمام لشکر کو علی ابن
ابی طالب نے صفایا کر دیا ہے اس پر لوگوں نے کہا کہ تمہیں کس نے چھوڑ دیا
تم کیوں کر زندہ بچ گئے اس شخص نے کہا کہ مجھے خود حضرت علیؑ نے کہا ہے
اور مجھے اس لئے زندہ چھوڑا کہ میں تم تک یہ خبر پہنچا سکوں۔ بعض ضعیف العقیدہ
لوگوں نے نہ مانا مگر چند دانا بزرگوں اور عالموں نے لوگوں سے کہا کہ چل کر
لاشوں کو دیکھو۔ اگر لاشوں پر تلوار کا ایک ہی نشان ہے تو سمجھ لیں
کہ یہ شخص درست کہتا ہے اور ان سب کو علی نے قتل کیا ہے۔ جب لوگوں
نے وہاں جاکر دیکھا تو واقعی ہر لاش پر تلوار کا ایک ہی نشان تھا۔ پھر ان ہی
بزرگوں نے کہا کہ دیکھو کہ لاشوں کے کتنے کتنے ٹکڑے ہیں لوگوں نے دیکھا
ہر لاش کے دو ٹکڑے ہیں اور برابر کے ہیں یہ دیکھنے کے بعد ان علما اور بزرگوں نے دیکھا
پھر سب کو یقین آگیا کہ ان سب کو حضرت علی مشکل کشا نے قتل کیا ہے
جناب سید محمود جواد ہمدانی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں
سے یہ واقعہ خود دیکھا ہے (بحوالہ جواہر الاسرار)

تبت کا چرواہا ۱۹۶

حکیم سید محمود گیلانی کی کتاب علی مرتضیٰ حیدر
شیر خدا۔ میں تبت کے علاقہ کا ذکر

جاوید عجزہ بیان کرتے ہیں جو آج بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو یہ
سمجھتے ہیں کہ معجزات، کرامات وکشف، سب فرضی داستان ہیں جبکہ
دلوں پر لگے ہوئے قفل کھولنے کے لئے مشکل کشا کی مشکل کشائی
ہر دور میں جاری و ساری ہے ایسا ہی ایک واقعہ تبت کے ایک گاؤں کے
چرواہے جس کا نام چونگ۔شی۔سی تھا۔ اس کے ساتھ پیش آیا۔ گو کہ
وہ غیر مسلم تھا مگر مشکل کشا کا عقیدت مند تھا اس کی عقیدت کا یہ عالم
تھا کہ ہر مشکل و سنگین لمحات میں اس کی زبان پر بےساختہ علی علی کا نام ورد
کرتا تھا واقعہ کی تفصیلات یہ ہیں۔

چونگ شی سی تبت کے گھنے جنگل میں اپنے بھیڑ بکریوں کا ریوڑ
چرا رہا تھا اس نے درختوں سے تازہ پتے توڑ کر ان کے سامنے رکھے تاکہ یہ
سیر ہو کر کھائیں اور اپنی بھیڑ بکریوں کو مخاطب ہو کر کہنے لگا تم آرام سے
کھاؤ میں پانی پی کر ابھی آتا ہوں۔ چشمہ سے اس نے پانی پیا۔ پانی سے
سیراب ہونے کے بعد اپنے جانوروں کی طرف پلٹا ہی تھا کہ راستہ میں
اسے گاؤں کے تین آدمی ملے اور کہا کہ ابھی تک تو یہیں ہے اپنے جانوروں
کو گاؤں لے جا تجھے معلوم نہیں آج کل اس جنگل میں خطرناک شیر پھر
رہے ہیں جو سورج غروب ہوتے ہی چیر پھاڑ کر ڈالتے ہیں۔ گاؤں ابھی
دور تھا اور سورج غروب ہونے کو آیا تھا اس نے کہا تم فکر نہ کرو میں ان خطرناک
شیروں کو بھگانا خوب جانتا ہوں۔ اس پر ان تینوں نے کہا لڑکے کیا
تیرے پاس کوئی منتر ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں میرے ساتھ تو خدا
کا شیر ہے۔ انھوں نے کہا وہ کون ہے۔ اس نے کہا میرے دادا جان
سے افتونگ کی کتاب چونگ کی باتیں سنی ہیں انہوں نے کہا۔ ہاں
کچھ سنی تو ہیں۔ لڑکے نے جواب دیا کہ اس کتاب کا ایک گیت مجھے
خوب یاد ہے۔ موتگ چن کی بہادری والا نہیں۔ خدا کے شیر والا تم بھی
سنو۔ اردو ترجمہ۔ (اگرچہ ان پہاڑوں میں شیر بستے ہیں جو بہت ظالم
ہیں لیکن ہمیں کوئی خطرہ نہیں کیونکہ ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے
جس کا نام علی ہے۔ اس کی گرج سے تمام موذی جانور بھاگ جاتے ہیں)
تینوں نے اس گیت کو سنا۔ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے آخر اپنے راستے
کی طرف بڑھے۔

نوجوان چونگ اپنے جانوروں کے پاس آیا اور اپنی مخصوص زبان میں
ان سے کہا کہ اب تم اپنا پیٹ بھر چکے ہو شام بھی ہو چکی ہے اب چلو
گھر کی طرف چلیں۔ جانور آہستہ آہستہ چونگ کے پیچھے چلنے [illegible]

تھے کہ ایک مقام سے ہلکی ہلکی گونج کی آواز آئی۔ جانور خوفزدہ ہوئے تو چونگ نے اپنی زبان میں کہا کہ اس گرج سے ڈر نہیں۔ ہمارے ساتھ وہ ہے جس کا نام سنتے ہی درندوں کا لہو سوکھ جاتا ہے۔ ابھی دو چار قدم آگے ہی بڑھا تھا یہ گونج کی آواز ہیبت ناک طریقہ سے گونجی ایسا معلوم ہوا کہ شیر بہت قریب آچکا ہے آسمان پر ہلکی ہلکی سیاہی پھیل چکی تھی۔ چونگ کے جانور اس آواز سنتے ہی ادہر ادھر ہو گئے چونگ نے اپنے آپ سے مخاطب ہو کر اور اپنی ہمت کو بڑھانے کے لئے کہا کہ دنیا بدل سکتی ہے مگر ادستونگ کی پیش گوئی غلط نہیں ہو سکتی۔ ابھی یہ کلام جاری تھا کہ ایک وادی سے ایک خونخوار شیر برآمد ہوا۔ اس لڑکے نے دیکھا کہ شیر آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہا ہے ایسے میں وہ کچھ گھبرا گیا آسمان پر نظر ڈالی درد بھری زبان سے یہ دعا زبان پر جاری ہوئی ہے۔ خدا کے شیر۔ ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے تو خدائی قوت رکھتا ہے تو قدرت الٰہیہ کا مظہر ہے تو بے کسوں کی مدد کرتا ہے مشکل وقت میں تیرا نام لیا جائے تو مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ مجھ پر اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ میں ایک درندے شیر کے منہ میں ہوں اور تو اللہ کا شیر ہے۔ مجھے بچا لے میری مدد کر۔ خدا کے شیر میری مدد کر۔

تبت کا مذہبی نامہ نگار کان چوز جو بڑی مستند حیثیت رکھتا ہے وہ اپنی تاریخی کتاب میں لکھتا ہے چونگ شی۔ سی چڑا ہے کہ یہ دعائیہ فقرے ابھی ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ شیر جھکا کر پہاڑ سے گر کر ایک سخت چٹان سے ٹکرایا اور اس شیر کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں۔ شیر کا چکرا کر گرنے کا معجزہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے شیر نے اپنی غیبی طاقت کی مدد سے اس کو پکڑ کر بری طرح گرا دیا جس سے یہ شیر

وہیں ہلاک ہو گیا۔ اور چرواہا صحیح سلامت اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا اس واقعہ کی شہرت تمام علاقہ میں پھیل گئی۔ اور لوگ مشکل کشا کی مشکل کشائی کا دم بھرنے لگے۔

۱۹۴۷ء کی ایک صبح

پروفیسر ڈاکٹر حسنین زیدی صاحب اپنی کتاب تذکرہ رسول پور تقسیم ہندو پاک ۱۹۴۷ء کا ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے انہوں نے قلمبند کیا ہے جو کہ نادعلی کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ اس پرخطر سنگین حالات میں صرف نادعلی کے ورد کی وجہ سے وہ زندہ بچ گئے۔ جس کی تفصیلات ان ہی کی زبانی یہ ہیں۔

یہ واقعہ رسولؐ پور برسٹ المعروف برست نواح پانی پت ضلع کرنال مشرقی پنجاب ہندوستان کا ہے کہ پولیس والے اور فوج والے ہندو دیہاتیوں کو اشارہ کر کے خود آگے بڑھ گئے۔ چند ہی لمحات کے بعد دیہات والوں نے ہمیں اپنے تیز ہتھیاروں کے ساتھ گھیر لیا۔ ایک طرف کنارے پر میں کھڑا تھا۔ دوسری طرف فرید پور سادات کے ایک سید صاحب جو بمبئی سے اپنے وطن آگئے تھے ان کے جسم پر کالی عبا تھی۔ لوگوں نے ان کی سفید پوشی اور کالی عبا کو دیکھ کر انہیں لیڈر سمجھا اور اب چند ہی لمحوں کی دیر تھی۔ سورج بھی اچھی طرح نکل چکا تھا۔ ان کے ہتھیار چمک رہے تھے۔ یہ ہندو دیہاتی ہم کو گھیرے رہے۔ مشکل کٹھن لمحات میں یکایک میرے ذہن میں آیا کہ ایسے مشکل حالات میں نادعلی کا ورد کیا جائے تو بلا سر سے ٹل جاتی ہے۔ خدا کا نام زبان پر تھا اس پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں غالباً ۱۲ یا ۱۳ مرتبہ نادعلی پڑھ چکا تھا۔ قبل اس کے کہ ہندو حملہ آور میرے سر پر تیز دھار

آلے سے وار کر کے ختم کرتا۔ اس کے دوسرے ساتھی نے کہا یہ جیسے محمد دوسرے کنارے پر کھڑا ہے اس کو پکڑا جائے حملہ آور نے دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے شخص کو دیکھنے کے لیے گردن موڑی تو میں نے ایک دم محسوس کیا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے زوردار دھکا دیا۔ میں اس غیبی طاقت کے دھکا دیتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ میرا حملہ آور میرے پیچھے دوڑا۔ میرے ہاتھ میں ایک زیورات کی پوٹلی تھی۔ یہ سوچتے ہوئے کہ مال جان کا صدقہ ہوتا ہے اسے وہیں زمین پر پھینک دیا۔ حملہ آور اسے اٹھانے کے لیے جھکا میں نگاہ بچا کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گیا۔ میں نے جو کوٹ پہن رکھا تھا اسے اسی جھاڑی پر رکھا اور قریبی دوسری جھاڑی میں چھپ گیا۔ حملہ آور کافی دیر تک ڈھونڈتے رہے مگر انھیں کسی طرح بھی میں نظر نہ آیا جب کہ میں ان کے بہت قریب تھا اس طرح وہ تلاش کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ اس طرح ہماری ناد علی کے طفیل جان بچ گئی جو کہ ناد علی کے ورد کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

مسٹر ڈی ایف، کرا کا ۱۹۹ کا بیان

اس سے قبل کے ڈی ایف کرا کا تعارف تحریر کیا جائے یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولا علی مشکل کشا نے ہر دور میں کس کس طرح مشکل کشائی فرمائی اور صرف مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ غیر مسلموں نے بھی جب بھی پکارا آپ سے فیض یاب ہوئے۔ مسٹر کرا کی آپ بیتی ان مسلمانوں کے لیے چیلنج ہے جو کبھی آنکھیں بند کیے ہوئے بھی بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کشف کرامات اور معجزات یہ سب من گھڑت افسانے اور قصے ہیں یہ سب ناممکن ہیں ان لوگوں کے لیے

اس مقام پر مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ مسٹر کرا کا نہ مسلمان ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی حضرت علی سے عزیز داری ہے جو انہوں نے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ اور پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ غیر مسلم صرف مشکل کشا ہی سے کیوں متاثر نظر آتے ہیں۔ آخر مشکل کشا سے ہی کیوں طلب کرتے ہیں یہ کیوں نجف اشرف جا کر اپنی حاجت طلب کرتے ہیں آخر کچھ تو ہوگا جو غیر مسلم بھی اپنے پیشواؤں کو چھوڑ کر اپنی مذہبی عقیدت کو ترک کر کے نہ صرف حضرت علی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ بلکہ ہر مشکل وقت میں آپ ہی کا نام زبان پر لاتے ہیں ایسے بہت سے واقعات ہر روز ہی پیش آتے ہیں۔ ان کو یکجا کرنا انسانی قوت سے بالاتر ہے زندگی کا اتنا عرصہ ہی نہیں کہ وہ مولا علی کے معجزات یکجا کر سکے۔ یہاں بھی وہ معجزات بیان کیے جا رہے ہیں۔ جو آئے دن اخبارات رسائل وغیرہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں یہاں پر ہم ہندو، سکھ، عیسائی پارسی حضرات کی عقیدت کے دو چار اہم واقعات بیان کرتے ہیں جو ان کو پیش آئے یہی مولا علی مشکل کشا کی روشن کرامات و معجزات میں سے ادنیٰ سی مثال ہے جسے پڑھ کر دل میں حب علی رکھنے والوں کا ایمان تازہ ہوگا اور جو منکر علی ہیں جن کے دل میں آپ کا بغض بس چکا ہے وہ جل جل کر راکھ ہوتے جائیں گے۔

مسٹر ڈی ایف کرا کا تعارف اور ان کی روئیداد میں جناب محمد وصی خان کی کتاب علی علی حصہ سوئم سے نقل کر کے تحریر کر رہا ہوں۔ مسٹر کرا کا بمبئی کے مشہور روزنامہ کرنٹ کے مدیر بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کا تعلق پارسی فرقہ کے ممتاز لوگوں میں سے ہوتا ہے۔ آپ کی کتابوں کے مصنف ہیں جو عالمی شہرت کی حامل ہیں۔ ان کتابوں میں ان کی سوانح عمری بھی ہے جس میں انہوں نے اپنے آپ کو خدا کے وجود کا منکر بتایا ہے اور

نہ کسی مذہب کے پابند ہیں۔ ساتھ اپنے آپ کو ایک خطاکار انسان بھی بتایا ہے۔ اس سوانح عمری کا ایک باب "حضرت علی آئے" کے عنوان سے ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی ۱۹۵۴ء میں خواب میں آئے۔ اس وقت سے لیکر آج تک ہر مشکل میں مدد فرمائی اور میں تین مرتبہ آپ کے روضہ مبارک پر عقیدت کے ساتھ حاضری دے چکا ہوں۔ زیر نظر معجزہ کراکا کی روئیداد مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء کو شہرہ آفاق انگریزی اخبار کرنٹ بمبئی میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ معجزہ ان ہی کی زبان بیان کیا جا رہا ہے۔

کراکا تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۶۸ء میں میرے گردہ اور مثانہ کا پیچیدہ آپریشن ہوا۔ اس آپریشن کے بعد جس کے زخم کا نشان ۱۲ انچ لمبا تھا میرے دل میں حضرت علی مشکل کشا کے روضہ مبارک پر حاضری کی شدید تمنا پیدا ہوئی۔ کیونکہ چودہ سو سال قبل اسلام کے یہ عظیم رہنما میرے خواب میں آئے۔ آپ میرے خواب میں کیوں آئے یہ مجھ سے نہ پوچھیے۔ میں آپ کی زیارت کو جانے کے لئے عراقی قونصل بمبئی کے گھر گیا۔ میں نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی کہ میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے مولا علی کی زیارت کو جانا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ صاحب متعجب ہوئے کہ آپ تو مسلمان نہیں۔ میں نے کہا میں مسلمان تو نہیں ہوں مگر ۱۹۵۴ء میں حضرت علی خود میرے خواب میں آئے۔ انہوں نے اپنا مبارک چہرہ دکھایا۔ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ میری باتیں سنکر عراقی قونصل بے اختیار بول پڑا۔ آپ مسلمان تو نہیں ہیں پھر وہ آپ کے خواب میں کیسے آئے۔ میں نے کہا یہ چیز آپ مجھ سے نہ پوچھیے بلکہ حضرت علی سے دریافت کریں کہ آخر وہ بڑے بڑے عقیدت مندوں کو چھوڑ کر میرے خواب میں کیونکر آئے۔

کراکا لکھتے ہیں کہ میری پہلی کہانی میں پہلی بار کیسے نجف پہنچا اور میری زندگی میں کیسے کیسے تبدیلیاں رونما ہوئیں جس کے نتیجہ میں میں حضرت علی بن ابی طالب کے یوم ولادت کے دن نجف اشرف پہنچا تھا۔ یہ پوری داستان ۱۹۶۸ء کے شمارے کرنٹ اخبار بمبئی انڈیا میں تحریر کر چکا ہوں۔ اس واقعہ کو میں اپنی کتاب

THEN COME HAZRAT ALI

میں بھی تحریر کر چکا ہوں۔ جو ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی۔ کراکا لکھتے ہیں کہ جس دن میں نے حضرت علی کے روضہ پر قدم رکھا۔ ویسے ہی ساری روشنی کا جھاڑ اچانک روشن ہو گیا۔ ان کی روشنی سے پورا روضہ منور ہو گیا تھا۔ گو کہ بغداد میں میری آمد کی تاریخ میں متعدد تبدیلیاں ہوئی تھیں لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ جس وقت روضہ اقدس میں داخل ہوا اسی وقت سے تبدیلیاں حضرت علی کی ولادت کا جشن شروع تھا۔

فروری ۱۹۷۰ء میں دوبارہ نجف گیا۔ اس وقت مجھ کو احساس ہوا کہ میری حاضری سے حضرت علی زیادہ خوش نہیں تھے ان کے روضہ کے طلائی گنبد کی مرمت ہو رہی تھی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب ایک آسٹریلین غنڈے نے یروشلم کے قدیم حصّہ میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت کہ جب میں نجف کے روضہ اقدس کے ایک کونے میں بیٹھا دعاؤں میں مصروف تھا۔ ایک مسلح حفاظتی دستہ میری نگرانی کر رہا تھا۔ جب میں ایک سید کے ساتھ روضہ سے باہر صحن میں آیا تو اس وسیع و عریض صحن میں ہم محض دو آدمی تھے باقی سارا روضہ خالی تھا۔

مسٹر کرا کا کہنا ہے کہ میں حکومت عراق کا ممنون ہوں کہ انہوں نے
مجھے ویزا عطا کیا تاکہ میں نجف جا کر حضرت علی کی خدمت میں [illegible]
عقیدت پیش کر سکوں۔ اب میں نجف کے تیسرے سفر سے واپس
ہوں یہ میری تیسری زیارت ہے جو اپنے حسن و دلکشی میں سابقہ
زیارت کو ماند کر دیتی ہے۔ اس حضوری کا نتیجہ ہے کہ [illegible]
[illegible] نظر آتا ہوں۔

کراکا کہتے ہیں اس سفر کا آغاز۔ اتوار کی صبح سوا سات بجے [illegible]
کے طیارے کے ذریعہ بمبئی سے ہوا اور دبئی، کویت سے ہوتا ہوا بغداد
کے ہوائی اڈے پر اترا۔ ایک دن یہاں قیام کرنے کے بعد دوسرے دن کار کے ذریعے
نجف اشرف روانہ ہو میرے ڈرائیور کا خیال تھا کہ میں کربلا کی زیارت
کروں گا۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ ہم سیدھا نجف چلیں گے جس پر
ڈرائیور نے کچھ اچنبھا سا محسوس کیا اور کہا کہ سارے سیاح پہلے کربلا جاتے
ہیں پھر نجف جاتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں سیاح نہیں ہوں
اور نہ ہی مسلمان ہوں میں حضرت علی کے حضور میں عقیدت کا سر
جھکانے جا رہا ہوں اس لئے کہ یہ صرف یہ علی میرے خواب میں
آئے تھے۔ گذشتہ سال جب میں بیمار تھا تو انہوں نے پورے سال
مجھے باقی رکھا ہم کربلا سے گذرتے ہوئے نجف چلے گئے۔ میں نے
کربلا کے روشن مزاروں کو بڑے احترام سے ملتجی ہو کر سلام کیا
ابھی نجف ۵ کلو میٹر دور تھا کہ نجف اشرف کے آثار نمایاں ہونے
لگے۔ حضرت علی کے روضہ کا طلائی گنبد دور سے خوب چمک رہا تھا
میں نے دور سے ہی پہچان لیا۔ میرے دل میں ایک اضطرابی کیفیت
پیدا ہوئی۔ میں حضرت علی کو بار بار پکار رہا تھا۔ میں نے حضرت
علی کو مخاطب کیا اور عرض کی میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے

پھر آنے کی اجازت عطا فرمائی [illegible]
جیسا کہ میرا ورد بن گیا [illegible]
سال فروری سے لیکر اب تک [illegible]
زیادہ لیا ہوگا۔ نجف پہنچ کر [illegible]
خاک آلود تھی [illegible]
یہاں پہنچ کر مجھ سے ایک غلطی ہو گئی [illegible]
نجف کے گورنر کے نام ایک تعارفی خط [illegible]
ت مل لوں اس کے بعد روضہ پر حاضری [illegible]
بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میرے [illegible] غلط تھا [illegible]
تو خیر۔ لیکن حضرت علی کے شہر میں یا دمشق کا [illegible]
حکومت کے کسی رکن کے پاس خواہ وہ کتنا ہی بلند ہو جانا میری سب سے بڑی
غلطی تھی۔ خیر گورنر سے میری ملاقات ہوئی اس نے ایک تعارفی خط میرے
ساتھ کیا۔ لیکن جیسے ہی میں روضہ پر پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ کلید بردار نے میرے
داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں صحن میں تو قدم رکھ سکتا ہوں
مگر روضہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ مجھے حضوری سے محروم کر دیا گیا۔ یہ تو
میری غلطی تھی۔ اور میں خود اپنے سوائے کسی پر الزام نہیں دے سکتا تھا۔ مجھے
میں عالم احساس میں یہ الفاظ سن رہا ہوں کہ تم میرے پاس آنے کے
لئے حکومت کا واسطہ تلاش کرتے ہو جب کہ میں خود خواب میں تمہارے پاس
آیا تھا۔ میں نے کوئی آواز تو نہیں سنی لیکن یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ حضرت
علی مجھ سے یہ جملہ فرما رہے تھے۔ میں نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا تھا لیکن
اب اس کی تلافی بھی کیا ہو سکتی ہے۔

میں روضہ کے صدر دروازے پر کھڑا تھا۔ جو ملامت کی گئی تھی اسے میں
نے قبول کر لیا۔ میں نے اپنی جیب سے وہ کارڈ نکالا جس پر میں نے ان کو

کے نام لکھ لیے تھے جن کے لیے مجھے اس دربار میں دعا کرنی تھی۔ میں صحن میں کھڑا دعا مانگ رہا تھا۔ سینکڑوں عورتیں۔ بچے۔ جوان مجھے دیکھ رہے تھے مجھے خود اپنے اوپر ترس آ رہا تھا اور اپنی بدنصیبی پر رونا بھی آ رہا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے ملک میں جیل جانا پڑا تھا۔ لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت علی کے روضہ کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنا میرے لیے ازحد تکلیف دہ تھا۔ میں نے دعائیں کیں اور نہایت رنج اور مایوسی کے عالم میں بغداد واپس چلا آیا۔

کراکا لکھتے ہیں حضرت علی ہی نے مجھے شکست قبول کرنا سکھایا تھا اور یہ درس بھی دیا تھا کہ ایک دن اس در کی بدولت مجھے اچھے دن دیکھنا نصیب ہوں گے۔ برسوں کی محنت کے نتیجے میں مجھے یہ اندھی عقیدت حاصل ہوئی تھی لیکن اب میں پریشان تھا اس لیے کہ خود انہوں نے مجھے زیارت کے وقت ٹھکرا دیا تھا۔ آخر مجھ سے کیا غلطی ہوئی جو مجھے ٹھکرا دیا گیا ہے۔ میں بستر پر لیٹا یہی سوچ رہا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ فون کی گھنٹی بجی معلوم ہوا کہ حکومت عراق کا ایک نمائندہ نیچے ہوٹل میں میرا انتظار کر رہا ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھے جانتا ہے مگر میں اسے نہیں پہچان سکا۔ وہ اوپر کمرے میں آیا تو میں بھی پہچان گیا کہ وہ عراقی اطلاعات کا وہی افسر ہے جو ١٩٦٧ء میں پہلی مرتبہ نجف لے گیا تھا۔ وہ افسر کہنے لگا کہ میں حکومت کی جانب سے آیا ہوں تاکہ مجھے نجف پہنچا دیں مجھے اس پر تعجب ہوا کہ اس شدید گرمی میں چھ گھنٹے کے سفر کے لیے میں تیار نہ تھا اور پھر مجھے آج روضہ میں داخلے کی اجازت نہ ملنے کا بھی افسوس تھا۔ زندگی بھر ایسی دل شکستگی اور مایوسی کا سامنا نہیں ہوا تھا'

میں نے اس سرکاری افسر کے سامنے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ میں اب بغیر زیارت کے ہی ہندوستان جانے پر

تیار ہوں۔ گو کہ بات میرے لیے حد درجہ تکلیف دہ تھی۔ دوسرا دن منگل کا آیا اور میں نے طے کر لیا کہ میں اب کچھ نہیں کروں گا اور اپنے ہوٹل سے باہر تک نہیں گیا۔ وزارت خارجہ کا ایک بڑا افسر جس کے نام میرے پاس تعارفی خط تھا۔ مجھ سے ملنے کے لیے آیا میں نے اس سے اپنی مایوسی کا ذکر کیا۔ وہ مجھ سے بہت متاثر ہوا اور مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت علی آپ کو طلب کرتے ہیں تو آپ بھی ضرور جائیں گے۔ اس کے الفاظ درست ثابت ہوئے کیونکہ ایک عجیب واقعہ کے تحت میں دوسرے دن نجف جا رہا تھا۔ رات بھی صاف تھی سڑک بھی صاف تھی اس لیے جلد ہی ہم نجف پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ساری سڑکیں موٹروں اور بسوں سے بھری ہوئی ہیں اور پانچ لاکھ آدمی اس رات میں نجف پہنچ چکے تھے۔

پولیس نے ہماری کار کو اس راستہ سے ہٹا دیا جو نجف اشرف کو جاتا تھا۔ چونکہ ہم نے اپنی کار کو ایک گلی کے موڑ پر چھوڑا تھا۔ روضہ کا دروازہ ایک چوتھائی میل پر صاف نظر آ رہا تھا۔ میں جیسے ہی اس سڑک پر روانہ ہوا جو روضہ مبارک کو جاتی ہے تو مجھ پر احترام اقدس۔ ایک اندرونی جذبہ اور خوف کی ملی جلی کیفیت طاری ہو گئی۔ سڑک پر صرف ذرا سی جگہ تھی جا بجا لوگ لیٹے ہوئے تھے۔ میں سنبھلتا ہوا آگے چلتا رہا کہ کہیں میرا قدم کسی سوئے ہوئے فرد پر نہ پڑ جائے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میں صحن اقدس کے دروازہ پر پہنچ گیا ہوں میں دروازہ پر ٹھہرنا چاہتا تھا مگر پیچھے سے آنے والے ریلے کے نتیجے میں میرے پاؤں نہیں ٹک سکے اور میں صحن میں داخل ہو گیا۔ صحن میں غضب کا مجمع تھا۔ ہزاروں عورتیں کالی عبائیں اوڑھے اس سمت میں بڑھ رہی تھیں جدھر سے روشنی کا سیلاب آ رہا تھا۔ میں نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا نہ مڑ سکتا تھا بیچ جا رہا ایک طرف کنارے ہو جاؤں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس مرتبہ مجھے روضہ کے اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے مجھے باہر ہی کھڑا رہنا چاہیے

لیکن اچانک ایک ریلا آیا جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اس ریلے کے نتیجے میں میں پھر کنارے سے ہٹ کر اصل مجمع میں پہنچ گیا۔ میں اس وقت میرے سینے میں درد شروع ہوا۔ میں جان گیا کہ دل کے پٹھے کا درد ہے جیسے پونا میں میرے ماہر امراض قلب نے کہا تھا کہ وہ مرحلہ ہے اب پٹھا زندہ نہ ہو سکے گا۔ میں اس مجمع میں پسا جا رہا تھا اور مجھے ٹھنڈے پسینے شروع ہو گئے۔ قلب کے دورے کی نشانیوں کو میں خوب جانتا تھا۔ میری حالت تیزی سے بگڑتی جا رہی تھی۔ مجھے کچھ ہوش نہیں تھا میں ریلے کے زور میں بڑھتا جا رہا تھا۔ اچانک میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا۔ میں نے دیکھا کہ میں روضے کی سیڑھیوں تک پہنچ چکا ہوں میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے میں زمین پر گھٹنوں کے بل گرنے لگا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی۔ قبل اس کے میں سوچتا کہ میں کہاں جا رہا ہوں میں نے اچانک اپنے آپ کو روضہ اقدس میں پایا۔ میں نور کے اس [illegible] میں حضرت علی مقدس ترین بارگاہ کے اندر کھڑا تھا۔ یہاں بے پناہ مجمع تھا۔ لوگ نمازوں میں مصروف تھے میرے لئے کسی طرف جانا ممکن نہ تھا میں صرف ضریح کی طرف بڑھ سکتا تھا ایک جانب کھڑے ہوئے سیدوں نے میرا استقبال کیا۔ ضریح مبارک کا طواف کرتے وقت میں نے اپنے آپ کو دل کی گہرائیوں میں یہ محسوس کیا کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا جس کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ لاکھوں آدمی اس مجمع میں جمع ہوتے ہیں۔

میں تمام مذاہب کے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں لیکن جب حضرت علی کا نام لیا جاتا ہے تو [illegible] کیا ہے کہ ایک خاص تاثیر ایک جداگانہ کیفیت طاری ہوتی ہے یہ مناظر دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں جیسے ایک خواب کی دنیا میں گھوم رہا تھا۔ میرے آگے ایک [illegible] بچی تھی۔ جو ضریح تک ہاتھ بڑھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ دو مرتبہ اس نے کوشش کی مگر دونوں

مرتبہ عورتوں کے ریلے کی وجہ سے ناکام رہی۔ آخر کار اس بچی نے [illegible] ضریح مبارک کو چھو ہی لیا۔ میں نے پہلی بار آپ کی ضریح مبارک کو چھوا۔ میری زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا اس لئے کہ اس جذبات آفریں موقع پر قوت گویائی سلب ہو جاتی ہے لیکن مجھے کچھ کہنے کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے دل میں جو کچھ ہے علی خوب جانتے ہیں۔ میں روضہ سے باہر جانے والا تھا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ میرے لئے راستہ صاف کر دیا گیا ہے۔ ضریح اقدس تک میرے لئے راستہ کھلا ہوا تھا نہ جانے میں کیا کہتا ہوا آگے بڑھا اور ضریح کو پکڑے ہوئے تھا مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے شانوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ شکریہ کا کلمہ [illegible] میں روضہ سے باہر نکلا تو دل میں پر جو دباؤ اور شدید درد محسوس کر رہا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ جب میں روضہ کے اندر سے باہر آ رہا تھا تو میں نے یا علی یا علی کی وہ صدائیں سنیں جن سے میں پہلے آشنا تھا میں یہ دیکھنے کے لئے مڑا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ یہ آواز ایک خوبصورت بتیس سالہ نوجوان کی تھی وہ اس وقت علی کو پکار رہی تھی وہ بدستور علی علی کہتی رہی جب میں کشف خانہ سے نکل رہا تھا تو ایک نوجوان عرب لڑکی داخل ہوئی یہ لڑکی دونوں آنکھوں سے اندھی تھی اس لئے اس کی ماں یا اس کی بڑی بہن اس کو پکڑ کر لا رہی تھی۔ میں اپنی موٹر تک پہنچا تو میرے دل میں کوئی درد باقی نہ تھا۔ میرے دماغ پر پریشانی کا بوجھ ختم ہو چکا تھا۔ جسم و روح میں ہلکا پن آ چکا تھا۔ ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ آج شب معراج تھی مجھے مسرت ہوئی کہ آپ نے پہلی مرتبہ مجھے اپنی سالگرہ کے دن [illegible] اور اس مرتبہ شب معراج میں مجھے حاضری کا شرف عطا [illegible] کائنات کے سب سے بڑے انسان کا میرے اوپر کرم [illegible]

[illegible] کی عقیدت پر اس پر کوئی مسلمان آپ کے معجزات کرامات کا منکر ہو تو پھر یہ کس قدر نادانی کی بات ہوگی خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں

کی اکثریت سنی شیعہ دونوں ہی آپ ہی کی مشکل کشائی کا دم بھرتے ہیں۔

سردار سندر سنگھ ۱۹۹

بڑا افسوس سا ہوتا ہے۔ بڑا عجیب سا لگتا ہے کہ محمدؐ کا کلمہ پڑھے محمد عربیؐ کا نام لیکر اور آل محمدؐ سے دور رہے رسولؐ خدا کے پیاروں سے بغض رکھے گو کہ پاکستان میں ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن پھر بھی وہ مسلمان کہلائیں بھی آل مصطفےٰ سے دعوی رسولؐ سے دور رہیں تو بڑے دکھ کی بات ہوگی۔ پھر کیا یہ معجزہ نہ ہوگا کہ ایک غیر مسلم۔ خدا کا نہ ماننے والا اسلام کے بارے میں نہ جاننے والا بھی حب علی میں اس قدر سرشار ہو کہ جب بھی مشکل پڑے اپنے پیشواؤں کے بجائے علی ابن ابی طالب کو مدد کے لئے پکارے۔ مشکل کشا ہی سے مشکل کشا کا مدد مانگے۔ مصائب و مشکلات کا حل صرف اور صرف مشکل کشا کو سمجھے یہ بات سب مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہے کہ غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اس کی نس نس میں علی علی بس چکے ہیں۔۔ اور اس قدر مضبوطی سے مشکل کشا کا دامن تھاما کہ اس کے خاطر اپنا گھر بار اثاثہ یا اپنی جان تک پیش کردی مگر مشکل کشا کا دامن نہ چھوڑا۔ یہی مشکل کشا کا معجزہ ہے جس کے دل میں آپ کی محبت گھر کر جائے پھر چاہے اس سے سب کچھ لے لو مگر آپ کی محبت وہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا ان ہی جانبازوں میں ایک قیمتی نام سردار سندر سنگھ کا ہے جس پر ہمارا اسلام ہو۔ جس نے ہمارے پیشوا کے خاطر اپنی جان پیش کردی جو اس دور کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

سردار سندر سنگھ ایک دن اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے بلند آواز سے ایک نرالا بھجن پڑھ رہے تھے۔ جس کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

بپتا پڑی ہے منجدھار علی جی
نیا کر دو پار علی جی!
میں ہوں پاپی، اور گنہگار
تم ہو بخشنہار علی جی!
میں پاپی کے گورو تمہیں ہو
میری سنو پکار علی جی!
تم بن کسی نے اجگر مارا
تم حیدر کرار علی جی!
نرگ سرگ ہیں ہاتھ تمہارے
دو جگ کے سردار علی جی!
بھیا ہو تم پاک نبی کے
اس کے راجکمار علی جی!
نبی نے تم کو بیٹی بخشی
ایشور نے تلوار علی جی
ہاتھ پکڑ لو میں پاپی کا ۔ کر دو بیڑا پار علی جی

سردار جی جس وقت یہ بھجن گا رہے تھے اس وقت ان کے مکان کے قریب سے دو اکالی گذرے انہوں نے دیوار سے کان لگا کر اس بھجن کو سنا جس میں بار بار علی کا نام آرہا تھا تو انہیں پریشانی ہوئی جب سردار جی کی آواز بلند ہوئی تو یہ دونوں بغیر اجازت سردار کے مکان میں گھس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ سردار سندر سنگھ آسن جما کر بیٹھے ہیں اپنے سامنے ایک چھوٹا سا علم زمین پر گاڑا ہوا ہے۔ ان دونوں اکالیوں نے جب اپنے سکھ مذہب کے خلاف یہ سب کچھ دیکھا تو سردار جی پر برس پڑے اور گالیاں

[illegible] کہ تم کس کا بھجن پڑھ رہے ہو سردار جی نے بڑی نرمی سے [illegible] بھجن پڑھ رہا ہوں۔ ان دونوں نے پوچھا کہ تیرا مولا کون ہے [illegible] جواب دیا میرا مولا علی ہے دونوں اکالیوں نے کہا اسے [illegible] کو نہیں مانتا کیا تو اپنے دھرم پر نہیں ہے۔ سردار سنگھ [illegible] میرے گوروؤں نے [illegible] علی کی شان بتائی ہے۔ [illegible] مانتے ہیں اس لئے میں علی کا نام جپتا اور [illegible] ہی پاتا ہوں۔ یہ تمام باتیں سنکر دونوں اکالیوں کو [illegible] تو علی کا نام لینا چھوڑ دے۔ آئندہ [illegible] گوروؤں کے سوائے کسی کا نام نہ آئے۔ سردار جی نے نعرہ حیدری [illegible] میں کیسے علی کا نام لینا چھوڑ دوں۔ یہ تو مشکل کشا ہے جس [illegible] چاہے تم مجھے جان سے مار دو۔ میں [illegible] دونوں اکالی سردار جی پر اسلحہ سے [illegible] طرح زخمی کیا پھر ان کا سر تن سے [illegible]

[illegible] اکتوبر ۱۹۸۳ء [illegible]

[illegible] ۱

ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں تحریر کرتے ہیں جس کا [illegible] نفیس اکیڈمی کراچی نے [illegible] شہر پہنچا تو اس شہر میں میرے [illegible] انہوں نے پہلے تو سماع [illegible] علی علی کرتے ہوئے آگ میں کود پڑے

ذرا بھر بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں کوفہ کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں جس مقام پر قاتل امیر علیہ السلام کی قبر ہے یہ کوفہ کے قبرستان کے مغربی جانب ایک مقام دیکھا جو سفید زمین پر نہایت سیاہ دھبہ کی طرح ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ مردود ملعون ابن ملجم کی قبر ہے۔ باشندگان کوفہ ہر سال بہت سی لکڑیاں لیکر آتے ہیں اور اس کی قبر کے مقام پر سات دن تک جلاتے ہیں۔

گو کہ ابن بطوطہ اس معاملے میں بے حد متعصب گذرا ہے مگر یہ مشکل کشا کا معجزہ ہے کہ اس کے قلم نے خود بخود یہ روایت تحریر کردی۔

کھیل کا میدان ۳۰۱

یوں تو پاکستان بھر میں بہت سے کھیل کھیلے جاتے ہیں لیکن جو عوامی اعتبار سے کرکٹ ہاکی۔ باکسنگ اور کشتی کو حاصل ہے وہ کسی بھی کھیل کو نہ ہوسکی گذشتہ چند برسوں میں باکسنگ اور کشتی میں کچھ دل چسپی عوامی اعتبار سے کم ہوچکی ہے کھیل سے دل چسپی رکھنے والے تمام حضرات جانتے ہیں کہ ملک کے اندر یا دوسرے ملک کی سرزمین پر کوئی بھی اہم معرکہ یا یوں کہہ لیں کانٹے کا مقابلہ پیش آیا جب بھی اہم مشکل سنسنی خیز مقابلہ ہوا خصوصی طور پر حریف ہندوستانی ٹیم سے کسی بھی میدان میں مقابلہ ہوا ہزاروں کی تعداد میں حاضرین جو میدان میں اہم مقابلہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوتے سب کی زبان پر بس ایک ہی نعرہ ہوتا۔ اللہ اکبر۔ نعرہ حیدری۔ یا علی علی۔ اور پھر اس نعرے کی مدد سے شکست جیت میں بدل جاتی ہے اس طرح ہم جب باکسنگ کے رنگ کو دیکھتے ہوں کہ محمد علی کلے پاکستانی نہیں لیکن ہمارا دینی بھائی ہے۔ خدا کی رحمت کے [illegible] عظیم باکسر نے اسلام قبول کرکے اپنا نام بھی کس قدر بابرکت [illegible] میں فتح کامرانی نے اس کے قدم چومے۔ [illegible]

کلے کا جس جس مقام پر بھی مقابلہ ہوا اُس ملک میں مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کے برابر ہوتی۔ اور جو مقابلہ دیکھنے کے لئے حاضرین ان میں بھی شاذ و نادر ہی اکا دکا ہزاروں اور لاکھوں کے مجمع میں مسلمان ہو مگر جب یہ عظیم باکسر باکسنگ کے میدان میں اترتا تو چاروں طرف سے علی علی کی صدا بلند ہوتی۔ غیر مسلموں کی زبان پر علی علی کا نام اس جوش و خروش سے آنا ہی مشکل کشا کی مشکل کشائی ہے۔ اس سلسلہ کے کتاب علی علی سے ایک دو واقع پیش کئے جا رہے ہیں۔

عظیم باکسر محمد علی جب کوالالمپور جو بگنر (Joe Bugner) سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تو انہوں نے مشہور کالم نویس ٹونی فرانس کو ۲۴ جون ۱۹۷۵ء کو ایک اخبار کے لئے جو انٹرویو دیا اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ محمد علی (کلے) کہتے ہیں اس تمام رات جس کی صبح کو میں دنیا کے مشہور باکسر (Joe Bugner) سے مقابلہ کے لئے جا رہا تھا تمام رات کتاب نہج البلاغہ کلام علی کو پڑھتا رہا۔ اس کتاب میں حضرت علی کی تقریریں۔ خطوط، محاورے موجود ہیں جن کو پڑھ کر میرے زندگی میں عقل و دانش کی روشنی پیدا ہو گئی۔ اور مجھ کو زندگی کا ایک نیا سبق ملا۔ مجھ کو اس دنیا میں باکسنگ کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں اس کتاب کو پڑھنے سے اتنا مزا آیا کہ دوسری صبح کو میں اپنی ورزش تک کو نہیں جا سکا۔

یہ ضرب حیدری ہے ۲۰۲

کوہستان ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء لاس ویگاس ۲۳ نومبر۔ مقابلہ ختم ہونے کے بعد اخبار نویسوں نے دنیا کے عظیم باکسر محمد علی کلے کو گھیر لیا۔ محمد علی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تم جس شخص کو چاہو لے آؤ میں اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں تم اپنے تمام آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دو میں ایک ایک کے ساتھ نمٹوں گا۔ محمد علی کلے نے اعلان کیا میں اپنا اعزاز برقرار رکھنے کے لئے

ہر تین ماہ بعد میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ محمد علی کلے نے اخبار نویسوں سے کہا مجھے تائید غیبی حاصل ہے۔ میرا ہی مجھ پر سایۂ فگن ہوتا ہے۔ میری ضرب ضرب حیدری ہے اس لئے کہ میرے نام کا ایک لفظ محمدؐ اور دوسرا علی ہے۔

بھولو پہلوان نے ۲۰۳

ضرب حیدری کا کمال باکسنگ کے میدان کے بعد اب کشتی کے میدان میں یہ عجیب منظر نظر آتا ہے جس کو نعیم الدین فہمی نے اپنی کتاب بھولو اور عالمی اعزاز۔ ناشر شیخ شوکت علی اینڈ سنز نے شائع کیا ہے۔ مولف کتاب لکھتے ہیں کہ جب بھولو پہلوان عالمی اعزاز کے لیے کشتی لڑنے کے لئے لندن تشریف لے گئے۔ وہاں ان کا مقابلہ دنیا کے مشہور برطانوی پہلوان ہنری پیری سے ہوا۔ مقابلہ لندن میں ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر شروع ہوا۔ بھولو پہلوان حسب روایت یا علیؑ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ پے در پے بھولو پہلوان نے بلند آواز سے یا علی۔ یا علی۔ یا علی کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ سنتے ہی پاکستانی شائقین پر اس قدر اثر ہوا کہ تمام میدان اسلام زندہ باد۔ نعرۂ حیدری یا علی بھولو پہلوان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بھولو کے یا علی کے نعروں سے یہ اثر ہوا کہ ہنری پیری جو اپنے کارنر سے دو قدم آگے بڑھ چکا تھا بوکھلا کر چند سیکنڈ کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی کا شور بلند ہوا۔ جس سے حریف پہلوان کے حواس خراب ہو گئے۔ یا تھا نعرۂ تکبیر اور نعرہ حیدری کا معجزہ کے غیروں کے ملک میں بھی جب بھی نعرہ لگا تو یہی نعرہ بلند ہوا جو بذات خود ایک معجزہ ہے۔ بھولو پہلوان نے نعرہ یا علی سے دشمن کو حواس باختہ کر دیا۔

بھارتی ٹیم کی عقیدت ۲۰۴

روزنامہ مشرق مورخہ ۲۶ مارچ ... جوتس ۲۵ مارچ (...)

نقی نمائندہ خصوصی) بھارتی ہاکی ٹیم نے عقیدے کی قوت سے آسٹریلیا کے خلاف ورلڈکپ کے پول میچ میں کامیابی حاصل کی ہے ۔ بھارتی ہاکی ٹیم جو اپنے سے کمزور کینیڈا کی ٹیم سے ہارنے کے بعد کافی دل شکستہ ہو چکے تھے ۔ آسٹریلیا کے خلاف میچ کے دوران نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ اترے ۔ بھارتیوں کو نیا عزم اور حوصلہ اس کپڑے سے حاصل ہوا جس پر یا اللہ ۔ یا محمدؐ ۔ یا محمدؐ یا علیؑ کے الفاظ کندہ تھے ۔ یہ کپڑا بھارتی ٹیم کے ایک عہدیدار نے گذشتہ ماہ پاکستان دورے کے دوران لاہور میں داتا دربار سے خریدا تھا ۔ جب بھارتی ٹیم آسٹریلیا کے خلاف میچ کے لئے اترنے لگی تو اس کے منیجر کرتار سنگھ نے اس مقدس کپڑے کے نیچے سے ساری ٹیم کو گذارا ۔ ہر کھلاڑی نے اسے بوسہ دیا ۔ اس کپڑے کی برکت سے بھارت نے یہ میچ جیت لیا ۔ اس معجزہ کے بعد اب بھارتی ٹیم کے زیادہ تر ارکان منیجر یہ کپڑے پہنتے ہیں ۔ یہ تھی ان پاک و معصوم ناموں کی کرامت کے غیر مسلم بھی اس قدر عقیدت و احترام سے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں اور کوئی مسلمان ہو کر مشکل کشا کے مشکل کشائی سے انکار کرے تو اس پر افسوس ہے ۔

دو بڑے عرس ۲۰۵

سندھ کی سرزمین کو یہ شرف حاصل رہا اس سرزمین کو نامور اولیاکرام ۔ درویش ۔ صوفی فقیر ملنگ اور اللہ والوں نے اپنا مسکن بنایا یہ اس سرزمین کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں نامور حضرات کے مرقد ہیں گو کہ ان کی فہرست طویل ہے ۔ ان ہی بزرگوں و اعلیٰ ہستیوں میں دو بڑے نام حضرت شہباز قلندرؒ اور حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے

آتے ہیں ایک کا مدفن مقام سہون شریف اور دوسرے کا بھٹ شاہ ہے ان دونوں بزرگوں کا سالانہ عرس بڑے عقیدت و جوش و خروش سے صفر اور شعبان کے ماہ میں منایا جاتا ہے اس عرسوں کا شمار دنیا کے دو بڑے عرسوں میں ہوتا ہے اس میں صرف مقامی حضرات ہی نہیں بلکہ مکران ۔ کراچی ۔ بلوچستان ، بہاولپور ، ملتان ، پنجاب ، سرحد اور ہندوستان کے دور دراز کے علاقوں سے لوگ بڑی تعداد میں شرکت کرکے ان بزرگوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔ سندھ کے ان دونوں بڑے عرسوں میں مجھے ذاتی طور پر بھی جانے کا اتفاق ہوا ۔ جس میں بچے ۔ جوان ۔ بوڑھے ۔ عورتیں سب ہی شامل ہوتے ہیں جم غفیر کیا ۔ عقیدت مندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا ہے تو ہر ایک کی زبان پر صرف نعرہ حیدری یا علی یا علی کی صدا بلند ہوتی ہے اور یہ نعرے اس قدر شوق ۔ جوش وجذبہ اور عقیدت سے لگائے جاتے ہیں کہ چاروں طرف علی علی کی صدائیں گونجتی ہیں ۔ سنی ، شیعہ دونوں بھائی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے علی علی کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور یہ بھی بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جو کہ معجزہ سے کم نہیں جو لوگ نعروں کے منکر ہوتے ہیں ان کی زبان پر بھی بے اختیار علی علی کا نام آجاتا ہے یہی میرے مولا کا معجزہ ہے کہ ہر زبان پر نعرہ حیدری ہوتا ہے دور دراز سے آئے ہوئے لوگ منتوں کی حاضریاں و نیاز مشکل کشا کے نام تقسیم کرتے ہیں اور دونوں بزرگوں پر سایہ مشکل کشا کا ہے جس کے طفیل ہر سال ہر وقت یہاں کے گوشہ گوشہ سے علی علی کی صدا بلند ہوتی ہے ۔

ایک ہندو خاتون ۲۰۶

کیا یہ مشکل کشا ، شیر خدا ، امیر المومنین کا معجزہ نہیں کہ غیر مسلم بھی آپ کی شان و عظمت اپنے پیشوا سے بڑھ کر بیان کرتے ہیں ۔ ان کی عقیدت کو دیکھتے ہی ان مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ و شرم ہے کہ جوشانِ علی ۔ اور مشکل کشائی کو محض من گھڑت

قصوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی مشکل کشا کا بہت بڑا اعزاز ہے کہ نہ ماننے والے بھی آپ کے سامنے سرخم کرتے ہیں۔ ان لاکھوں پرستاروں میں سے ایک عقیدت مند محترمہ سرلا دیوی، سکریٹری بھگوت گیتا سوسائٹی کی ذات ہے آپ کہتی ہیں، ہسٹری گواہ ہے کہ ہندو اور ان کے اٹلیٹس کے ماننے والے ہمیشہ حضرت علی کی بڑی عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک وقت ایڈمنسٹریٹر بھی تھے اور میدان جنگ میں زبردست بہادر بھی۔ حضرت علی کا نام بحر ظلمات سے لیکر بحرالکاہل تک اور سائبیریا کی سرحد سے لیکر بحر ہند کے جزیروں تک عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ پہلوان یاعلی کہہ کر اکھاڑے میں اترتے ہیں۔ بہادر فوجی علی حیدر۔ علی حیدر کا نعرہ لگا کر میدان جنگ میں آگے بڑھتے ہیں۔ اہل علم اور ودیان ان کے علم و فضل سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے ہیں۔ مہابلی حضرت علی کی نہج البلاغہ کے خطبے سوتوں کو جگا دیتے ہیں اور گمراہوں کو سیدھے راستے پر لگا دیتے ہیں۔ اور عادلوں کو عدل و انصاف کا سبق پڑھا دیتے ہیں۔ اور شہریوں کو ان کے شہری فرائض یاد دلاتے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کی خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے ان کو مہابلی علی جیسا مہاپرش دیا۔ جس کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر وہ دوجہان میں مالا مال ہو سکتے ہیں۔

یہ مشکل کشا کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ ایک اعزاز ہے کہ غیر مسلم بھی آپ کی مشکل کشائی کا دم بھرتے ہیں اور ہر مشکل وقت پر بے اختیار آپ ہی کے وسیلے سے اپنی حاجت طلب کرتے ہیں۔

مشکل حل فرمائیں ٢٠٧

ملا محمد تقی خادم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ بغداد اور حلہ کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام مجادیل ہے وہاں ایک شخص رومی جو اپنے ابتدائی

ایام میں مولا علی کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جامع مسجد کا خطیب جو کہ بہت ہی مشہور و معروف تھا۔ میرے گھر کے قریب رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو آخرت میں نجات چاہتا ہے اور تجھے بہشت مل جائے۔ تو فلاں فلاں حب دار علی تجھے مل جائیں تو انہیں تو قتل کر دے رومی کہتا ہے کہ میں ایک دن اتفاقاً میں مجادیل سے آرہا تھا۔ رقم کی تھیلی میرے پاس تھی میں گھوڑے پر سوار تھا۔ اچانک میری نگاہ ایک ایرانی پر پڑی جو اپنے گھوڑے سے اترے جو کہ بہت زیادہ بوڑھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ [illegible] قتل کر دوں تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس سے پہلے دریافت کر لوں۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تم ایرانی قافلہ کے آدمی ہو۔ اس نے کہا ہاں پھر میں نے پوچھا تم یقیناً حب دار علی ہوں گے اس نے کہا ہاں ہم حب دار علی ہیں۔ ہم علی کی محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ حب دار علی ہے۔ میں نے اسے گریبان سے پکڑا تاکہ [illegible] میں قتل کر ڈالوں۔ بوڑھا تو بہت تھا۔ اتنی بے بسی پر دعا کرنے لگے۔ مشکل کشا میری مشکل حل فرمائیں۔ میری مدد فرمائیں مجھے تمہارے حب میں یہ ظالم مارنا چاہتا ہے امیر المومنین میری فریاد کو پہنچیں۔ یہ دعا ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی اچانک ایک آدمی نے زوردار طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو میری صورت بدل چکی تھی میرا منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اور میرے بدن کا عضو عضو درد کر رہا تھا۔ میں اس طرح بیتاب ہوا کہ نہ وہ ایرانی آدمی نظر آیا اور نہ ہی میرا گھوڑا تھا میری رقم کی تھیلی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اس نے مجھے اٹھا کر میری بستی میں پہنچا دیا میں جتنا اپنے مرض کا علاج کرتا اتنا ہی بڑھتا جاتا بہت علاج کر دیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس حالت میں سخت پریشان ہوا آخرکار ایک آدمی جو امیر المومنین کا حب دار تھا۔ اس نے مشورہ دیا تو نے بڑا گناہ کیا ہے اب تیرے مرض کا علاج بس یہ ہے کہ تو نجف جا اور توبہ کر۔ چنانچہ میں نے نذر مانی کہ میں ہمیشہ امیر المومنین

کا غلام ہو چکا ہوں۔ اس کے بعد میں نجف اشرف روانہ ہوا۔ جب میں نجف کی حدود میں داخل ہوا تو روضۂ اقدس پر نظر پڑی تو میرے درد میں کچھ افاقہ ہوا میں روضۂ مبارک میں داخل ہوا۔ اور انتہائی گریہ و زاری کے عالم میں دعا کی مولا مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ اس دعا کے بعد مجھے نیند آ گئی کچھ دیر بعد میں اٹھا تو درد کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرا گھوڑا وہاں موجود تھا اور میری رقم کی تھیلی بھی۔

اس رقم سے میں روضہ کی زیارت کی وہاں سے کربلا معلی پھر کاظمین میں پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا اور رقم کو ہر زیارت کے موقعہ پر تصدق کرتا رہا۔ بالآخر واپس گھر پہنچا۔ لوگوں کو میری آمد کی اطلاع ملی۔ وہ خطیب بھی آیا جس نے مجھے ایرانی حب دار کو قتل کا مشورہ دیا تھا۔ اُسے میں نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ جب رات زیادہ گذر چکی تو میں نے اندر سے دروازہ بند کیا۔ اور اپنے نوکروں سے کہا کہ اس کی خوب پٹائی کی جائے۔ پٹائی کے بعد جب وہ بیہوش ہو گیا تو میں نے اُسے اپنے مکان سے اٹھوا کر گلی میں پھنکوا دیا اس طرح اسے دشمنیٔ اہلبیتؑ کی سزا ملی۔

(ماخوذ از کشتی نجات علی علی)

ایک افسر کا خواب ۲۰۸

(مشاہدات بلاد اسلامیہ از محترمہ محمودہ عثمان حیدر کراچی)

محترمہ محمودہ عثمانی صاحبہ نے مولا علی مشکل کشا کی مشکل کشائی کا ایک واقعہ جو ان کے شوہر کو نجف اشرف میں ملازمت کے دوران پیش آیا انہوں نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے جسے ہم حضرت عباسؑ کے معجزات سے نقل کر رہے ہیں۔ محترمہ محمودہ عثمان صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

نجف اشرف کے سلسلے میں اس خواب کا ذکر غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو میرے شوہر سید عثمان حیدر صاحب نے ایک شب بغداد میں دیکھا تھا

واقعہ یہ تھا کہ سید عثمان حیدر صاحب برطانوی سفارتخانہ بغداد میں ملازم تھے ان کے فرائض میں ہفتے میں ایک بار عراق میں تمام قابل ذکر زیارت گاہوں کی حاضری شامل تھی تاکہ وہاں آئے ہوئے ہندوستانی زائروں کی جانچ پڑتال کر کے انھیں بتایا جائے کہ ان کی میعاد قیام ختم ہو چکی ہے اب انھیں اس سرزمین عراق سے رخصت ہو جانا چاہئے۔ نیز اگر کسی زائر کے پاس زاد راہ ختم ہو گیا تو اس کے لئے روپیہ پیسے کا انتظام کرنا یا کسی اور پریشانی یا مشکل میں ہو تو حتی الامکان بروقت مدد کی جائے۔

سید عثمان صاحب کا ہمیشہ سے دستور تھا کہ جب بھی وہ نجف اشرف یا کوفہ جاتے تو پہلے کربلائے معلی میں حاضری دیتے پھر آگے سفر اختیار کرتے۔ ایک بار جب وہ اپنے ایک اسسٹنٹ کے ہمراہ کربلا تک ہی پہنچے تھے کہ انھیں سخت انفلوئنزا ہو گیا وہ وہاں سلام و فاتحہ کے بعد آگے جانے کا قصد کر رہے تھے کہ ان کے اسسٹنٹ نے ان کی ناسازی طبع دیکھ کر مشورہ دیا کہ وہ واپس جا کر بغداد میں آرام کریں۔ اور وہ خود دوسری زیارت گاہوں پر ہو آئے گا۔

اسی شب پچھلے پہر عثمان صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ایک لق و دق میدان ہے جس میں چھوٹی چھوٹی گھاس اُگی ہوئی ہے ایک پتھر پر خود بیٹھے ہوئے ہیں سامنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک دوہرے جسم کے بزرگ جسم پر فاختئی رنگ کی عبا جس پر چھوٹی چھوٹی سفید بیرکیاں پڑی ہوئی ہیں سر پر سفید عمامہ اور ہاتھ میں ایک موٹا سا عصا ہے۔ انتہائی متانت اور وقار کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ ان بزرگ کو اوّل تو یہ اپنی جگہ دیکھتے رہے پھر معاً انھیں خیال آیا کہ یہ حضرت علی ہیں۔ چنانچہ کھڑے ہو کر مودبانہ آداب بجا لاتے۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا بلکہ حضرت علی نے انھیں دیکھ کر آہستگی سے دوسری جانب منہ پھیر لیا۔ عثمان صاحب کو خیال ہوا کہ شاید امیر المومنین نے مجھے دیکھا نہیں۔ چنانچہ ان

کے پیچھے پیچھے گئے اور قریب جاکر پھر سلام کیا۔ لیکن اس بار بھی جواب سے محروم رہے۔ اب تو انھیں بڑی فکر ہوئی ایک بار ہمت کر کے پھر چند قدم ان کے پیچھے پیچھے گئے اور عرض کیا۔

حضور مجھ سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہے جو آپ ناراض ہیں۔ آپ میرے سلام کا جواب تک عنایت نہیں فرماتے حالانکہ میں تو آپ کی اولاد میں سے ہوں۔

حضرت علی نے فرمایا۔ جو تم کہتے ہو وہ درست ہے۔ کیا تمہارے فرائض میں نجف اور کوفہ کی حاضری شامل نہ تھی۔ کل تک تم کربلا تک آئے اور وہیں سے واپس لوٹ گئے کیا یہ طرز عمل درست تھا۔

یہ سننا تھا کہ عثمان صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ انھوں نے فوراً برطانوی سفارت خانہ کو ٹیلیفون کر کے ڈیوٹی افسر سے پانچ بجے اپنے بنگلے پر کار منگوائی۔ غرض کہ ٹھیک پانچ بجے تنہا ہی کار میں روانہ ہو گئے۔ عراقی ڈرائیور سے انہوں نے فوراً نجف اشرف چلنے کو کہا۔ قصہ مختصر نجف اشرف میں روضہ اقدس جناب امیر المومنین پر پہنچے چاہتے تھے کہ سلام کی غرض سے اندر جائیں۔ دور سے ایک واقف کار متولی نے دیکھ کر آواز دی۔ انھوں نے اشارے سے کہا کہ پہلے حاضری دے آؤں۔ لیکن اس نے بے حد اصرار سے بلایا ناچار اس کے پاس گئے تو وہ بولا کہ آپ نے غضب کیا کہ کل تشریف نہیں لائے۔ کل ایک ہندی زائر کو ویزا کی میعاد ختم ہو جانے کے بعد عراق میں قیام کرنے کے جرم میں پولیس پکڑ کر لے گئی اور وہ شریف آدمی کل سے حوالات میں بند ہے۔ اگر آپ کل آجاتے تو وہ اس ذلت اور رسوائی سے بچ جاتا۔

عثمان صاحب نے کہا کل میرا نائب آیا تھا تم نے اس سے کیوں نہ کہا وہ سب معاملہ ٹھیک کر جاتا متولی نے کہا افسر تو آپ ہی تھے اگر آپ ایک ماہ تک نہ آتے تو پولیس اسے ایک ماہ تک نہیں چھوڑے گی۔ عثمان صاحب

نے متولی کو اپنا خواب سنایا تو وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا کہ آپ اندر جائیے۔ سلام و فاتحہ کے بعد مولائے کائنات سے اپنی تقصیر کی معافی چاہیں ان کی بڑی سرکار ہے امید ہے کہ معافی مل جائے گی۔

چنانچہ یہ سلام و فاتحہ کی غرض سے اندر چلے گئے اور انہوں نے اپنی کوتاہی کی معافی چاہی۔ اس کے بعد تھانہ گئے۔ متعلقہ افسران سے ملے تمام کارروائی مکمل ہونے کے بعد ہندی زائر کو آپ اپنے گھر لے آئے۔ ان ہندی زائر سے میرا بھی تعارف کرایا گیا۔ اور روانگی سے قبل تک وہ ہمارے یہاں مہمان رہے۔ غالباً امروہہ کے سادات میں سے تھے نام یاد نہیں رہا۔ نیک اور شریف آدمی تھے۔ گفتگو کے دوران عثمان صاحب نے ان سے خواب کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ اگر خواب میں اشارہ نہ ہوا ہوتا تو وہ اگلے ہفتہ نجف اشرف جاتے تب ہی زندان سے ان کی رہائی عمل میں آتی۔

ہندی زائر مولا مشکل کشا کی مشکل کشائی پر بطور اظہار تشکر روتے اور دیر تک ہچکیاں لے لے کر روتے رہے۔ ہم لوگ بھی ان کی یہ حالت دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ایک گونگا لڑکا ۲۰۹

۱۱ محرم ۱۹۸۲ء وزیر آباد
پنجاب پاکستان

مشکل کشائی معجزات کا سلسلہ محشر تک جاری و ساری رہے گا کیوں نہ ہو یہ ہستی آغوش رسالت میں پروان چڑھی تھی۔

شیعہ دونوں بھائی آپ کی مشکل کشائی کا دم بھرتے ہیں۔ جب بھی مشکل وقت آیا جب مصائب و پریشانیوں میں گھرے اس وقت بے اختیار معصومین کے طفیل حاجت پوری ہوئی ایسا ہی ایک واقعہ کچھ عرصہ قبل ۱۱ محرم ۱۹۸۲ء کو محلہ لکڑ منڈی۔ وزیر آباد۔ پنجاب پاکستان میں پیش آیا۔ صرف

شیعہ ہی نہیں بلکہ سنی بھی آلِ محمدؐ کے حب دار ہیں ایسے ہی ایک گھرانے میں ایک جوان لڑکا جس کا نام اعجاز عرف بھالی ہے۔ اس کی زبان تشدد کی وجہ سے گونگی ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ صرف اشاروں میں بات چیت کر سکتا تھا۔ اس لڑکے کو اس کے گھر والے امام بارگاہ قاضی غالب علی شاہ (وزیر آباد) لے گئے وہاں جا کر منت مانگی کہ اس نوجوان کی زبان ٹھیک ہو جائے گی تو ہم اس امام بارگاہ کی حاضری کریں گے میرا ایمان ہے اور یقین ہے کہ کوئی سچے دل سے حُب رکھتے ہوئے مولا علی مشکل کشا کو پکارے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ اس کی مشکل کشائی نہ فرمائیں ایسا ہی ہوا کہ مورخہ ۱۱ محرم الحرام سنہ ۱۹۸۲ء کو اعجاز عرف بھالی کی زبان اچانک نعرہ حیدری یا علی مارنے سے بالکل درست ہو گئی پھر کیا تھا کہ ان لوگوں نے اپنے پورے محلہ میں مٹھائیاں تقسیم کیں اور اعجاز عرف بھالی ذکرِ معصومینؑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

(بحوالہ پندرہ روزہ العمران لاہور۔ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۸۲ء حضرت عباسؑ کے معجزات)

۲۱۰ سنہ ۱۹۳۶ء نجف میں

آقا مہدی لکھنوی صاحب کی اہم دستاویز سنہ ۱۹۵۰ء میں شیعوں پر کیا گذری کے عنوان سے شائع ہوئی تھی کافی عرصہ تک اس کا نیا ایڈیشن شائع نہ ہو سکا۔ رحمت اللہ بک ایجنسی۔ کراچی نے اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔ جس کے حوالے سے یہاں ایک معجزہ جو در نجف سے عیاں ہوا وہ تحریر کیا جا رہا ہے۔ اس معجزہ کی تفصیل سنہ ۱۹۳۶ء کے تمام عام و خاص جرائد میں شائع ہوئی۔ جو لوگ کرامات و معجزات کو من گھڑت افسانے سمجھتے ہیں ان لوگوں کو چاہیے کہ انگریزوں کے دورِ حکومت کے تمام جرائد دیکھ لیں انہیں اس معجزے کی صداقت پر یقین ہو جائے گا جس کی تفصیلات یہ ہیں۔

سنہ ۱۹۳۶ء عاشور کی رات ماتم قمع کی روک کو نجف اشرف میں کوتوال شہر نے آدھی رات سے حرم حضرت امیر المومنینؑ کا دروازہ بند کرایا۔ صحن کا دروازہ کھلتے ہی دو تہائی رات گذر نے پر صحن شریف کے دروازے پھر بند کر دئے گئے۔ ایک دروازہ کھلا رہا اور قمع کے ماتمی دستہ کو روکنا چاہا۔ پولیس کی ممانعت پر ماتمیوں نے اپنے جوش سے فائدہ اٹھا کر ایوان طلا تک پہنچ کر اور زور سے ماتم شروع کیا۔ کوتوال مشتعل ہو کر جوتا پہنے ہوئے حرم طلا تک پہنچا۔ اس بے ادبانہ داخلہ پر ماتم کرنے والوں کا جوش اور بڑھا اور کوتوال کو زدوکوب کیا۔ ابھی کوتوال پٹ رہا تھا کہ حرم مطہر کا وہ دروازہ جو اندر سے بند تھا۔ اچانک کھلا اور بجلی خود بخود روشن ہو گئی۔ روکنے والوں نے راہ فرار اختیار کی۔ اس موقع پر حرم میں قمع زن تین دستے ماتم کر رہے تھے دروازہ کھل جانے کی خبر بجلی کی طرح شہر میں پہنچی اور ماتمی دستے اپنی اپنی جگہ سے چلے اور دل ہلا دینے والا ماتم ہوا۔ پولیس نے ماتمیوں پر یہ غلط الزام لگایا کہ عربوں نے حرم کے دروازے توڑ ڈالے۔ اعلیٰ حکام نے ماہرین فن عمارت۔ تحقیق و تفتیش کے لئے مقرر کئے اور دیکھنے والے کمیشن نے فیصلہ کیا کہ نہ دروازے توڑے ہیں نہ قفل توڑا گیا ہے سب اپنی اصلی حالت پر ہے۔ اس کے بعد شہر کا ایک دستہ کربلا روانہ ہوا اور معجزہ حضرت امیر المومنینؑ کو نظم کر کے تحت قبہ حسینیہ بطور نوحہ پڑھا۔ اور وہاں بھی قیامت خیز اثر ہوا۔ اس واقعہ کی تمام تر تفصیلات سنہ ۱۹۳۶ء کے جرائد میں شائع ہو چکی ہیں۔

۲۱۱ ڈوبتا ہوا جہاز

محمد صالح حنفی سنی مسلمان اپنی مشہور و معروف کتاب کوکب دری میں صفحہ ۱۰۱ سنہ پر مولا مشکل کشا کی۔ مشکل کشائی کا ایک واقعہ درج کرتے ہوئے لکھتے

ہیں ۔ یہ قصہ میں نے ایک صادق القول اور راست گو بزرگ وار کی زبانی
سنا ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معتبر کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک مومن
اور ایک نصرانی عالم جہاز میں دریائی سفر کر رہے تھے ۔ اتفاقاً جہاز بھنور
میں آگیا اور بہت مدت تک چکر کاٹتا رہا اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی
اس پریشانی و مصیبت کے عالم میں اس مومن نے چند بار نادِ علیاً مظہر
العجائب کا ورد کیا ۔ نصرانی عالم نے جب اس مومن کی زبان سے یہ نام
سنا تو کہا کہ جس بزرگ کا تم نام لیتے ہو اس کا نام انجیل میں دیکھا ہے ۔
اگر واقعاً برگزیدہ ہیں تو خدا تعالیٰ ہم کو مصیبت اور پریشانی اور اس ہلاکت
سے ضرور نجات دلائے گا ۔ قدرت خدا سے اسی وقت ایک برقعہ
پوش سوار سطح سمندر پر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا ۔ اور اس ڈوبتے ہوئے جہاز
کو بھنور سے نکال کر ایک تیر کی مار کر فاصلہ پر رکھ دیا اور فوراً نظروں سے
غائب ہو گیا ۔ چنانچہ یہ بات قوم نصاریٰ میں نہایت مشہور و معروف
ہے اس وقت سے قوم بھی آپ کے مخلصین اور حلقہ بگوش میں شامل ہے
لیکن جب تک معبود موجود کی جلالت اور احمد محمود کی رسالت کو تلب
سے تصدیق کر کے کلمہ مکرمہ کا قائل نہ ہو ۔ کسی شخص کو دوستی مفید
نہیں ہو سکتی ۔

۱۱ مئی سنہ ۱۹۶۱ء ۲۱۲

مولا علی مشکل کشا کی مشکل کشائی ہر دور
میں جاری وساری ہے ۔ مشکل کشائی
کا یہ واقعہ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۶۱ء شہر لاہور کا ہے ۔ یہ واقعہ پاکستان کے
مشہور و معروف عالم دین ۔ محقق ۔ تاریخ داں ۔ سید نجم الحسن کراروی کو
پیش آیا جسے آپ نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب ذکر العباس کے تیسرے
ایڈیشن میں تحریر کیا ہے ۔ مولانا صاحب لکھتے ہیں ۔

میں لاہور آیا تو میرے دوست عبدالجلیل مالک دری فیکٹری بھاٹی
گیٹ نے خواہش کی کہ میں ان کے ہاں ایک شبانہ روز قیام کروں ۔
چنانچہ میں قیام پذیر ہو گیا ۔ ۱۱ مئی کی صبح کو میں سید ہاشم رضا ۔ چیف
سٹیلمنٹ کمشنر سے اسمبلی ہال میں ملا تو انہوں نے قیام گاہ معلوم کر کے
مجھے فرمایا کہ آپ تو بارود خانے میں مقیم ہیں ۔ پھر سید اختر حسین زیدی
صاحب ملنے کو آئے تھے انھوں نے بھی دری فیکٹری کو پوزیشن دیکھی تو کہا
آپ تو بارود خانے میں قیام پذیر ہیں ۔ میں نے ان حضرات سے کہا کہ
مجھے تو صرف ایک شبانہ روز ہی قیام کرنا ہے ۔ غرض کہ اس دن ساڑھے
بارہ بجے جلیل نے کہا کہ کھانا تیار ہے کھا لیں ۔ میں نے کہا کہ مجھے ابھی
بھوک نہیں ہے میں نماز پڑھ کر سو جاؤں گا پھر دو بجے کھانا کھاؤں گا ۔ یہ
کہہ کر میں پھوس کے اس برآمدہ کے نیچے وضو کرنے کے لئے بیٹھ گیا جس میں
میرا بستر بچھا ہوا تھا ۔ وضو کر رہا تھا کہ دفعتاً میرے بائیں رخسار پر
تیزی گرمی محسوس ہوئی ۔ میں نے جو اس کی طرف نگاہ کی تو ایک پچاس
گز کے مربع پھوس کے چھپر سے فلک بوس شعلہ دکھائی دیا ۔ میں وضو کے
مقام کو چھوڑ کر اس مقام سے باہر نکل آیا ۔ میں نے لوگوں کو آواز دی کہ آگ
لگی ہے ۔ لوگ دوڑ پڑے ۔ آواز دینے کے بعد میں نے یہ سوچ کر کہ جس کو
کوٹھری میں میرا سامان رکھا ہے جس میں دریاں بنی ہوئی رکھی تھیں سوچا
قرآن مجید اور اپنے روپے ایک منٹ میں نکال لوں گا ۔ اس کوٹھری
میں داخل ہوا ابھی قرآن مجید کو ہاتھ ہی لگایا تھا کہ تیز ہوا کی مدد سے
آگ کوٹھری کے اندر داخل ہوئی اور کوٹھری بھی جلنے لگی ۔ دروازہ جلنے
لگا ۔ چوکھٹ جلنے لگا ۔ اندر جو دریاں رکھی تھیں جلنے لگیں ۔ اس وقت مجھے
ایسا محسوس ہوا کہ میں آگ کے سمندر میں ہوں اب میں نے باہر نکلنے کی بڑی
پھرتی سے کوشش کی جیسے ہی باہر نکلنا چاہا ویسے ہی دروازے کے

اوپر جو چھپر تھا اس میں آگ لگی ہوئی تھی ۔ دفعتاً گر پڑا ۔ اور دروازہ بند ہوگیا ۔ چھپر اور دروازہ کے درمیان جو تھوڑی سی جگہ کھلی ہوئی تھی میں نے اس سے آواز دی مجھے بچاؤ میں جلا جا رہا ہوں ۔

میری آواز معلوم نہیں باہر پہنچتی تھی یا نہیں لیکن میں بچشم خود دیکھ رہا تھا کہ بچاس آدمی آگے بڑھ کر چھپر کو کھینچنے اور میرے نکلنے کا راستہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن شعلوں کی تپش سے عاجز آکر بھاگ جاتے ہیں ۔

ابھی تک میرے حواس درست تھے اور میں بے حواس نہ تھا گھبراہٹ مطلق نہ تھی لیکن جب باہر نکلنے کی ہر صورت سے مایوسی کا نقشہ سامنے آیا اور موت نزدیک آپہنچی ۔ ہر جانب سے مایوسی نے گھیر لیا اور میں نے اپنے جل کر ہلاک ہو جانے کا یقین کر لیا تو میرے منہ سے پوری یاس کے ساتھ یہ جملہ نکلا ۔

مولا ۔ اب تم بھی نہ بچاؤ گے ۔

ان الفاظ کا زبان پر جاری ہونا تھا کہ میرے بائیں کان میں نہایت تیز آواز آئی بیٹھ کر نکل ۔ میں فوراً بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ جلتے ہوئے چھپر کے نیچے راستہ ہے میں اس راستے سے بیٹھے بیٹھے باہر نکل آیا ۔ لوگوں نے دوڑ کر مجھے پکڑ لیا ۔ میں نے کہا کہ میرے سارے جسم میں آگ لگی ہے اسے بجھاؤ ۔ لیکن یہ مولا کا کرم تھا کہ میرا ایک بال بھی نہ جلا ۔

یہ تھا پاکستان کے جید عالم کا ایک واقعہ مشکل وقت میں مشکل کشا کا نام زبان پر آیا اور مشکل کشا نے مشکل حل فرمائی ۔ مشکل کشا ہر ایک کی مشکل حل فرماتے ہیں خواہ کوئی اسے مانے یا نہ مانے اپنا ہو یا غیر ہو مگر ہر مشکل میں کام کا آنا صرف مشکل کشا کا ہی کام ہے ۔

۳۰ مئی ۱۹۶۹ء ۲۱۳

مولانا نجم الحسن کراروی مندرجہ بالا کتاب میں ایک اور معجزہ کا ذکر کرتے ہیں جو آپ کے فرزند شہزادہ سید ظفر الحسن کو ۲۹ ، ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء کی درمیانی شب کو پیش آیا جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ سید ظفر الحسن جو کے پی اے ٹی مل کے طالب ہیں ۲۹ ، ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء کی درمیانی شب کو پشاور سے راولپنڈی گئے پھر وہاں سے چوبیس گھنٹے کے لئے لاہور پہنچے ۔ وحدت کالونی سے راستہ کو ساڑھے گیارہ بجے شہر آرہے تھے کہ راستہ میں ان کا رکشا جس پر سوار تھے ۔ پوری رفتار سے چل رہا تھا ایک بیل گاڑی کے پیچھے گھس گیا ۔ جب ٹکر لگی تو فرزند نے باآواز بلند کہا یا علی مدد ۔ ڈرائیور اسی وقت مر گیا اور مولا نے اس کی جان بچالی ۔

کوکب دری کے مولف ۲۱۴
سید محمد صالح کشفی ۔ الترمذی ۔ السنی الحنفی

کوکب دری کے مولف سنی ۔ حنفی عقیدہ کے سلطان جناب محمد صالح اپنی کتاب میں حضرت علی امیر المومنین کی کرامت کا ایک واقعہ جو ان کے سامنے پیش آیا وہ تحریر کرتے ہوتے فرماتے ہیں ۔

ایک روز میرے والد کے پاس آکر ایک شخص نے کہا یا حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ۔ انہوں نے جواب دیا ہم صوفی ہیں اور مقولہ مشہور ہے (صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا) ہمارا مشرب صلح کا ہے پھر بھی اس شخص نے کہا میرے والد نے مختصر جواب دیا کہ کوئی مومن اپنے بیٹے کو معاویہؓ کے نام سے نامزد نہیں کرتا ۔ حاضرین میں سے ایک شخص عبداللہ نامی نے اپنے باپ حاجی صالح سے جا کر کہا مجھ کو آج

معلوم ہوا کہ میر عبد اللہ تسکین قلم تشیع کا پہلو رکھتے ہیں اور مجلس کا واقعہ من و عن بیان کیا۔ اس کے باپ نے کہا اسی وقت میری طرف سے جا کر کہنا کہ حاجی صالح کہتا ہے۔ اگر میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا تو میں اس کا نام معاویہ رکھوں گا۔ جو کچھ اس کے باپ نے کہا تھا اس نے میرے والد سے جبکہ وہ کتابت میں مشغول تھے۔ آکر بیان کیا۔ چونکہ میرے والد بہت ہی متحمل مزاج اور حوصلے والے شخص تھے۔ اس سے عذر خواہی کر کے فرمایا کہ اے عبد اللہ یہ طریقہ لائق آدمیوں کا نہیں کہ ایک شخص کے حالات دوسرے شخص سے جا کر بیان کئے جائیں۔ آئندہ یہ طریقہ چھوڑ دے۔ الغرض اس کو نصیحت اور وعظ فرماتے ہوتے ان کے حال میں تغیر اور جذبے کے آثار ظاہر ہونے لگے اور یہ نوبت پہنچی کہ مستی کے عالم نے اہل مجلس میں اس قدر اثر کیا کہ حاضرین پر سخت رقت طاری ہو گئی۔ بعد ازاں قلم ہاتھ سے رکھ کر اہل مجلس سے دریافت کیا کہ بچہ کتنے مہینے میں پیدا ہوتا ہے۔ جواب دیا کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دس ماہ اور کم از کم چھ ماہ ہے۔ فرمایا اپنے باپ سے جا کر کہہ دے کہ اگر تو چھ مہینے دنیا میں زندہ رہا تو ہم فقر کی ٹوپی سر پر نہ رکھیں گے اور امیر برحق امام مطلق مولا علی مشکل کشا کی حقیقی محبت کا دم نہ بھریں گے خدا کی قسم چار مہینے میں وہ متعصب اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر عالم باقی میں اپنے مقام مقرر میں جا رہا۔ میرے والد اس کے مرنے کی خبر سن کر اس قدر متاسف ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس وقت فرمایا یہ فقیری اور درویشی کا طریقہ نہ تھا جو مجھ سے ظاہر ہوا۔

ہند کی ریاست جاورہ ۲۱۵

تیرہویں صدی ہجری کے آخری زمانے کا ایک معجزہ مولا مشکل

کشا کا کتاب سات معجزات سے مختصراً تحریر کر رہے ہیں۔ مزید تفصیلات اس کتاب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

تیرہویں صدی کے آخر میں ہندوستان کی ریاست جاورہ میں علی رضا صاحب رہا کرتے تھے اس ریاست میں مسلمانوں کی کافی آبادی تھی اس ریاست کی اہم خوبی سنی شیعہ دونوں بھائی مل کر ایام محرم میں تعزیے بنایا کرتے تھے جس میں ریاست کے نواب بھی برابر کے شریک ہوتے اتفاق سے ہندوؤں کا تہوار رام لیلا اور محرم کی تاریخ ایک ہی دن آ گئی۔ ہندوؤں نے رام لیلا کا جلوس نکالنا تھا۔ اور دونوں کا راستہ ایک ہی تھا مسلمانوں نے نواب صاحب سے گذارش کی اگر رام لیلا کا جلوس تعزیے کے قریب سے گذرا تو یہ نجس ہوگا۔ اس سے ہندوؤں کو منع کریں مگر نواب صاحب نے یہ کہہ کر اس بات کو رد کر دیا کہ اگر ایسا کیا تو ہندو ناراض ہو جائیں گے اور یہاں فرقہ وارانہ کشیدگی پھیل جائے گی۔ تعزیہ چوک میں رکھا جا چکا تھا رام لیلا کا جلوس بھی اب قریب پہنچ چکا تھا۔ پھر مسلمان بھاگے ہوئے نواب صاحب کے پاس گئے کہ ہندوؤں کا جلوس قریب آ چکا ہے۔ اس طرح تعزیہ کی بے حرمتی ہوگی۔ نواب صاحب نے کہا یہ تعزیہ مولا مشکل کشا کے سپرد کر دو اور خود تعزیہ سے الگ ہو جاؤ۔ پھر اس وقت ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا کہ جیسے ہی رام لیلا کا جلوس کا تعزیہ کے قریب پہنچا تعزیہ خود بخود جس کو اٹھانے کے لئے دو سو آدمی درکار ہوتے تھے اپنی جگہ سے ہوا میں معلق ہو کر بلند ہونے لگا اور اس قدر اونچا ہوا کہ ہوا میں معلق ہو گیا۔ رام لیلا کا پورا جلوس نیچے سے گذر گیا۔ جلوس گذر جانے کے بعد آہستہ آہستہ تعزیہ اپنی جگہ زمین پر واپس آ گیا۔ یہ ایک ایسا معجزہ تھا کہ جس کو شہر کے ہزاروں آدمیوں نے دیکھا اور ہندو مسلمان سب حیرت میں رہ گئے۔

۲۱۶ روضہ علی پر

مولا علی مشکل کشا۔ کی مشکل کشائی ہر دور میں جاری وساری ہے روز حساب بھی آپ ہی

کی بدولت مشکلات کے بھنور میں گھرے ہوتے حب دار نجات پائیں گے بڑے ہی نا فہم اور نا سمجھ ہیں وہ لوگ جو روشن حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور مشکل کشا کے حب سے دور ہیں۔ ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ مولا علی مشکل کشا کے روضہ مبارک پر کتنے ہی لاچار بیمار جو دنیا بھر کے علاج کرا کے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس در کی خاک سے شفایاب ہو کر گھر روانہ ہوتے ہیں جسے یقین نہ آئے وہ جا کر خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے۔ آپ کی نظروں سے سیاح حضرات کے سفر نامہ گذرے ہوں گے یہ سفر نامہ میں ہر سیاح نے آپ کے مزار مقدس کا یہ معجزہ بیان کیا ہے ہر سنی شیعہ کتب میں ایسے بے شمار معجزات ملتے ہیں۔

جوامع الکلم۔ ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ جو کہ حنفی سنی [illegible]قیدہ سے تعلق رکھتے تھے آپ نے اپنی ملفوظات میں فرمایا جسے نفیس [illegible]ڈمی کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب میں صفحہ ۲۷۴ پر درج ہے [illegible] بیت کے چند بہت اہم اور معتبر ہیں ایک ان میں سے مشہد علیؑ [illegible] دوسرا مشہد حسینؑ۔ تیسرا مشہد زین العابدین اور چوتھا مشہد علی [illegible]سیٰ رضا سلطان خراسان ہے۔ مشہور ہے کہ کوئی اندھا۔ بہرا۔ گونگا [illegible] لنگڑا آدمی جو ان کے مشہد پر معینہ طریقہ پر دعا مانگے اس کی آنکھ۔ [illegible] ۔ زبان ۔ اور پیر اللہ کے حکم سے ضرور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ [illegible] کرامت کا مشاہدہ اور معائنہ کیا گیا ہے۔

۲۱۷ [illegible]ر سے یاد کیا

۔ در نجف آستانہ علی مرتضیٰ مشکل کشا پر جھکنے والا کبھی مایوس نہیں پلٹا جب

انسان اپنی تمام تر کوششیں کرنے کے بعد مایوس و ناکام ہو جاتا ہے تو اس وقت اس در کی یاد آتی ہے اور جب عقیدت و دل سے مشکل کشا کے آستانہ مبارک پر کوئی جھکتا ہے تو مشکل کشا کبھی بھی اُسے مایوس نہیں کرتے۔ علی مرتضیٰ کا کام ہی یہ ہے کہ وہ مشکل کشائی فرمائیں۔ در نجف سے ہر روز ایسے بے شمار معجزات عیاں ہوتے ہیں جب انسان تھک ہار کر اس آستانہ پر اپنی مشکل لیکر جاتا ہے تو مولا اس کی مدد فرماتے ہیں ایسا ہی ایک معجزہ کتاب بیاض معجزے ناشر افتخار بکڈپو لاہور میں بیان کیا ہے۔

بمبئی شہر میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ اس کا لڑکا سخت بیمار ہوا۔ حکماء و ڈاکٹروں نے بہت علاج کئے لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ بلکہ مرض جوں کا توں رہا۔ آخر سوداگر چاروں طرف سے ناامید و مایوس ہو کر بیٹھ گیا ہر وقت رنج و غم میں ڈوبا رہتا تھا۔ کسی نے اُسے مشورہ دیا کہ تو۔ ۔ ۔ ۔ اپنے لڑکے کو کربلا لے جاؤ اور حضرت عباسؑ کے روضہ پر حاضری دے اور وہاں دعا مانگ تیرا فرزند تندرست ہو جائے گا۔ اس سوداگر کو یہ بات بھلی معلوم ہوئی اور اسی دن سے سفر عراق کی تیاری کرنے لگا۔ بالآخر وہ کربلا پہنچا اور حضرت عباسؑ کے روضہ پر حاضری دی اور اپنے بیمار لڑکے کو حضرت عباسؑ کے روضہ کی ضریح مبارک سے باندھ دیا اور خود [illegible] دعا میں مشغول ہو گیا۔ روتے روتے اس پر غنودگی طاری [illegible] دیکھتا ہے کہ صحن مبارک میں دربار منعقد ہوا ہے۔ اور حضر[illegible] تشریف فرما ہیں۔ حضرت عباسؑ تمام حاجت مندوں کی درخواستیں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ مولا علیؑ مشکل کشا ہر درخواست پر دستخط فرماتے جاتے ہیں۔ جب میری درخواست پیش ہوئی تو مولا علی نے فرمایا یہ درخواست نکال دو کیونکہ یہ بہت دیر سے حاضر ہوا ہے حضرت عباسؑ نے سفارش فرمائی۔ سوداگر بیان

کرتا ہے کہ مولا [illegible] درخواست پر بھی دستخط
فرما دیجئے [illegible] کہ میرا لڑکا بالکل تندرست
کفش [illegible] طواف کئے بوسے لئے
اور خوشی [illegible]

([illegible] صفحہ ۷۱ تا ۷۲)

ضلع دادو میں ۲۱۸

پاکستان کا زرخیز صوبہ سندھ اپنی منفرد خصوصیات کی بناء پر دنیا بھر میں جانا پہچانا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ کی آبادی تقریباً دو کروڑ کے لگ بھگ پہنچ چکی ہے صوبہ سندھ میں بسنے والے افراد خود کو سندھی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ سندھی قوم اپنی مہمان نوازی۔ اخلاق۔ محبت، کردار انسان دوستی کی وجہ سے دنیا بھر میں بے حد مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہند کے وقت مسلمانانِ ہند کی اکثریت صوبہ سندھ میں آباد ہوئی نئے اور پرانے آپس میں مل جل کر پاکستان اور صوبہ سندھ کی خوشحالی کے لئے سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ سندھی قوم کی تاریخ کا کوئی بھی ورق اٹھا کر دیکھ لیں خواہ اس کا کسی دور سے بھی تعلق ہو۔ سندھی قوم ہمیشہ اولیاء اللہ۔ درویش، قلندر، فقراء کا احترام بڑی عقیدت و احترام سے کرتی چلی آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہباز قلندر، شاہ لطیف کے مزارات پر دن رات میلہ کا سماں لگا رہتا ہے۔ دور دراز سے آنے والے عقیدتمند علی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ان مزارات پر حاضری دیتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ سب درِ نجف سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں سندھی فرد خواہ کسی قوم سے ہو کسی قبیلہ سے ہو خواہ کسی بھی عقیدہ کا پیروکار ہو مگر جب بھی مصائب و پریشانیوں کے کنوؤں

میں جکڑ اگیا ان کے زبان پر بے اختیار مشکل کشا علی مرتضیٰ کا نام آیا اور اسی نام کے وسیلہ سے اپنی حاجت بیان کی اور ان عقیدت مندوں کی علی مرتضیٰ نے لاج رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت روائی کا در صرف اور صرف مشکل کشا سمجھتے ہیں۔

سندھ کی سرزمین پر بے شمار معجزے [illegible] مشکل کشائی کے واقعات رونما ہوتے ہیں ان میں سے ایک انتہائی اہم واقعہ ضلع دادو تحصیل خیرپور ناتھن شاہ کے ایک چھوٹے سے قصبہ بگ نامی میں رونما ہوا جو مولا علی مشکل کشا کا ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے۔

اس واقعہ کی روایت انتہائی معتبر قابل عزت، عادل ہستیوں نے کی ہے جنہوں نے نہ صرف بہت سے افراد سے سنا بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی ہے ان میں مولانا غلام اصغر نجفی۔ خطیب شیعہ جامع مسجد درگاہ حضرت شہباز قلندر، جناب سید علی بخش شاہ صاحب پرنسپل گورنمنٹ مہران کالج مورو ضلع نواب شاہ۔

سنہ ۱۹۵۸ء کا واقعہ ہے ضلع دادو کے ایک چھوٹے سے بگ نامی قصبہ میں ایک فقیر ٹھنو ولد امید علی فقیر ذات گاڈھی بلوچ رہتا تھا جس کی عمر تقریباً ۵۷۔۵۸ برس کی تھی۔ ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گیا گاؤں میں علاج کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے دادو کے سرکاری ہسپتال میں لایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد مثانے کی تھری میم ST کا مرض بیان کیا۔ اور ساتھ ہی ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اس بوڑھے شخص کو حیدرآباد ہسپتال میں منتقل کر دیا جائے۔ چونکہ ٹھنو فقیر ایک غریب شخص تھا ہسپتال کے اخراجات برداشت کرنا اس کے گھر والوں کے بس سے باہر تھا اس لئے اُسے اپنے بگ گاؤں واپس لایا گیا۔ گھر آنے کے بعد علاج نہ ہو سکا۔ علاج نہ ہونے کی وجہ سے ٹھنو فقیر کی حالت خراب ہوتی گئی۔ کچھ

لوگوں کو ترس آیا اور کہا کہ تمہارا علاج ہم کرائیں گے مگر طنو فقیر نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اب تو میرا علاج حضرت علی مرتضیٰ فرمائیں گے۔ دن رات طنو فقیر علی مرتضیٰ کو مدد کے لیئے پکارتے لب پر ہر وقت یہی صدا رہتی۔ مشکل کشا میری مشکل حل فرمائیں جو بھی عیادت کے لیئے آتا اس سے کہتے کہ میری طرف سے مولا علیؑ کی خدمت میں عرض کریں گے۔ میری مدد فرمائیں۔ اسی تکلیف میں اکیس۲۱ دن گذر گئے جب ۲۲ ویں رات ہوئی تو تقریباً نصف شب کو طنو فقیر کو پیاس لگی مگر اٹھنے بیٹھنے سے عاجز تھے اچانک انہوں نے اپنے قریب ایک شخص کو دیکھا اور اپنا بڑا بھائی غلام حسین سمجھ کر پانی طلب کیا جب غور سے دیکھا تو انہیں احساس ہوا کہ بڑا بھائی نہیں ہے بلکہ سامنے کوئی اور ہستی ہے۔ طنو فقیر نے اس ہستی سے پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آئے۔ تو دوسری طرف سے جواب آیا کہ میں وہی ہوں جس کو تم روزانہ مدد کے لیئے پکارتے ہو ہر وقت فریاد میں اس کا واسطہ دیتے ہو۔ میں آگیا ہوں اور تمہارے علاج کے لیئے آیا ہوں۔ یہ سنکر طنو فقیر نے استدعا کی مولا علی میری مشکل حل فرمائیں اس وقت اس ہستی نے اپنا دایاں پیر مبارک اٹھا کر مثانہ کے اوپر لاتے طنو فقیر بے اختیار چیخ پڑا میرے مولا پیر نہ رکھیں بڑا درد ہو رہا ہے۔ اس ہستی پاک نے اپنا پیر مبارک زمین پر رکھ دیا۔ اور واپس چلنے لگے طنو فقیر نے پکارا کیا مولا مجھ عاجز سے ناراض ہو گئے۔ آپ بھی ناراض ہو گئے تو میرا علاج کون کرے گا جواب ملا۔ میں نے تیرا علاج کر دیا ہے یہ کہہ کر وہ ذات پاک آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ ابھی چند لمحے ہی گذرے تھے کہ طنو فقیر کو پیشاب کی حاجت ہوئی اور طنو فقیر خود اٹھ کر پیشاب کرنے کی غرض سے چلنے لگا جبکہ مریض چلنے پھرنے سے عاجز تھے مگر اب اتنی طاقت آگئی کہ خود چلنے لگا۔ طنو فقیر پیشاب کرنے

بیٹھے تو پیشاب اور پاخانہ کے درمیانی حصہ کی جھلی پھٹی اور مرغی کے انڈے کے برابر ایک وزنی پتھر نکل کر زمین پر گر پڑا۔ جس سے پتھر کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا۔ طنو فقیر نے پتھری کا ٹکڑا اٹھا کر اپنے بستر پر رکھ لیا جب صبح ہوئی تو عزیز و احباب اور دوست عیادت کے لیئے آئے تو سب نے طنو فقیر کو بالکل تندرست پایا تو سب حیران رہ گئے سب نے دریافت کیا کہ رات ہی رات میں کس طرح تندرست ہو گئے طنو فقیر نے رات جو معجزہ امیر المومنین کا پیش آیا وہ سب کو سنایا جب یہ خبر دیگر لوگوں کو پہنچی تو لوگ دور دور سے طنو فقیر کے پاس آنے لگے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر دلی محمد اعوان جو کہ بھگو دیرو تحصیل خیرپور ناتھن شاہ میں رہتے تھے ان کو بلایا گیا۔ کیونکہ زخم تازہ تھا جس سے خون بہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پورا معجزہ سنکر کہنے لگے میں تمہارا علاج کیا کر سکتا ہوں کیونکہ تمہارا علاج تو حضرت علی امیر المومنین کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر علاج کیئے بغیر واپس چلے گئے چند دن میں جو تھوڑا بہت زخم تھا وہ بھی ٹھیک ہو گیا جب یہ واقعہ مشہور ہوا تو خیرپور ناتھن شاہ کے ایس، ایچ او پولیس اور دیگر بہت سے لوگ اس پتھری کو بطور مولا علی کا دیکھتے۔ اس معجزہ کے کئی برس بعد تک طنو فقیر زندہ رہے۔ چند برس قبل ان کا انتقال ہو گیا مگر وہ پتھری اب بھی ان کے خاندان والوں کے پاس موجود ہے۔

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۶ء

۱۹۱۶ء کی بات ہے پہلی جنگ عظیم کی تباہ کاریاں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہی تھیں۔ المقدس سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ ادنترہ نامی ایک چھوٹی سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں عجیب سی چمک نکلتی دکھائی دی۔ ایک فوجی

دستہ جو اس کے قریب سے گذر رہا تھا۔ یہ نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا چند سپاہی اس روشنی کی طرف بڑھے تو دیکھا کہ ایک خاک و سنگ کے تودے سے حیرتناک روشنی نکل رہی ہے۔ سپاہیوں نے اس مقام کو کھودنا شروع کیا۔ تقریباً چار گز کی گہرائی میں چاندی کی ایک مرصع لوح نظر آئی جو پون گز لمبی نصف گز چوڑی تھی۔ فوجی دستہ اس لوح کو لیکر اپنے افسر کے پاس پہنچے یہ فوجی افسر میجر اے۔ این گرینڈل تھا اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا۔ درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے۔ میجر صاحب کو ان حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی مگر اسے یہ علم ضرور ہو گیا کہ لوح کوئی معمولی چیز نہیں اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت واہمیت اور تقدیس و تحریم رکھتی ہے۔

میجر گرینڈل سے ہوتی ہوئی یہ لوح افسر انچارج افواج برطانیہ لفٹننٹ جنرل ڈی۔ او گلیڈ سٹون کے ہاتھ میں پہنچی۔ اس نے اس کو برطانوی ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا جنگ عظیم کے خاتمہ پر سنہ ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق و تدقیق کا آغاز ہوا۔ السنہ قدیمہ کے ماہرین خصوصی کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں برطانیہ، امریکہ، فرانس، اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے EXPERTS OLD LANGUAGES نے شمولیت کی۔

کافی عرصہ کی تحقیق کے بعد جو آخر کار ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کی صبح کی صدیوں کے سر مکنون اور راز مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے

لوح مقدس کے الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں۔ دائیں سے بائیں پڑھئے۔

(اللہ) (احمد) (ایلی)

(باتول) (حاسن)

(حاسین)

یاہ ایلی الغطاہ (یا علی میری مدد کر)

یاہ احمد مقذا (یا احمدؐ پہنچو)

یاہ باتول اکاشٹی (یا بتول نگاہ رکھو)

یاہ حاسن اضوطع (یا حسن کرم فرماؤ)

یا حاسین یارفو (یا حسین خوشی بخشو)

ایلی ایلی ایلی (یا علی یا علی یا علی)

نذت ایلی اللہ ایلی (اور اللہ کی قوت علی ہے)

ماہرین کی تحقیقات کا پایہ تکمیل کو پہنچا تھا کہ احمد اور علی اور بتول اور حسن اور حسین کے اسمائے مبارک پڑھ کر ارکان کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں۔

فیصلہ یہ ہوا کہ اس کو شاہی عجائب خانہ برطانیہ کی زینت بنایا جائے لیکن جوں ہی انگلستان کے اسقف اعظم لاٹ پادری کے پردہ گوش سے یہ خبر ٹکرائی اور اس کو تحقیقات کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی اور یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک خفیہ حکمنامہ تحریر کیا جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر اس لوح کو کسی میوزیم یا کسی ایسے مقام پر رکھا گیا جہاں عوام کی آمد و رفت رہتی ہے ۔ تو مسیحیت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی ۔ اور عیسائیت کا جنازہ خود ان کے کندھوں پر اٹھ جائے گا ۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کو کلیسائے فرنگ کا خفیہ مخصوص کمرہ میں رکھا جائے جہاں اسقف اور اس کے رازداروں کے سوائے کسی کی نظر نہ پڑھے ۔ چنانچہ جب سے آج تک یہ لوح اس کمرہ میں بند ہے ۔

تفصیلات کے لئے دیکھئے (۱) ونڈرنل اسٹوریز آف اسلام مصنفہ کرنل پی سی اسپلے ۔ لندن ص ۳۴۹

(۲) رسالہ تحقیقات غریبہ مولفہ ابوحسن شیرازی ص ۱۲ تا ۲۲

آخر کار یہ راز دو اشخاص مسٹر ٹامس اور مسٹر ولیم کے ذریعہ فاش ہوا ۔ یہ دونوں خوش نصیب نیوکیسل گئے اور وہاں مولانا حسن مجتبیٰ طہرانی کی خدمت میں پہنچ کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے ۔ ٹامس کا نام فضل حسین اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا تھا ۔ اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۵ء یہی دونوں نیک بخت زیارت بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلٰی سے بھی مشرف ہوئے (ماخوذ از مسلم کرانیکل لندن ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء رسالہ الاسلام دہلی فروری ۱۹۲۷ء)

(بحوالہ الیلیا از حکیم سید محمود گیلانی ص ۱۷ تا ۲۴

(ناشر ادارہ معارف اسلام لاہور)

روسی ماہرین کی رپورٹ ۲۲

جولائی ۱۹۵۱ء

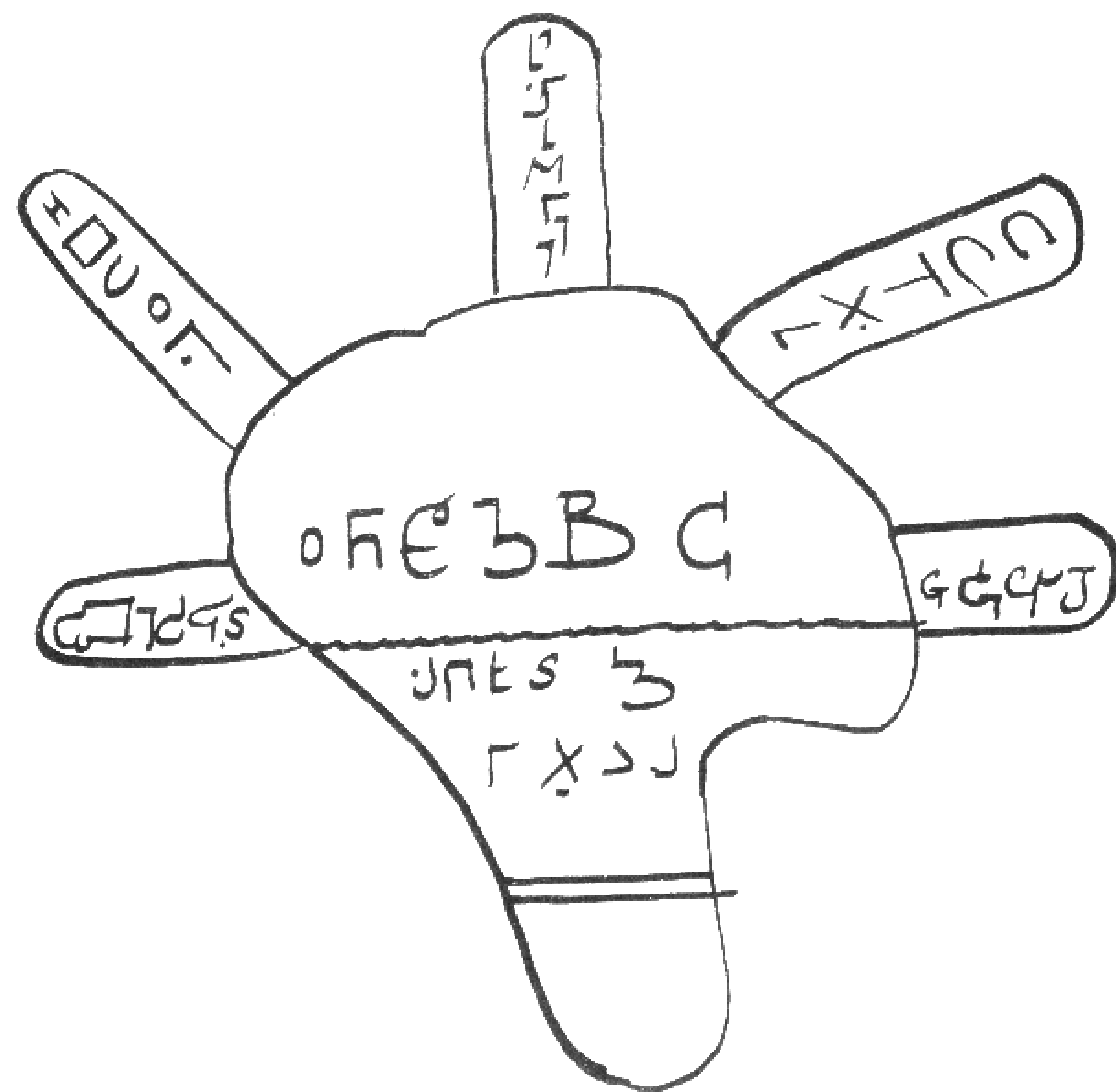
۱۹۵۱ء جولائی میں روسی ماہرین کی ایک ٹولی وادی قاف میں دیکھ بھال کر رہی تھی اور غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی کہ ایک مقام پر چند بوسیدہ لکڑی کے ٹکڑے نظر آئے ۔ گروپ آفیسر نے اس جگہ کریدنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی ہیں ماہرین اس مقام کی کھدائی شروع کی جہاں سے لکڑیاں اور کچھ دیگر سامان برآمد ہوا ۔ مگر ماہرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ باقی لکڑیاں تو بوسیدگی وکہنگی اختیار کر چکی ہیں لیکن ۱۴ انچ طول اور ۱۰ انچ عرض رکھنے والی یہ تختی امتدادی تغیرات سے محفوظ ہے ۔ ۱۹۵۲ء کے آخر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات مکمل کیں ۔ رپورٹ دی کہ یہ لکڑیاں حضرت نوحؑ کی اس مشہور عالم کشتی سے تعلق رکھتی ہیں جو کوہ قاف کی ایک چوٹی (جودی) پر آکر ٹھہری تھی اور یہ تختی بھی جس پر قدیم ترین زبان میں چند حروف کندہ ہیں اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی ۔

روس کی حکومت کے زیر اہتمام اس کی ریسرچنگ ڈپارٹمنٹ نے مذکورہ تختی کی تحقیق کے لئے ماہرین آثار قدیمہ کا ایک بورڈ قائم کیا جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء میں اپنا کام شروع کیا اس بورڈ کے مندرجہ ذیل ارکان تھے ۔

۱۔ سولے نوف پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبہ لسانیات (۲) ایفا ہان خینیفو ماہر السنہ قدیمہ لولوہان کالج چائنا ۔ (۳) میشا خن لو ۔ فانگ افسر اعلیٰ آثار قدیمہ ۴ ۔ تانمول گورف استاد لسانیات کیفزد کالج ۔ ۵ ۔ ڈی راکن ماہر آثار قدیمہ ۔ پروفیسر لائینس الٹی ٹیوٹ ۶ ۔ ایم احمد کولڈ ناظم زنکومن ریسرچ ایسوسی ایشن ۷ ۔ میجر کولٹوف نگران دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالن کالج

چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پورے آٹھ مہینہ میں مکمل کی اور یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے حضرت نوح کی کشتی تیار ہوئی تھی اس لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی تھی اور حضرت نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصول امن دعانیت اور برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔

موصوف تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر ہے جس پر قدیم سامانی زبان میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں جن کی شکل و صورت یہ ہے۔



روسی ماہرین ان حروف کو آٹھ ماہ کی سخت ماری اور دماغ ریزی کاوش سے بمشکل پڑھا اور ان کا تلفظ کو روسی زبان میں منتقل کیا۔ **مسٹر این۔ الیف مارکس** ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا جس کا ہم اس وقت اردو ترجمہ دے رہے ہیں۔

ترجمہ: اے میرے خدا میرے مددگار۔ اپنے رحم کرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل محمدؐ۔ ایلیا۔ شبیر۔ شبر۔ فاطمہ۔ یہ تمام عظیم ترین اور واجب احترام ہیں تمام دنیا انہی کے لئے قائم کی گئی ان کے نام کی برو قت میری مدد کر تو ہی سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرنیوالا ہے۔

القصہ یہ عبارت منظر عام پر آئی تو سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ تمام لکڑیاں بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں مگر نفوس قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی تختی ہزار ہا سال گذرنے پر بھی بالکل محفوظ رہی یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہے۔

(بحوالہ ایلیا۔ از حکیم سید محمود گیلانی)

نعرہ حیدری کی گونج ۲۲۱

۸ جولائی ۸۴ء دادو سندھ

سندھ کا مشہور و معروف شہر دادو علی علی کی صدا سے گونج اٹھا۔ ہو سکتا ہے کہ کہنے والے یہ کہیں کہ یہ کوئی

معجزہ یا کرامت یا مشکل کشائی تو نہیں ہے لیکن میں ان کے جواب میں صرف اتنا عرض کروں گا جب بھی کسی پر مصائب و پریشانی کی صورت حال ہوئی اس وقت بے اختیار زبان پر صرف علی کا نام آیا۔ یہی آپ کے نام کا کس قدر بڑا معجزہ ہے کہ ہر زبان پر نام علی مصائب سے نجات کا پروانہ بن چکا ہے۔

واقعات کی تفصیلات روزنامہ جنگ کراچی سے تحریر کی جا رہی ہیں آج وادو شہر کی تاریخ میں پہلی بار ڈاکوؤں کو سر عام کوڑے لگائے گئے۔ اس کارروائی کو دیکھنے کے لئے ہزاروں افراد صبح ہی سے اسٹیڈیم کے باہر جمع ہو چکے تھے۔

سندھ کا مشہور و معروف ڈاکو سکندر سولنگی ہر کوڑے پر یا علی مدد یا علی مدد کا نعرہ لگا رہا تھا۔ جواب میں بھی یا علی مدد یا علی مدد کے نعرہ لگائے۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۸ جولائی سنہ ۱۹۸۴ء)

کتابیات

۱۔	سفینۃ الاولیاء	۲۲	کوکب دری
۲۔	اسرار الاولیاء	۲۳	برق سوزاں
۳۔	مرآت العاشقین	۲۴	تاریخ الخلفا
۴۔	مکتوبات مجدد الف ثانی	۲۵	ینابیع المودۃ
۵۔	فضل الخطاب	۲۶	چودہ ستارے
۶۔	جوامع الکلم	۲۷	حضرت علی کے فیصلے
۷۔	راحت القلوب	۲۸	دربار علی کے فیصلے
۸۔	اولیائے اکرام	۲۹	جلاء العیون
۹۔	مکتوبات علی	۳۰	عیون المعجزات
۱۰۔	صرف ایک ہی راستہ	۳۱	شانِ علی
۱۱۔	علی علی حصہ اوّل	۳۲	شیر خدا کے فیصلے
۱۲۔	علی علی حصہ دوئم	۳۳	شیر خدا نے فرمایا
۱۳۔	حسین حسین حصہ اوّل	۳۴	حیات قلندر
۱۴۔	حسین حسین حصہ دوئم	۳۵	البیان
۱۵۔	معجزات حضرت عباس	۳۶	حضرت علی کے معجزات
۱۶۔	البتول	۳۷	شہید ابن شہید
۱۷۔	مشکل کشا	۳۸	شہادت نواسہ سید الابرار
۱۸۔	حضرت علی بن ابی طالب	۳۹	نفس رسولؐ حصہ سوئم
۱۹۔	سلیم بن قیس ہلالی	۴۰	نفس رسولؐ حصہ چہارم
۲۰۔	اقبال اور عشق اہلبیت	۴۱	عمدۃ المطالب جلد اوّل
۲۱۔	ارجح المطالب	۴۲	اولیائے کرام آستانہ علی پر

۴۳	بحار الانوار	۶۶	ایمان ابوطالب صائم چشتی
۴۴	سراج المبین	۶۷	عالمی تاریخ ۔ علی بکڈپو
۴۵	اسلام کے دو دستون	۶۸	سید الشہداء
۴۶	نہج البلاغہ	۶۹	حیات القلوب
۴۷	سات معجزے	۷۰	خورشید خاور
۴۸	حضرت علیؑ کا معجزہ	۷۱	قضایائے امیرالمومنین
۴۹	کرشمہ قدرت	۷۲	مجمع الفضائل
۵۰	کفایت المومنین	۷۳	علی رسولؐ کی نگاہ میں
۵۱	ازالۃ الخلفا	۷۴	اصول کافی
۵۲	خاک کربلا	۷۵	حضرت علی میدان جنگ میں
۵۳	نہج البلاغہ	۷۶	تاریخ سندھ
۵۴	جواہر الاسرار	۷۷	بہشتی زیور
۵۵	تاریخ اتھم کوفی	۷۸	عدالت علویہ
۵۶	تاریخ اسلام	۷۹	اعجاز آئمہ
۵۷	وصی رسول اللہ	۸۰	ریاض النضرہ
۵۸	انتخاب میرانیس	۸۱	خلافت وملوکیت
۵۹	اسوۂ علی	۸۲	سیدہ کا لال
۶۰	مقامات صحابہ	۸۳	فلسفہ معجزہ
۶۱	سوانح غوث الاعظمؒ	۸۴	العلی سلطاناً نصیراً
۶۲	بھولو اور عالمی اعزاز	۸۵	علی ولی اللہ
۶۳	سفرنامہ ابن بطوطہ	۸۶	سیرۃ المومنین
۶۴	تاریخ اسلام شاہ معین الدین	۸۷	شیعوں پر کیا گذری
۶۵	سفینہ نوح، محمد شفیع اوکاڑوی	۸۸	تاریخ آئمہ

۸۹	سیرت فاطمہؑ	۹۷	ماہانہ المعرفت حیدرآباد
۹۰	بارہ معجزے	۹۸	ماہانہ خیر العمل لاہور
۹۱	البلاغ المبین	۹۹	شیعہ ڈائجسٹ خصوصی نمبر
۹۲	تاریخ احمدی	۱۰۰	ہفت روزہ درنجف سیالکوٹ
۹۳	المفتی والقاضی	۱۰۱	〃 〃 شیعہ لاہور
۹۴	ماہانہ رضاکار لاہور	۱۰۲	〃 〃 ندائے شیعہ لاہور
۹۵	ماہانہ پیام عمل لاہور	۱۰۳	〃 〃 شہاب ثاقب لاہور
۹۶	قومی ڈائجسٹ لاہور		

(اس کے علاوہ بے شمار ماہانہ ۔ ہفت روزہ اور روزنامہ پرچے
(خصوصی نمبر)